اردو کا کلاسیکی ادب

نشتر

مصنف حسن شاہ

(ناول)

ترجمہ

سجاد حسین انجم کسمنڈوی

مرتبہ

عشرت رحمانی

مجلس ترقی ادب ○ لاہور

جملہ حقوق محفوظ

طبع اول : دسمبر ، ۱۹۶۳ء

تعداد : ۲۱۰۰

ناشر : سید امتیاز علی تاج ، ستارۂ امتیاز
ناظم مجلس ترقیٔ ادب ، لاہور

مطبع : ادارہ عالیہ ، لاہور

مہتمم : ظفر الحسن رضوی

سر ورق : زرین آرٹ پریس ، لاہور

قیمت : چار روپے

Marfat.com

بعونِ صانعِ مکین و مکان و بفضلِ خلاقِ زمین و زمان

۸۱

اردو کا کلاسیکی ادب

نثر

ترجمہ

سجاد حسین انجم کسمنڈوی

ناشر

مجلسِ ترقیٔ ادب ۲- نرسنگھ داس گارڈن کلب روڈ لاہور

Marfat.com

تعارف

از

عشرت رحمانی

Marfat.com

تعارف

ناول ''نشتر'' کا پلاٹ سچے واقعات پر مبنی ہے جو ۱۱۹۹ھ مطابق ۸۴-۱۷۸۵ء کے دوران میں خود صاحب تصنیف پر گزرے اور اس نے اپنی زبان (اس عہد کی سادہ مروجہ فارسی) میں آپ بیتی کے طور پر اس واقعے کے تقریباً چھ سال بعد قلم بند کیے ۔ اصل کتاب طبع نہ ہو سکی مگر اس کا ایک قلمی نسخہ منشی سجاد حسین کسمنڈوی مرحوم کو ۱۸۹۴ء میں دستیاب ہوا اور انھوں نے سلیس اور عام فہم اردو زبان میں اس کا ترجمہ کر دیا ۔

مصنف (ہیرو) سید محمد حسن شاہ کا سلسلۂ نسب حضرت سید عبداللہ سے ملتا ہے جن کا سلسلہ گیارہ واسطوں سے حضرت سید الشہدا امام حسین علیہ السلام تک پہنچتا ہے ۔ سید محمد حسن شاہ کے جد بزرگوار سر زمین عرب سے کابل آئے ۔ کچھ مدت بعد بر صغیر پاکستان و ہند میں وارد ہوئے اور لاہور میں مقیم ہو کر اطراف لاہور اور سرہند میں تبلیغ کا فریضہ ادا کرتے رہے ۔

حسن شاہ کے دادا لاہور سے شاہجہان پور گئے اور یو ۔ پی کے مختلف علاقوں میں انگریزی فوج میں میر منشی کی حیثیت سے رہے ۔ مصنف کے والد سید عرب شاہ آنولہ بریلی چلے گئے ، وہاں

Marfat.com

شادی کی اور یہیں ۱۱۸۴ھ مطابق ۷۰-۱۷۷۱ع میں سید حسن شاہ کی ولادت ہوئی ۔

حسن شاہ کے نانا مسٹرمنگ ممبر کونسل کمپ کانپور کی سرکار میں منشی گری کے عہدے پر مامور تھے ۔ قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ انھیں اردو اور فارسی بھی پڑھاتے تھے ۔ مسٹرمنگ کو اپنے خانگی کاروبار اور حساب کتاب کے اہتمام و انصرام کے لیے کسی ذمہ دار شخص کی ضرورت ہوئی تو اپنے نانا کی سفارش پر حسن شاہ منگ صاحب کے وابستگان دولت میں شامل ہو گئے ۔ یہ ۱۱۹۹ھ ۸۴-۱۷۸۵ء یا اس کے لگ بھگ کا واقعہ ہے ۔

اسی زمانے میں کمپ کا بخشی خود مصنف کے الفاظ میں ''کلن صاحب نام ایک نہایت عیاش مزاج آدمی تھا ۔ چنانچہ دو طائفے کشمیری اس کی سرکار میں ملازم تھے ۔'' اتفاق سے حسن شاہ کا ان کشمیری طائفوں کے ہاں آنا جانا شروع ہو گیا اور وہیں ان کی ملاقات ایک کم سن خوب رو نازنین سے ہو گئی جس کا نام وہ خانم بتاتے ہیں ۔ یہیں سے ان کی داستان محبت شروع ہوتی ہے ۔

عاشقی میں جو مقامات راز و نیاز آتے ہیں حسن شاہ صاحب ان سب سے گزرتے ہیں اور آخر کار خفیہ خفیہ خانم سے نکاح کر لیتے ہیں ۔ اس کے بعد کچھ ایسے واقعات پیش آتے ہیں کہ یہ طائفہ الہ آباد چلا جاتا ہے اور سوئے اتفاق سے حسن شاہ صاحب کی ملاقات پھر خانم سے نہیں ہو سکتی ۔ خانم یہ سمجھتی ہے کہ حسن شاہ معاملات عاشقی میں اناڑی ہے اور منگ صاحب کے کاروبار میں اتنا مصروف ہے کہ اس کے ملنے کے لیے بھی نہیں آ سکا ۔ آخر کار وہ اسی غم میں گھل گھل کر مر جاتی ہے ۔ حسن شاہ کو لکھنؤ پہنچ کر تمام واقعات کا علم ہوتا ہے کیونکہ وہیں خانم

Marfat.com

لئے وفات پائی تھی ۔

اس قصے کا زمانہ اٹھارھویں صدی عیسوی کے آخر کا ہے جب بزم تیموری کی آخری شمعیں جھلملا رہی تھیں ۔ ملک بہ ظاہر کئی فتنہ پردازیوں کے سبب خانہ جنگیوں سے دو چار تھا ۔ انگریز جو پہلے تجارت کی غرض سے ہندوستان آئے تھے ، حکومت کے خواب دیکھتے دیکھتے حاکمانہ اقتدار جمانے لگے تھے ۔ برطانوی افواج ملک کے مختلف علاقوں میں ڈیرے ڈالے ہوئے تھیں ۔ ان میں دیسی سپاہی بھی بھرتی کیے جانے لگے تھے مگر چھوٹے بڑے سب افسر انگریز تھے ۔

انگریز حکمرانوں اور افسروں نے مصلحت وقت کے ماتحت پہلے تو ضروری سمجھا کہ مشرقیت اور زمانے کے انداز اختیار کریں ؛ چنانچہ ہندوستانی لباس اور طرز معاشرت اختیار کرنے کے علاوہ انھوں نے اس وقت کی زبان فارسی اور اردو بھی سیکھ لی ۔ ہندوستانی نوابوں اور رئیسوں کی رقص و سرود کی محفلوں میں شریک ہونا اپنے فرائض منصبی میں سمجھا لیکن بعد میں انگلستان کے مدبر اپنے افسروں کے بدلتے ہوئے طور طریق کو اندیشے کی نظروں سے دیکھنے لگے اور حزم و احتیاط کی ہدایات جاری ہونے لگیں اور انھیں انتباہ کیا گیا کہ وہ ہندوستانی امرا کی عیش و نشاط کی محفلوں میں شرکت نہ کریں ۔ ناول کے آخری ابواب سے ان حالات کا سراغ مل جاتا ہے ۔

اس ناول کی سب سے بڑی خوبی بیان کی سادگی اور صداقت ہے جو نہایت خلوص و دیانت سے آشکار نظر آتی ہے ۔ صاحب داستان نے ''آپ بیتی'' سن وعن بیان کر دی ہے اور اس کی شخصیت و کردار کا خلوص جگہ جگہ نمایاں ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے

Marfat.com

کے بہت سختی سے پابند تھے - مولوی عبدالباری فرنگی محلی کے والد ماجد مولانا عبدالوھاب لکھنوی سے بیعت تھی اور مرشد سے والہانہ اور گہری عقیدت رکھتے تھے -

ڈاکٹر صاحب منشی صاحب موصوف سے ذاتی طور پر واقف تھے اس لیے ان کا بیان صحیح سمجھا جا سکتا ھے - صاحب تذکرۂ ''تاریخ ادب اردو'' نے منشی سجاد حسین کسمنڈوی کے حالات میں تحقیقی دیانت سے کام نہیں لیا اور جو مختصر تفصیلات درج کی ھیں ان میں سے زیادہ تر غلط فہمیوں پر مبنی ھیں -

منشی صاحب نے ناول کے بعض مقامات پر مصنف کے خلوص و سادگی و سادہ لوحی کا مذاق اڑایا ھے جو اس وجہ سے کچھ مناسب معلوم نہیں ھوتا کہ مصنف اپنی نادانی و نارسائی کا خود اعتراف کرتا ھے مگر اس کے ساتھ ھی منشی صاحب کتاب کے اثر و تاثیر کے متعلق یہ بھی لکھتے ھیں :-

''میں نے تو اصل قصے کے جگر سوز اثر پر بہت سی میٹھی راتوں کی نیندیں قربان کی ھیں اور مدتوں بے چین رھا ھوں -''

میرے سامنے اس کتاب کے تین مختلف اڈیشن تھے - ایک اڈیشن ترجمے کے فوراً بعد شائع ھوا ، یعنی ۱۸۹۴ع میں ، دوسرا اڈیشن چند سال بعد آگرے سے چھپا اور تیسرا اڈیشن برسوں بعد دھلی سے طبع ھوا - ھر اڈیشن میں کتابت و طباعت کی اغلاط کثرت سے پائی جاتی ھیں - خصوصاً اشعار اور فارسی غزلیات میں غلطیوں کی بھر مار ھے ، حتیٰ کہ لسان الغیب (حافظ) کے کلام کو جگہ جگہ غلط لکھا گیا اور فاضل مترجم نے بھی صحت کی طرف توجہ نہیں کی - اس ترتیب میں بعد تقابل مناسب تصحیح کر دی گئی ھے - کئی مقامات پر سہو کتابت کو بھی درست کیا گیا ھے -

Marfat.com

تینوں نسخوں میں مختلف فیہ عبارات صحیح قرار دینے کا اصول یہ بنایا کہ جو زیادہ سلیس و فصیح ہے ، وہی زیادہ صحیح اور اصل متن کے مطابق ہے ۔ جدید ترتیب میں متن میں کوئی اضافہ نہیں کیا گیا ، البتہ ابواب کی نئی تہذیب موزوں سمجھی گئی ۔ علاوہ ازیں بعض مقامات پر حواشی اور تاریخی اشارات بھی پیش کر دیے ہیں ۔ خصوصاً مترجم کے حواشی کی تصریح مناسب اور ضروری سمجھی ہے جو مطالعے میں سہولتیں مہیا کرے گی اور معلوماتی نوٹ کا کام دے گی ، نیز قارئین کی دلچسپی میں مزید اضافے کا باعث ہوگی ۔ غرض یہ نوترتیب نسخہ بہ حد ممکن زیادہ سے زیادہ صحت و سلاست کا آئینہ دار ہے ۔

عشرت رحمانی
(مرتب)

Marfat.com

نشتر (ناول)

مصنف : سید محمد حسن شاہ

مترجمہ : سجاد حسین انجم کسمنڈوی

مرتبہ : عشرت رحمانی

Marfat.com

بحولہٖ وقوۃ

اِلتماسِ مترجم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

آماده گشته ام مگر امشب نظاره را
پیوند میکنم جگر پاره پاره را

لو ہم بھی لہو لگا کے شہیدوں میں ملے جاتے ہیں - جس رنگ پر آج زمانہ مٹا ہوا ہے ، جس دھن میں ہر ایک شخص جو کچھ بھی لکھا پڑھا ہو ، مست نظر آئے گا ، جس سودے کو آج بازار میں بہت ارزاں لے سکتے ہیں ، جس تماشے میں گو کچھ بھی لطف نہ آیا ہو مگر تعریفیں مفت موجود ، آج اسی گروہ میں ہم اپنا نام بھی لکھائے دیتے ہیں -

در مخزن جگر گہر چند جمع بود
دلال گشت دیده بدامان فروختم

یعنی ایک فارسی قصے کا ترجمہ ہدیۂ ناظرین ہے - اس کتاب کے تفصیلی حالات کے واسطے ایک تفصیلی دیباچہ درکار تھا مگر نہ میں بالفعل لکھ سکتا ہوں اور نہ امید ہے کہ اس کے ملاحظے

Marfat.com

کی تکایف گوارا کی جائے گی ۔

در عشق گفتگو به خموشی حواله ایست
اهل نظر نگه ز تغافل گرفته اند

مختصر یہ ہے کہ اصل کتاب سیدھی سادی فارسی ہندی آمیز زبان مین قلمی میرے پاس موجود ہے ۔ سال تصنیف ۱۲۰۵ھ اور تاریخ کتاب ۱۱۷۷ھ ہے ۔ شریف مصنف نے اپنے عشق و محبت کا واقعہ نہایت سادہ الفاظ و عبارت میں لکھا ہے ، تکلف اور تصنع غالباً بہت ہی کم ؛ اور سچا قصہ ہے اس لیے دیکھنے والے واقعی کلیجا تھام لیتے ہیں ۔

توان این نکته فهمید از ادائے چشم مشتاقان
که هستی در تماشا محو شد حسرت نگاهان را

مصنف کے مذاق اور لیاقت وغیرہ کے متعلق مجھے فیصلہ کرنے کا حق نہیں ہے ۔ یہ بار گراں ناظرین کے ذوق سلیم اور امتیاز پر چھوڑا جاتا ہے ۔ میں نے تو اصل قصے کے جگر سوز اثر پر اپنی بہت سی راتوں کی میٹھی نیند کو قربان کردیا ہے اور مدتوں بے چین رہا ہوں ۔

ہر رنگے که پیش آید سجودے می‌توان بردن
جنون محو ادب ها محمل از لیلیٰ نمی داند

میرے اکثر دوستوں نے بارہا اس کتاب کے ترجمے پر زور دیا مگر مجھے اپنی لیاقت و استعداد کا اندازہ خوب معلوم تھا ۔ اور اپنی چادر سے زیادہ پاؤں پھیلانے کا خمیازہ سن چکا تھا ، کبھی بھولے سے بھی حامی نہ بھری اور اتنی مشکل ذمہ داری کی جرأت نہ ہوئی ۔

خوارم نه آن چنان که دگر مژدۂ وصال
باور کنم اگرچه هم از آسمان رسد

مگر ذی کمال اور نازک خیال اہل فن کی نظروں کے سامنے

Marfat.com

مترجمانہ لباس میں آنا زبردست قلم قدرت نے لکھ دیا تھا اور نکتہ چیں نگاہیں مدت سے تھک تھک کر بیٹھ رہی تھیں - میں نے کہا لاؤ ایک مشغلہ ان کے لیے مہیا کردوں -

عمریست کہ آوازۂ منصور کہن شد -
من از سر نو جلوہ دہم دار و رسن را

زیادہ مجبوری یہ آن پڑی کہ میرے عزیز دوست منشی نورالحسن صاحب کاکوروی نے اصرار کو ضد کی حد تک پہنچا دیا کہ اس کا ترجمہ کرنا چاہیے۔ ناچار میں نے بحکم "آزردن دل دوستان جہل است و کفارۂ یمین سہل"، اس جوکھم کو اپنے سر لیا اور جادونگار سحر بیان نثاران وقت کا منہ چڑھانے کو آمادہ ہوگیا۔

بر داشتی نقاب ز دیدن بر آمدم
در گفتن آمدی ز شنیدن بر آمدم

افسوس! ہے تو یہ ہے کہ جو کام اس وقت میں کرنے پر مستعد ہوا، کاش اسی کو کچھ برسوں قبل لے کر بیٹھتا، جب دل و دماغ کسی قدر ٹھکانے تھے اور بعض سامان طبیعت کے ابھرنے کے زیادہ مہیا تھے -

دیر آمدی اے نگار سر مست
زودت نہ دہیم دامن از دست

حاشا مجھے زبان دانی اور نثّاری کا ذرا بھی دعویٰ نہیں، میری بے کمالی پر میری گم نامی ایک صاف دلیل ہے، جس سے مجھے اتنا اطمینان ضرور ہوگا کہ نا پرسانی اور عدم توجہی میرے آڑے

---

۱ - اس ترجمے کے وقت مترجم کی عمر شباب کی منزلوں سے گزر چکی تھی، یہ اسی طرف اشارہ ہے - اور عالم شباب کی رنگینیوں اور فراغتوں کو یاد کیا ہے کہ وہی سامان طبیعت کے ابھرنے کے تھے - (مرتب)

Marfat.com

آئے گی ۔ اور خاک میں ملی ہوئی ہستی کو کسی کا دامن ناز کیوں برباد کرنے لگا ، یعنی میرا عیب کاہے کو کوئی شمار کرنے بیٹھے گا ، اور کسی کو کیا پڑی ہے کہ مٹے ہوئے کو اور مٹانے پر آمادہ ہوجائے ۔

کس عناں گیر نہ شد ورنہ من از بیت حرم
تا در بت کدہ در سایۂ ایماں رفتم

ہاں طبیعت کا لگاؤ اور دل میں سوز و گداز کسی کا خاص حصہ نہیں ہے ، اس لیے مجھے انکار نہیں کہ اچھی زبانوں اور پر اثر مذاق سے میرا دل زار بھی موثر ہو جاتا ہے اور اسی وجدانی ذوق کے اقتضا سے میں نے مجبور ہو کر یہ مشکل کام اپنے ذمے لیا ہے ۔ ورنہ آج فسانہ نگاری اور ناول نویسی کی معجز نما ترقی ، انشا پردازان وقت کی عالی دماغی اور روشن خیالی کی بدولت بہت اونچے مقام پر ہے ، جہاں تک میرا ادراک ٹھوکر پر ٹھوکر کھا کے بھی نہیں پہنچ سکتا ۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اگر ان کا کمال اعلیٰ درجے پر ہے تو میری بے کمالی بھی اپنی شان تنزل میں اکیلی نظر آئے گی ۔

مارا نشست عمر چنیں خضر را چناں
در عرصۂ حیات برابر فتادہ ایم

البتہ جن حضرات نے اصل کتاب دیکھی ہے وہ اس ترجمے کو بھی ملاحظہ فرمائیں گے تو میری جگر کاوی اور خون نابۂ دل کی رنگ آمیزیوں کی داد دیتے ہی بن پڑے گی ۔

نازم بتازہ روئ افسردہ خاطراں
سرسبزئ بہار چناں از خزاں ما

Marfat.com

اُمید[1] کہ بلند نگاہ ناظرین خاکسار کی بساط استعداد پر غور فرما کر ترس کھائیں گے اور سارے عیبوں پر پردہ پڑا رہنے دیں گے :

هر تار ز پیراهن فانوس کمندیست
گستاخیٔ پروانه نه از بال و پر اوست

خاکسار محمد سجاد حسین ۔ کسمنڈوی
(ملازم سرکار نظام ۔ مقام گلبرگہ شریف)

(پنجم رمضان المبارک ۱۳۱۱ھ مطابق ۹ اردی بہشت ۱۳۰۳ف)

---

۱ ۔ یہ محض اس زمانے کے دستور کے مطابق مترجم کا انکسار ہے ورنہ مترجم کو اپنے کمال انشا پردازی پر ناز ہے جیسا کہ اس سے پہلے ظاہر کر چکے ہیں ۔ (مرتب)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد و نعت چند سطریں اپنے تعلق طبیعت اور سرگزشت زمانۂ شباب کی مفصلاً لکھتا ہوں ، کیونکہ ایک جادونگاہ صنم زاھد فریب کی محبت نے سرشار اور لایعقل کر رکھا تھا :

شیریں تر از حکایت ما نیست قصۂ
تاریخ روزگار سرا پا نوشتہ ایم

ناظرین سے آمید ھے کہ اس سچے قصے سے محظوظ ہوں تو راقم حروف عاصی ، المحتاج الی اللہ سید محمد حسن شاہ عفی اللہ عنہ کے حسن خاتمہ اور مغفرت کی دعا فرمائیں اور سہو و خطا پر پردہ ڈالیں ۔

ہر کہ خواند دعا طمع دارم
زان کہ من بندۂ گنہ گارم

مصنف کے خاندانی حالات

حضرت سید عبداللہ ملقب بہ مظلوم ، جن کا سلسلہ گیارہ واسطوں سے حضرت سید الشہدا امام حسین علیہ السلام سبط رسول مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ھے ، اپنے والد حضرت ابراھیم رضا کے سامنے خلفاے بنوعباس کے جور و جفا سے حدود بلخ میں مخفی سکونت پذیر تھے ۔ شدت ظلم اعدا کی وجہ سے مع

Marfat.com

تبرکات شریفه نسلاً بعد نسل چلے آتے تھے۔ بعد شہادت والد بزگوار مع چند همراهیان حدود ترکستان میں پہنچے اور اقامت اختیار کی۔ ان کی اولاد سے جناب سید السادات قطب انام حضرت سید امیر کلاں عرف امیر کلال رحمة الله علیه کا شہرہ عام هوا ، حتیٰ که صاحبقران امیر تیمور گورگانی کو آپ نے اپنا پسر خواندہ فرمایا اور بشارت سلطنت هفت کشور کی دی ، جس کا حال آپ کے ملفوظات میں موجود ھے۔ آپ کے صاحب زادے امیر برهان مشہور به امیر بزرگ حسب استدعائے صاحبقران چندے آس کے پاس رہ کر وطن تشریف لے گئے۔ ان کے صاحب زادے سید امیر شاہ نے اپنی جاگیر عطیۂ صاحبقران قصبه شریعت آباد حدود خوست من مضافات بدخشاں میں اقامت اختیار کی اور حسب رواج خاندان ارشاد واهتداء خلائق میں مصروف رہے تاآنکه نوبت سجادگی حضرت حاجی الحرمین سید میرک شاہ رحمة الله علیه جد بزگوار کاتب حروف کو پہنچی اور بموجب بشارت ارواح طیبات بزرگان مع چند تبرکات شریفه عازم هندوستان هوئے - ۱۱۲۵ھ میں بیس قرابت داروں کے ساتھ داخل کابل هوئے - صوبه دار کابل کی استدعا سے چند مہینے اقامت کرکے به قصد شاهجہان آباد وارد (لاهور) هوئے۔ بوجه اصرار عقیدت مندان شاهجہان آباد کا قصد ملتوی فرمایا ، صرف ایک شخص مسمیٰ سیدگدا شاہ اپنے همراهی کو فرخ سیر بادشاہ هندوستان کے پاس روانه کیا مگر سادات بارها کے تسلط اور غلو سے ملاقات نه هوسکی - سید موصوف کی معاودت ، بادشاہ کا بعد پلٹنے کے مطلع هونا ، عذر خواهی کے ساتھ نذر و نیاز کا اپنے خواص خاص کے ساتھ جناب حاجی صاحب کی خدمت میں بھیجنا اور متمنی تشریف آوریٔ حضرت موصوف هونا ، آپ کا نه قبول کرنا اور شاهجہان آباد نه جانا ، ایک قصۂ طویل ھے - اس زمانے میں حاجی صاحب موصوف

Marfat.com

نے بہ‌موجب بشارت روح بزرگان جناب سید حقانی رحمۃ اللہ علیہ متوطن قصبہ بندگی متعلقہ چکلہ کوڑہ جہاں آباد کی صاحب زادی سے نکاح کیا ، اور صرف ایک بار محمد شاہ بادشاہ کے عہد سلطنت میں شاھجہان آباد تشریف لے گئے ورنہ ہمیشہ اطراف لاہور اور سرہند میں بسر فرمائی اور ایک عالم کو فیوض باطنی سے سرفراز کیا ۔ حاجی صاحب موصوف کے چار بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں ۔ سید محمد شاہ ' سید اشرف شاہ ' سید عرب شاہ والد مصنف ' سید محمد شیر شاہ ؛ مگر ان چوتھے صاحب‌زادے نے مناصب شاھی اختیار کرلیے اور نفع کثیر خلق اللہ کو پہنچایا ؛ بالجملہ بعد انتقال حاجی صاحب اور دست برد نادر شاہ اصفہانی و احمد شاہ درانی اور تغیر سلطنت گورگانی کے نواب نجیب خاں چچا صاحب کو اپنے ہمراہ شاھجہان آباد میں لایا اور عموی موصوف نے بعد چندے نجیب‌آباد اور ندینہ[1] دھام پور میں اقامت اختیار کی ، اور وھیں انتقال فرمایا ۔ میرے والد ماجد سکھوں کی زبردستیوں سے تنگ ہو کر آنولہ بریلی میں تشریف لائے اور وھیں شادی بھی کی ۔ چنانچہ ۱۱۸۳ھ میں میری ولادت ہوئی اور دو چھوٹے بھائی بھی اسی شہر میں پیدا ہوئے ۔ ۱۱۹۱ھ میں جناب والد مغفور نے انتقال فرمایا ۔ میں اور دونوں چھوٹے بھائی یعنی سید حسین شاہ و سید قاسم شاہ سلمہا اللہ تعالیٰ جناب نانا صاحب قبلہ کے زیر تربیت و تعلیم اسی شہر میں رہے ، اور جو پڑھا لکھا انھیں کی مزید شفقت کا نتیجہ ہے ۔

---

۱ ۔ مصنف نے ''ندینہ'' لکھا ہے مگر ہمارے زمانے میں ''نگینہ دھام پور'' کہتے ہیں ۔ (مترجم)

Marfat.com

مصنف کا ننھالی سلسلہ

اور ملازمت کا قصہ

میرے نانا صاحب قبلہ حکیم میر محمد نواز حضرت سید عطا موسوی کی اولاد میں ہیں اور علم و فضل خصوصاً طب و حکمت میں یگانۂ وقت و فرید دھر کہنا چاہیے ۔ آپ کے والد شاہ نیا محمد شاہ بادشاہ کے وقت میں بلخ سے شاھجہان آباد کو تشریف لائے اور منصب داران شاھی میں شامل ھوئے ، وھیں شادی بھی کی ۔ ۱۱۸۴ھ میں جبکہ والد مرحوم کی شادی ھوئی ، اس وقت حکیم صاحب موصوف نواب عنایت اللہ خان پسر حافظ الملک حافظ رحمت خان کی سرکار میں ملازم باامتیاز تھے اور شھر بریلی میں اقامت گزیں ، بعد خرابی و تباھی حکومت ھندوستان میرے نانا صاحب مسٹر منگ صاحب ممبر کونسل کمپ کانپور کی سرکار میں جو ھمشیرزادہ جنرل کوٹ کے تھے اور یہ جرنل صاحب ایک عالی مرتبت انگریز تھے ، عہدہ منشی[1] گری پر مامور ھوئے ۔ منگ صاحب جب کلکتہ سے دوبارہ کانپور میں آئے اور کرنیل ھملیڈی صاحب کمانڈنگ افسر سے زیادہ رسم و راہ اور صحبت کا اتفاق ھوا ، پڑھنا[2] چھوڑ دیا اور اپنے کاروبار سے عدم توجہی

---

۱ ۔ غالباً بخ کی منشی گری ھے ۔ جیسا آئندہ معلوم ھو گا ۔ (مترجم)
۲ ۔ اس سے معلوم ھوتا ھے کہ منگ صاحب مصنف کے نانا سے فارسی یا اردو پڑھتا تھا ۔ (مترجم)

Marfat.com

ہوئی تو بہت سا روپیہ اس کے صندوق سے گم ہوگیا ۔ صاحب نے نانا سے ذکر کیا کہ مجھے بوجہ عدیم الفرصتی اپنا خانگی کاروبار حساب و کتاب دیکھنے کی مہلت نہیں ملتی اور اکثر میرا روپیہ مفت تلف ہوتا ہے ۔ اگر آپ سے اس کام کا بوجھ اٹھ سکے کہ بالفعل کوئی دوسرا کام آپ کے ذمہ نہیں ہے ، دیکھ بھال کریں تو بہتر ہے ۔ نانا صاحب نے انکار کیا اور کہا کہ اگر حسن شاہ اس کام کو قبول کر لے گا تو آپ کی غایت پوری ہو سکتی ہے ؛ چنانچہ منگ صاحب نے مجھ کو بلوا کے اصرار کیا اور میں نے بعد چند شروط کے اس کو قبول کیا ۔ اگرچہ میری کوئی تنخواہ معین نہ ہوئی تھی مگر منگ صاحب چونکہ ایک بڑا عالی منش اور فیاض و شریف اور شریف پرور انگریز تھا ، میرے ساتھ بے حد سلوک اور مراعات کے علاوہ نہایت ہی عزت اور توقیر کرتا تھا اور بارہا بیش قیمت اشیاء اور معتد بہ نقد سے مسلوک ہوتا تھا ۔ گو اس کی تنخواہ چنداں بیش قرار نہ تھی مگر وراثتاً اس کو کئی لاکھ روپیہ اپنے باپ کے متروکہ سے ملا تھا اور اس کی تجارت سے نفع کثیر آتا تھا اس لیے بہت ہی دل چلا اور باہمت تھا اور جملہ مداخل و مخارج میرے اختیار میں دے دیے تھے اور اس قدر مجھ پر اعتبار تھا کہ اکثر حاسدوں اور دشمنوں نے محض حسد یا اپنے رسوخ اور خیر خواہی کے اظہار سے میری چغلیاں

۱۔ ایک یہ انگریز تھا ایک ہمارے وقت کے صاحب بہادر ہیں کہ کل ہندی کالا لوگ ، نیٹو نیم وحشی کے صرف خطابوں ہی سے سرفراز نہیں ہوتے بلکہ عملی بدسلوکیاں اور اتلاف حقوق جس حد تک ہے سب کو معلوم ہے، حالانکہ اس وقت کا طرز معاشرت اور لیاقت وغیرہ ہم لوگوں کا اس زمانے سے بدرجہا بہتر ہے ۔ مگر بات یہ ہے کہ پچھلے وقتوں کے انگریز بھی نجیب و شریف آتے تھے اور یہاں کے لوگ بھی سادگی کے ساتھ شریفانہ چال چلن رکھتے تھے، اب دونوں طرف خیرت ہے - (مترجم)

Marfat.com

کھائیں مگر اس نے مطلق باور نہ کیا بلکہ الٹے اسی پر عتاب کرتا تھا اور تاوقتیکہ میں خود سفارش نہیں کرتا تھا اس کا قصور معاف نہیں کرتا تھا۔ اگر میں کہتا کہ جو کچھ آپ سے کہا گیا ہے اس کی تحقیقات کر لیجیے، تو جواب دیتا کہ مجھے جو کچھ امتحان آپ کا کرنا تھا کر چکا، اب مجھے کسی دریافت اور تحقیقات کی ضرورت نہیں، جو شخص جو کچھ کہتا ہے، حسد اور بغض سے کہتا ہے۔ میں نے تم کو تمام کاروبار خانگی اور موقوف و بحالی ملازمان کا اختیار کلی دے دیا ہے۔ چنانچہ ایک دن اس کی داشتہ عورت[1] نے جو ایک فرخ آبادی پٹھان کی بیٹی تھی، میری چغلی صاحب سے کھائی کہ تمہارا منشی سارا مال غبن کرتا ہے۔ اگر آپ کی مرضی ہو میرا بھائی جو نہایت لائق ہے، اس کے سپرد یہ کارخانہ کردیا جائے جس سے بڑی کفایت ہوگی۔ صاحب نے اس کو تو کچھ جواب نہ دیا اور کمرے کے باہر آ کر مجھ سے کہا کہ آج ہماری بی بی آپ کی طرح اس سفارش کرتی تھی۔ میں نے کہا "بالکل سچ کہتی ہے، میں آپ کا خیر خواہ ہوں، جس بات میں آپ کی کفایت اور بچت ہو مجھے بہ دل و جان منظور ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی میں نے کنجیاں صاحب کے سامنے میز پر رکھ دیں اور کہا کہ مجھے بھی اب زیادہ آپ کے پاس رہنا منظور نہیں ہے، کب تک حاسدوں کا نشانہ ملامت رہوں۔" صاحب پہلے تو چپکا رہا، پھر فرمایا کہ اچھا اس وقت کنجیاں اپنے پاس رکھیے، میں پھر لے لوں گا۔ میں خوش ہوا کہ اس جھکندن سے نجات ملی۔ دوسرے دن صاحب نے اس عورت کو نکلوا دیا۔ میں نے سنتے ہی صاحب سے جا کر سفارش کی مگر اس نے ہرگز قبول نہ کیا،

۱۔ یہاں سے پتا چلتا ہے کہ صاحب بہادر کی بیم نہ تھی اور عیاش بھی تھے۔ (مترجم)

Marfat.com

ڈب میں نے کہا ”خیر اگر آپ اس کو نکالتے ہیں آپ کو اختیار ہے مگر میں بھی نہ رہوں گا ، مجھے بھی رخصت کیجیے۔“ صاحب نے کہا ”تم کیسی باتیں کرتے ہو ، وہ تمھاری دشمن ہے۔“ میں نے کہا ”ہوا کرے ۔ اگر آپ مہربان ہیں تو مجھے کسی کی دشمنی ضرر نہیں پہنچا سکتی۔“ ناچار صاحب نے پھر اس کو بلوا لیا ، مگر تھوڑے ہی دنوں میں وہ اپنی سزا کو پہنچ گئی ، یعنی صاحب نے بچشم خود ایک خدمت گار سے مختلط دیکھ لیا۔ اسی وقت بہت فضیحتی سے نکال باہر کیا ۔ غرض کہ خدا کی عنایت سے منگ صاحب بے آنتہا مجھ پر مہربان تھا اور کمال آزادی اور خود مختاری سے میں بسر کرتا تھا ۔ میری عمر اس زمانے میں پندرہ سولہ برس کی تھی اور نانا صاحب نے بریلی سے اپنے متعلقین کو بلوا کے قصبۂ جاجمئو میں جو کانپور سے دو کوس پورب کی طرف ہے ، سکونت کر لی تھی اور چونکہ کوئی تعلق خدمت باقی نہ رہا تھا ، اکثر خانہ نشین رہتے تھے ۔ میں اور چھوٹا بھائی میر حسین شاہ اور چچا زاد بھائی میر محمد یوسف شاہ مع بعض قرابت داروں کے کمپ میں رہتے تھے اور صاحب نے میرے لیے ایک عمدہ بنگلہ بنوا دیا تھا ۔ اور چونکہ صاحب کا ذاتی مکان مع ضروریات حمام وغیرہ اس زمانے مین زیر تعمیر تھا ، مجھ سے صاحب نے فرمایا کہ تم اپنے بگلے کی درستی اعلیٰ درجہ الکمال کرالو ؛ چنانچہ اسی وجہ سے میں ان روزوں بنگلہ چھوڑ کے منشی روشن علی صاحب کے مکان میں جو نانا صاحب کے دوست تھے ، جا رہا تھا اور دو وقتہ صاحب کے پاس آتا جاتا تھا ۔

تا دم حشر محبت میں دعائیں دوں گا
واہ کیا شے ہے سلامت رہے قسمت میری

Marfat.com

طبیعت آتی ہے

بھرا نظارہ چلا ہے کوچۂ قاتل میں داغ
کس بلا کا ہے کلیجا کس غضب کا دیدہ ہے

اس زمانے یعنی ۱۱۹۹ھ[1] میں کمپ کا بخشی[2] کن صاحب نامی ایک نہایت عیاش مزاج انگریز تھا؛ چنانچہ دو طائفے کشمیری اس کی سرکار میں نوکر تھے۔ میں ان دنوں منشی روشن علی کے مکان سے اسی کے بنگلے کے برابر سے آتا جاتا تھا۔ ایک دن محمد اعظم نامی گویّا جو کشمیری زنانہ طائفے کا ڈھاڑی تھا اور جس کو میرے نانا صاحب سے شناسائی تھی، بلندی پر کھڑا تھا۔ مجھ کو دیکھ کر سلام کیا اور نانا صاحب کا مستفسر حال ہوا۔ میں نے جواب مناسب دیا۔ اس نے کہا کہ اگر آپ کی مرضی ہو اور کچھ خیال نہ فرمائیے تو غریب خانے میں دو گھڑی کے لیے قدم رنجہ فرمائیے:

---

۱ - تمام کتاب میں جا بجا فارسی و اردو اشعار کثرت سے دیے گئے ہیں۔ فارسی نسخے میں زیادہ تر فارسی اشعار و غزلیات دی گئی تھیں۔ کہیں کہیں اردو اشعار بھی تھے، لیکن مترجم نے ترجمے میں اکثر اشعار (اردو) کا اضافہ بھی کیا ہے۔ (مرتب)

۲ - نسخہ اول میں ۱۱۵۹ ہجری ہے لیکن صحیح ۱۱۹۹ھ ہے۔ (مرتب)

۳- بخشی سے مراد محاسب فوج۔ قدیم محاورہ فارسی کے اعتبار سے صحیح مگر عہدہ اور اس کی امارت پر قیاس نہیں ہو سکتا کہ محاسب تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ کمانڈنگ افسر کو بخشی لکھا ہے کیونکہ قدیم زمانے میں بخشی وزیر جنگ کو بھی کہتے تھے جیسا کہ ''سکندر نامہ'' وغیرہ میں لکھا ہے۔ (مترجم)

Marfat.com

سلا ہے گھر مرا دشمن کے گھر سے
وہیں آ بیٹھنا اٹھ کر اُدھر سے

مجھ سے مروت میں کچھ نہ بن پڑا، گھوڑے سے اُتر کر اُس کے ساتھ ہو لیا ۔ وہ مجھے ایک بڑے پال کے نیچے جو اُن لوگوں کے ٹھہرنے کا مقام تھا، لے گیا ۔ وہاں اور بھی گوئیّے بیٹھے تھے ۔ انھوں نے میری تعظیم کی اور کشمیری زبان میں میرا حال محمد اعظم سے پوچھا ۔ محمد اعظم نے اُن کا جواب دے کے مجھ سے کہا کہ میں نے ایک شخص کو چند فارسی غزلیں گاتے سنا اور اُن کو لکھوا لیا ہے مگر بعض اشعار اُن میں غلط معلوم ہوتے ہیں ۔ آپ ذرا توجہ فرما کے ان کو صحیح کر دیجیے ۔ میں وہ غزلیں اس سے لے کے دیکھنے لگا ۔ اُس پال کے نزدیک سو قدم پر ایک خیمہ کھڑا ہوا تھا ۔ اُس کے سامنے نمگیرہ ہشت چوبہ استادہ تھا، قریب ہی اُس کے ایک کاہی چھپرّ پڑا تھا، جو باورچی خانے کے لیے ہوگا ۔ اُسی کے پاس دو پالیں اور پڑی تھیں ۔ غزلیں دیکھتے دیکھتے آنکھ اُٹھا کے خیمے کی طرف میں نے دیکھا ہی تھا کہ دفعتاً ایک پری پیکر نہایت حسین، لباس فاخرہ اور زیور گراں بہا پہنے ہوئے خیمے سے نکل کے ان پالوں میں چلی گئی ۔ اُس وقت سے میری یہ حالت ہوئی کہ کبھی خیمے کی طرف نظر تھی اور کبھی غزلوں پر:

بانکی چتون پہ ادا لوٹ گئی
اُبھرے جوبن پہ حیا لوٹ گئی

اتنے میں کسی کے آنے کی چاپ معلوم ہوئی ۔ میں نے سر اُٹھا کے دیکھا تو وہی عورت جس کا بیس اکیس برس کا سن ہوگا، عباسی رنگ کا دو شالہ اوڑھے ہوئے قریب میرے تخت کے آئی اور اُن لوگوں کو ''اُستاد جی'' کہہ کے سلام کیا ۔ میرے قریب محمد اعظم بیٹھا تھا اور تخت کے نیچے اُس کا بیٹا،

Marfat.com

اسی کے قریب وہ کھڑی ہوگئی ۔ اس کا حسن گلو سوز اور رنگ سرخ و سپید دیکھ کے مجھے تحیر سا ہو گیا ۔ حقیقتاً بہت کم ایسی صورت دیکھنے کا اتفاق ہوا تھا ۔

وہ شرمیلی آنکھیں وہ شرمیلی صورت
وہ ہنسنا بھی کھل کر نہیں جانتے ہیں

تھوڑا سا توقف کرکے اس نے کشمیری زبان میں کچھ پوچھا جس کا جواب محمد اعظم نے اس طرح دیا کہ میں سمجھ گیا ، میرا حال پوچھتی ہے ۔ اس کے بعد وہ پھر خیمے کی طرف چلی گئی ۔ مجھے اس کا جانا سخت ناگوار معلوم ہوا اور دل کو بے چینی سی پیدا ہوگئی ۔ ہر چند کچہری کا وقت تنگ ہوا جا رہا تھا مگر میں چاہتا تھا کہ پھر ایک بار اسے دیکھ لوں اس لیے دیدہ و دانستہ توقف کرتا تھا ۔

خود دیر کی کہ جوہر پیکار دیکھ لیں
چلتی ہے کس طرح تری تلوار دیکھ لیں

اشعار بھی دیکھتا تھا اور بعض جگہ درست کرتا جاتا تھا اور اس کو سمجھاتا بھی تھا ۔ اتنے میں دو عورتیں ایک تیرہ چودہ سال کی بہت سرخ و سپید مگر نقشہ بے نمک عمدہ لباس اور قیمتی زیور پہنے ہوئے ، سفید دوشالہ اوڑھے ، دوسری پچیس برس کی عمر والی فربہ اندام ، گندمی رنگ ، متوسط درجے کی پوشاک پہنے پالوں کی طرف سے ہماری جانب آئیں ، اور اسی طرح ''استاد جی'' کہہ کے سلام کر کے کشمیری زبان میں میرا حال پوچھا ۔ اور ایک نے کہا کہ استاد جی یہ کاغذ کیا ہیں ؟ محمد اعظم نے کہا کہ یہ وہی غزلیں ہیں جو میں نے لکھوائی تھیں ۔ چونکہ اس میں غلطیاں بہت ہیں ، میر صاحب قبلہ درست فرما رہے ہیں ۔ یہ کہہ کر دونوں پلنگ پر بیٹھ گئیں ۔ ذرا دیر کے بعد

Marfat.com

ایک آٹھی اور خیمے میں چلی گئی - میں بدستور غزلیں دیکھ رہا تھا اور سوچتا تھا کہ کاش وہ پہلی پری چہرہ پھر آ جاتی تو دیکھ لیتا :

موسیٰ سے کہہ دو طور پہ جایا کریں نہ روز
اچھے نہیں ہیں برق جمالوں کے سامنے

یکایک جو عورت آٹھ گئی تھی ، اپنے ہمراہ ایک نازنین ، سوے میان ، آفت جان دوشیزہ سیزدہ سالہ کو لے کے آئی جس کا چمپئی رنگ اور چشم شہلا قیامت ڈھاتی تھی - کافر ادائی نے ہزارہا ایمانوں پر مصیبت ڈالی تھی ، نہایت زرق برق لباس اور زیور بیش بہا پہنے بسنتی دو شالہ اوڑھے اس دل فریب ادا سے آگے کھڑی ہوگئی کہ بجلیاں گر پڑیں :

نگاہ شوق نے کس کی پکار کر یہ کہا
مری جگہ بھی کوئی جلوہ گاہ میں رکھے

میری آنکھ کھلی کی کھلی رہ گئی اور محو حیرت ہوگیا :

بجلیاں دیکھنے والوں پہ گراتے آئے
تم جدھر آئے ، اُدھر آگ لگاتے آئے

چمپئی رنگ اُس کا اور جوبن وہ گدرایا ہوا
میری آنکھ چار ہوئی کہ تیر عشق سینے کے پار ہوا ''چشم اُفتادن ہماں دل دادن ہماں -'' میں بالکل مثل تصویر حیران اور بے حس و حرکت ہوگیا - آنکھیں پتھرا گئیں ، خون نے رگوں میں ایک غیر معمولی جوش مارا اور دل پھڑپھڑا کے سینے کے اندر رہ گیا ؛ سر چکرایا ، بدن تھر تھرایا ، بلکہ غزلوں کا کاغذ ہاتھ سے گر گیا ، لیکن فوراً میں چونک پڑا اور بے اختیار زبان سے نکلا :

نگاہ شوق لڑتی ہے نگاہ نازجاناں سے
الٰہی خیر دونوں کی کہ چوٹیں ہیں برابر کی

میں اپنے دل میں حیران تھا کہ پروردگار تونے کس قیامت

Marfat.com

کی صورت پیدا کی ہے ، شاید اپنے ہی ہاتھ سے اُس کو بنایا ہے :

کچھ جوانی ہے ابھی کچھ ہے لڑکپن اُن کا
دو دغا بازوں کے قبضے میں ہے جوبن اُن کا

میرا صبر و قرار جاتا رہا اور ازل میں جو مقدر ہوا تھا ، اُس وقت آنکھوں کے سامنے تھا ۔ بڑی مشکل سے میں نے حواس درست کیے اور دیکھا تو پہلی عورت بھی آگئی ہے ، اور تینوں پلنگ پر بیٹھی ہیں ، مگر وہ شوخ طناز پال کی طناب پکڑ کر کھڑی ہوگئی اور میری طرف اس ناز سے دیکھا کہ میں کلیجا تھام کے رہ گیا ۔

شوخی سے ہر شگوفے کے ٹکڑے اُڑا دیے
جس غنچے پہ نگاہ پڑی دل بنا دیا

اسیر اس ناز سے ظالم نے دیکھا
نگاہیں بول اُٹھیں وہ لے لیا دل

ایک عورت نے پوچھا ''اُستاد جی کوئی شعر درست ہوا ؟'' محمد اعظم نے کہا ''ہاں کئی شعر آپ نے بنا دیے'' اور وہ اصلاح شدہ شعر بھی سنائے ۔ پری جمال معشوقہ نے کہا ''اُستاد جی کیا یہ صاحب شاعر ہیں ؟'' میں نے جواب دیا '' نہیں بندہ شاعر نہیں ہے'' مگر :

سیکھے ہیں مہ رخوں کے لیے ہم مصوری
تقریب کچھ تو بہر ملاقات چاہیے

محمد اعظم نے میری اور نانا صاحب کی خد سے زیادہ تعریف بیان کی مگر میں چپکا سر جھکائے حیران بیٹھا تھا ۔ اس مہ جبین نے فرمایا ''یہ سب سچ ہے مگر معلوم ہوتا ہے یہ صاحب اس وقت آپے میں نہیں ہیں ۔''

کبھی سمجھے نہ کوئی ناسمجھ ان بھولے بھالوں کو
سمجھتے ہیں یہی کچھ چاہنے والوں کی چالوں کو

Marfat.com

میں نے کہا ''کیا کہوں، مجبوری ہے''۔

یک من و بر سر قتل اند پری‌زادے چند
واے برصید کہ یک باشد و صیادے چند

محمد اعظم نے کہا '' واقعی میر صاحب خیر تو ہے، اس قدر سر جھکائے آپ کیوں بیٹھے ہیں؟'' میں نے کہا ''بے خوابی کی وجہ سے شدت کا درد سر ہے، صرف تمھاری خاطر سے بیٹھا ہوں مگر طاقت مطلق نہیں کہ آنکھ اٹھ سکے۔''

یاں لعل فسوں ساز نے باتوں میں لگایا
دے پیچ اُدھر زلف اُڑا لے گئی دل کو

اُس نے کہا ''واقعی شدت درد سے آپ کے چہرے پر ایک رنگ آتا ہے ایک جاتا ہے اور کاغذ بھی آپ کے ہاتھ سے گر گیا تھا۔ خیر اس وقت تکلیف نہ اُٹھائیے، پھر دیکھا جائے گا۔'' میں نے کہا '' نہیں! کیا مضائقہ ہے، جس قدر ہو سکتا ہے، درست کیے دیتا ہوں، باقی پھر اطمینان سے دیکھ دوں گا۔'' اور اپنی جاناں کی طرف دیکھ کر یہ شعر پڑھا:

دل کو وہ بے خودی ہے کہ کچھ بھی اثر نہ ہو
آنکھوں میں تم پھرو بھی تو ہم کو خبر نہ ہو

اتنے میں پہلی عورت نے پوچھا ''اُستاد جی! تم سے اور منشی صاحب سے کہاں کی ملاقات ہے اور کب سے ہے؟'' اُس نے کہا کہ میں آپ کے نانا صاحب کی خدمت میں مدتوں سے نیاز رکھتا ہوں۔ ہنوز یہ فقرہ ختم نہ ہوا تھا کہ اُس عورت نے کہا '' آپ پھر بھی تشریف لائیے گا؟'' میں نے کہا '' بشرط فرصت از کاروبار خاوندان۔'' یہ سن کر میری سخن شناس معشوقہ نے کمال خوش طبعی اور بے ساختگی سے مسکرا کر کہا '' ہر گاہ ایشاں خاوند دارند پس ایشاں را فرصت کے دست دھد'' اور طناب چھوڑ چمپت

Marfat.com

ہو گئی ۔ ہائے اس وقت میرا عجیب حال ہوا :

نکلتی کس طرح سے جان مضطر دیکھتے جاؤ
خدا کے واسطے بہر پیمبر دیکھتے جاؤ

ہر چند چاہتا تھا کہ ضبط کروں مگر توبہ ، غلبۂ قلق اور دل کی الجھن دم فنا کیے دیتی تھی، دل و جگر کے پرخچے اڑے جاتے تھے ؛ سر چکراتا تھا ، آنکھیں بند ہوئی جاتی تھیں ؛ کچھ عجیب حال تھا اور جی چاہتا تھا کہ پھر ایک بار اسے دیکھ لیتا :

دیکھ لے مڑ کے ذرا او مرے جانے والے

چونکہ کمال بے طاقت اور مضطرب ہوگیا تھا ، محمد اعظم نے کہا کہ آپ درد سر اور بے خوابی سے بہت ہی پریشان ہیں، آنکھیں سرخ اور پر آب ہیں ، اس وقت تشریف لے جائیے ، استراحت فرمائیے ۔ لاچار اٹھ کھڑا ہوا :

اب تو جاتے ہیں بتکدے سے میر
پھر ملیں گے اگر خدا لایا

جب بنگلے پر پہنچا ، نہایت بے قراری سے پلنگ پر گر پڑا اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ میرا حشر کیا ہوگا ۔ یہاں پر بہت سے شعر کسی[1] پرانی مثنوی کے لکھے ہیں جس میں کا ایک یہ ہے :

نپٹ گریہ کناں چھوڑ اس کے در کو
بہ ناچاری چلا میں اپنے گھر کو

دیکھا ہے بتکدے میں جو اے شیخ کچھ نہ پوچھ
ایمان کی تو یہ ہے کہ ایمان بھی گیا

---

۱ ۔ اس وقت کے اردو شاعر وہی ہوں گے جن کا ذکر پروفیسر آزاد نے "آب حیات" کے دور اول میں لکھا ہے ۔ میں نے یہ سب شعر چھوڑ دیے ۔ (مترجم)

Marfat.com

چونکہ سرکاری کاروبار بند تھا ، پھر دن چڑھے جب دونوں بھائی میرے آئے ، اُن کو سمجھا بجھا کے درد سر کا بہانا کر کے پڑ رہا۔ اگر کوئی کچھ پوچھتا تھا ، خاموشی کے سوا کچھ جواب نہ تھا :

کہیں تو کیا کہیں دل کون لے گیا شیدا
کہ جانتے تو ہیں لیکن بتا نہیں سکتے

رات کو گھر آیا ، کچھ کھایا نہ پیا ، ویسے ہی لیٹ رہا ؛ بے قراری سے کروٹیں بدلتا تھا ، کسی پہلو چین نہ تھا : محمد اسماعیل ذبیح

چین بستر کار ابرو کرد و آسودن نداد
شب همه شب چون خیال کاکل خم‌دار بود

ساری رات تڑپتے گزری ؛ ہزاروں شعر پڑھتا تھا اور زار و قطار روتا تھا ۔ جب صبح ہوئی منشی روشن علی نے کھانے کے لیے بہت اصرار کیا ؛ میں نے بڑی مشکل سے دو ایک لقمے کھائے اور سوار ہو کے کچہری چلا ۔ جب اس مقام پر پہنچا ، آہستہ آہستہ گھوڑے کو لے چلا کہ شاید محمد اعظم یا اُس کا بیٹا مل جائے اور کوئی صورت اندر جانے کی ہو :

اس طرف کا ہے کو ہم بادیہ پیما آتے
کوئے جاناں کی ہوا جا کے لگا لائی ہے

چند ساعت توقف بھی کیا مگر ہائے کوئی نہ ملا :

ترے کوچے میں کل ہم اس طرح سے جا بہ جا ٹھہرے
چلے چل کر ، تھمے تھم کر ، بڑھے بڑھ کر، ذرا ٹھہرے

جی چاہتا تھا گھوڑے سے گر پڑوں اور جان دے دوں ۔ ہائے کسی کی رسوائی کے خوف سے خیمے میں بے طلب جانا مناسب نہ سمجھا اور محروم و مایوس روتا ہوا وہاں سے چلا آیا ۔

Marfat.com

قطعه

شوق نظارہ ترا کھینچ کے لایا تھا آسے
گرچہ تھی قیس کے پاؤں میں سلاسل بھاری
دیکھ لیتی جو آٹھا کر تو ترے ٹوٹتے ھاتھ
لیلیٰ اتنا تو نہ تھا پردۂ محمل بھاری

غرض کہ کل کی طرح آج بھی بنگلے میں لیٹ رہا ، مگر اس غیر معمولی حالت سے سب کے سب پرسان حال تھے ، تا آنکہ صاحب بہادر خود میرے بنگلے میں مزاج پرسی کو آئے ۔ میں نے درد سر وغیرہ کا بہانہ کر دیا ، وہ چلے گئے ۔ میں ایک عجیب حالت اضطرار و تحیر میں پڑا تھا اور اپنے حال زار پر خود ھی افسوس کرتا تھا ۔ غضب تو یہ کہ نہ میرا جانا ھو سکتا ھے ، نہ اس کو خبر ؛ نہ کوئی یار نہ غم گسار ، نہ نامہ بر نہ پیام رساں :

نہ گزر یار تک اپنا ، نہ بغیر آس کے قرار
کس پہ آئی ھے اور آئی ھے طبیعت کیسی

رات کو اور بھی الجھن نے ترقی کی ، بے چینی نے پاؤں پھیلائے ، مجھے سودائی بنا دیا ۔ کبھی زار زار روتا تھا اور اپنے دل خانہ خراب کی بے کسی اور مصیبت پر افسوس کرتا تھا کہ بیٹھے بٹھائے کس عذاب میں گرفتار ھو گیا :

دل ھے کہ کسی طرح بہلتا ھی نہیں ھے
میں لاکھ سنبھالوں پہ سنبھلتا ھی نہیں ھے

بالجملہ آج کا دن اور رات بھی بدستور نالہ و شیون میں گزری :

دن کٹا فریاد میں اور رات زاری میں کٹی
عمر کٹنے کو کٹی پر کیا ھی خواری میں کٹی

تیسرے دن پھر اسی مقام پر توقف کیا مگر کوئی نہ ملا ، ناچار بنگلے پر آیا ۔ عصر کے وقت مزدوروں وغیرہ کا زیادہ ھنگامہ ھوا ،

Marfat.com

میں نے فرد حساب اور روپیوں کی تھیلی دونوں بھائیوں کے حوالے کر دی کہ تقسیم آجرت وغیرہ کر دیں ، اور میں سوار ہو کے بخشی صاحب کے بنگلے کی طرف گیا ۔ وہاں محمد اعظم کا بیٹا کھڑا تھا۔ مجھے دیکھتے ہی اپنے باپ کو دوڑ کر خبر کر دی ۔ محمد اعظم میرے راہ گزر پر آیا اور نہایت ادب سے سلام کر کے کہا کہ اگر مرضی مبارک ہو تو ایک گھڑی کے لیے خیمے میں قدم رنجہ فرمائیے کہ مجھے کچھ عرض کرنا ہے ۔ میں اس تقریب اور درخواست کو نعمت غیر مترقبہ سمجھا اور بلا عذر گھوڑے سے اتر کے اس کے ساتھ ٹیلے پر چڑھا ۔

چلتا ہوں تھوڑی دور ہر اک راہ رو کے ساتھ
پہچانتا نہیں ہوں ابھی راہبر کو میں !

محمد اعظم نے کہا ''آج صاحب خانہ نے نیاز کی ہے ، چونکہ جناب پیرزادہ اور سید ہیں ، شریک فاتحہ ہوں ، موجب کمال خیر و برکت ہوگا اور ہم لوگ بے انتہا ممنون منت ہوں گے ۔'' میں نے کہا ''بہتر ہے :''

بڑے پاک طینت بڑے پاک باطن
ریاض آپ کو کچھ ہمیں جانتے ہیں

محمد اعظم مجھے بٹھلا کے خیمے میں چلا گیا ۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص متقی صورت کو ہمراہ لایا ۔ میرا قدمبوس کرا کے کہا کہ صاحب خانہ اور ہمارے مالک آپ ہیں ۔ میں نے اس کے ساتھ بہت صرف اخلاق کیا ۔ اس نے کہا ''آپ یہاں نہ بیٹھیے، خیمے میں چل کر تشریف رکھیے۔''میں نے کہا ''بہت اچھا'' اور میرا دل سینے میں تڑپ گیا ، اس حالت کا اعادہ ممکن نہیں ہے :

Marfat.com

مرا جذب دل آن کی خدمت میں پہنچا
خدا ہے جو رہ جائے پردہ کسی کا

جس وقت خیمے میں پہنچا گویا ظلمات سے چشمۂ حیوان میں آگیا ۔ پہلے دیکھا ایک عورت جس کا سن تخمیناً تیس برس کا ہوگا ، نہایت سرخ و سپید کشمیری وضع کمال ، تمکنت سے بہ شان مالکانہ شالی رضائی اوڑھے ہوئے تخت پر بیٹھی ہے ۔ مجھ کو دیکھتے ہی آٹھکر سلام کیا اور قریب تخت کے ایک کرسی پر بٹھلایا ۔ وہاں ایک فقیر کشمیری بھی بیٹھا ہوا تھا اور ایک عورت سن رسیدہ سیاہ قصابہ سر پر باندھے ہوئے اہتمام اور کار و بار میں مشغول تھی ۔ دوسری طرف کھانے کی دیگیں چڑھی ہوئی تھیں ۔ تھوڑی دیر کے بعد محمد اعظم نے کہا کہ قبلہ فاتحہ کر دیجیے ۔ میں نے کہا کہ زیادہ تر فاتحہ خوانی کے مستحق یہ فقیر صاحب ہیں ، مگر سب نے میری منتیں کیں کہ آپ ہی فاتحہ کیجیے کہ موجب برکت ہے ۔ (ریاض)

پارسائی کا یقیں غیر کو دلواتے ہیں
کہیں بھولے سے نہ آ جائے تبسم مجھ کو

میں نے کہا " اچھا یہ فقیر صاحب اور کل مرد ایک طرف کھڑے ہوں اور صاحب نیاز مع تمام عورتوں کے دوسری جانب رہیں ۔" اس کو سب نے پسند کیا ۔ جب میں فاتحہ کو کھڑا ہوا ، اپنے مقابل اس پری جمال ستم آرا کو دیکھا ۔ (امیر)

باقی نہ دل میں کوئی بھی یارب ہوس رہے
چودہ برس کے سن میں وہ لاکھوں برس رہے

کہاں کی فاتحہ اور کیسی فاتحہ ، میں اور ہی دھن میں محو نظارۂ جمال یار ہوگیا اور تمام مجمع خوباں میں اس کا منتخب حسن ، اس کے بے خطا تیر نگاہ کے وار ، اس کی بانکی ادائیں ، جو

Marfat.com

کچھ میرے ساتھ کر رہی تھیں ، میں خود اُس کے جور و ستم عشوۂ ناز سے داد طلب تھا اور بے اختیار کہتا تھا :

قیامت ہیں بانکی ادائیں تمہاری
ادھر آؤ لے لوں بلائیں تمہاری

بہ ظاہر قرأت فاتحہ کو میں نے بہت طول دیا ، یہاں تک کہ مغرب کا وقت آ گیا ؛ اگرچہ جب بھی ختم کرنے کو جی نہ چاہتا تھا مگر مجبوری سے تمام کیا ۔

منتظم اس دم مخاطب اُس طرف جانانہ ہے
کر لو باتیں آنکھوں میں گو جلسۂ بیگانہ ہے

وہاں سے ہال میں آ کر مغرب کی نماز پڑھی ۔ محمد اعظم کو تنہا پا کر میں نے پوچھا ''یہ سب کون لوگ ہیں اور کہاں سے کس لیے آئے ہیں ؟''

سابق و حال کے جلوے کو مطابق کر لیں
آئنہ بھیج دے اے وادیٔ ایمن اُن کا

اُس نے کہا '' جس کو میں نے آپ کا قدمبوس کرایا تھا ، اعظم جی اس کا نام ہے ۔ سابق میں تجارت پیشہ تھا اور نہایت مدبر ہوشیار آدمی ہے ۔ اتفاقاً اُس کو تجارت میں نقصان عظیم ہو جس سے دیوالہ نکل گیا ہے ۔ آخر اس بڈھی عورت نے جو قوم کی کسبی اور اُس کے گھر پڑگئی ہے ، اس کا نام چنبل جان ہے ، یہ مشورہ دیا کہ تم علیحدہ ہو جاؤ ۔ میں چند عورتیں جمع کرکے ہندوستان کی طرف جاتی ہوں ، اور طائفہ قائم کرکے بسر اوقات کی صورت نکالوں گی ۔ چونکہ اعظم جی اس کا مطیع ہے اور مفلس بھی ہوگیا تھا ، اس کے کہنے کو مان لیا اور اس مرزائی نامی عورت کو جو شالی رضائی اوڑھے ہوئے تھی، کشمیر سے ساتھ لیا پردے پردے اُس کے ساتھ آشنائی بھی ہے ۔ وہاں سے جمو

Marfat.com

میں آ گئے۔ اس بسنتی دوشالہ پوش عورت کو جس کا نام گلبدن ہے ، بہم پہنچایا اور اب یہی عورت زیادہ تر ان کے لیے ذریعۂ معاش ہے ۔ وہاں سے لاہور میں آئے اور چند عورتوں کو چنبل جان کی قرابت داری میں جمع کیا اور بہ فراغت بسر کرنے لگے۔ صاحب جان نامی ایک عورت چنبل جان کی بیٹی شوہر اول سے تھی ، چنبل جان اس کو ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتی تھی ؛ وہ نہایت حسین و جمیل بھی تھی۔ اس کو ایک پٹھان سردار نے نوکر رکھ لیا اور آخر کار بغیر ان کی رضا مندی کے اس کے ساتھ نکاح کر لیا ۔ ایک لڑکی اس سے پیدا ہوئی۔ چند روز بعد وہ سردار مرگیا اور صاحب جان اس کے اقربا کی وحشیانہ حرکتوں سے خائف ہوکے چنبل جان کے پاس بھاگ آئی، مگر چند ہی روز کے بعد وہ بھی مرگئی ۔ اعظم جی نے اس کی لڑکی کو جس کا نام خانم جان ہے، اپنی فرزندی میں لے لیا ہے اور نہایت درجہ اس سے محبت رکھتا ہے ۔ اس کی تعلیم و تربیت بھی بہ صرف کثیر و تاکید تمام کی اور اب وہ لکھنے پڑھنے میں بہت مشاق ہوگئی ہے ۔'' میں نے پوچھا ''وہ لڑکی اب بھی ہے یا نہیں؟'' اس نے کہا ''وہی ہے جو بسنتی دوشالہ اوڑھے فاتحہ کے وقت میرزائی کے برابر کھڑی تھی۔'' میں نے اپنے دل میں کہا ''آہ آفت جانم و آرام دلم ہاں است ۔'' (ریاض)

زخم بول اٹھتے ہیں پوچھو جو نشان قاتل کا
باتیں کرتے ہیں لب زخم سے مرنے والے

محمد اعظم نے کہا کہ اعظم جی کی وجہ سے میرزائی بھی اس سے بہت محبت رکھتی ہے ، بلکہ اپنی بیٹی اس کو بنایا ہے اور ماں کی طرح اس کی خاطر داری اور نگرانی کرتی ہے اور یوں

۱- میری جان کی آفت اور آرام دل وہی ہے ۔

Marfat.com

تو سب ہی اس کو بہت چاہتے اور اس کی ناز برداریاں کرتے ہیں۔ اعظم جی کو اس کا گانا ناچنا منظور اور پسند نہ تھا مگر اس کی نانی چنبل جان پکی نائکہ ہے ، کب باز آتی ، اس لیے ایک برس سے اس کو رقص و سرود کی تعلیم دلائی گئی ۔ چند انگریزوں نے خواہش بھی کی مگر اعظم جی اور میرزائی نے قبول نہیں کیا : (احمد مرحوم)

اچھوتی ابھی ہے مئے احمری
کنواری ہے مینا کی نیلم پری

میں نے پوچھا کہ وہ خورد سال عورت سپید دوشالہ اوڑھے کون تھی ؟ اس نے کہا کہ وہ چنبل جان کی بھانجی ہے اور بی جان نام ہے ۔ چند روز ہوئے ہولیر صاحب نامی انگریز نے پانچ سو روپیے ماہوار پر نوکر رکھا تھا اور اب وہ چلا گیا ہے ۔ جب سے یہ کہیں نہیں گئی ہے ۔ صرف گلبدن کان صاحب کے پاس تین سو روپیے ماہوار پر نوکر ہے ، اور پچاس روپیے خانم جان کو میوہ خوری کے لیے دیتا ہے ۔ علاوہ اس کے ہر ہفتے میں ایک مجرا ہوتا ہے ، تیس روپیے انعام ملتا ہے ۔ ان مقرر رقوم کے سوا نقد و جنس اور مرصع زیور وغیرہ بہت کچھ بخشی صاحب نے گلبدن کو دیا ہے ۔ میں نے کہا ”اس کی کیا وجہ ہے کہ آج سب سے زیادہ خانم جان کو آراستہ و پیراستہ زرق و برق لباس میں دیکھتا ہوں ۔ وہ بے انتہا زیور پہنے ہے اور گویا دلھن بنی ہوئی ہے ۔“ (ریاض)

ہیکل آڑی گلے کو چوم لے گی
وہ چیز جو کچھ اٹھی ہے

اس نے کہا کہ خانم جان کی ماں ہر سال اس کی سال گرہ بڑی

Marfat.com

دھوم دھام سے کرتی تھی اور صرف پچاس ساٹھ روپیے کا کھانا فقرا
ور مساکین کو تقسیم ہوتا تھا ۔ اعظم جی نے اس رسم کو متروک
ہیں کیا اور آج وھی تقریب سال گرہ ھے ، اس لیے بی خانم جان
سب سے زیادہ مکلف پوشاک اور زیور بیش بہا پہنے ھیں ۔ اس کی
مان کے پاس نہایت اعلیٰ درجے کا قیمتی مرصع زیور اور جواھرات
تھے۔ اعظم جی نے وہ سب خانم جان کو دے دیا ھے ، بلکہ اپنی
طرف سے بھی بہت سا زیور بنوا دیا ؛ چنانچہ اتنی عورتوں میں جس
قدر قیمتی افراط سے خانم جان کے پاس گہنا ھے ، کسی کے پاس
نہیں اور فی نفسہ خانم جان سب باتوں میں خوبی مزاج ، صفائی
شعور ، تیز طبعی ، ذکاوت ، ذھانت ، نزاکت ، نفاست ، میں سب
سے فائق اور یکتا ھے ۔

آنکہ می‌گویند آں بہتر ز حسن
یار ما ایں دارد و آں نیز ھم

اس کے سننے سے میں پھولا نہ سمایا ۔ چونکہ دیر ھوچکی تھی،
میں نے سواری طلب کی ۔ اسی دم ایک خادمہ خیمے سے آئی اور
کہا ''استاد جی بی میرزائی کہتی ھیں کہ میر صاحب کو جانے
نہ دینا اورخیمے کے اندر بلاتی ھیں ۔'' میں نے کہا کہ اب رات
ھوگئی ھے جانے دو ، پھر کبھی آؤں گا ۔ محمد اعظم نے کہا
کہ قبلہ یہ تو مناسب نہیں ھے ، دراں حال کہ کوئی اس قدر آرزو و
منت کرے ، انکار نہ چاھیے اور رد دعوت ممنوع ھے ۔'' میں نے کہا
''بہتر ھے'' کیونکہ میں تو یہ خدا سے چاھتا تھا ۔ غرض کہ میں
خیمے کے اندر گیا ۔ دیکھا تو خیمے کے اس طرف دوسرے ڈیرے
اور پال میں کھانا تقسیم ھو رھا ھے مگر میرزائی میرے انتظار میں
خیمے کے اندر تخت پر بیٹھی ھے ۔ مجھے دیکھتے ھی تعظیم کے بعد
بہت تپاک سے ایک کرسی پر بٹھلایا ۔ محمد اعظم بھی دوسرے تخت

Marfat.com

بر بیٹھ گیا اور میری تعریفیں کرنے لگا ۔

میرزائی نے کہا " جناب آپ نے کمال بندہ نوازی فرمائی ، ہماری خوبیٔ قسمت سے آپ کے قدم یہاں تک آئے جس سے ہماری عزت افزائی ہوئی اور فی الواقع آپ سے ہم کو دین و دنیا میں توقع بہتری کی ہے ۔

وہ شیفتہ کہ دھوم تھی حضرت کے زہد کی
میں کیا کہوں کہ رات مجھے کس کے گھر ملے

جب کہ آپ نے اس قدر ذرہ نوازی فرمائی ہے ، ایک عرض اور بھی قبول فرمایئے، یعنی اگرچہ حصہ آپ کے ہمراہ دولت خانے پر جائے گا لیکن کسی قدر یہاں بھی ماحضر نوش فرمائیے تو اولش ہم کو نصیب ہو ؛ جو ہمارا باعث افتخار اور موجب مسرت ہے اور افسوس کہ آپ کوئی دن تشریف نہ لائے ورنہ جلسہ بھی ملاحظہ فرماتے ، گانا بھی سنتے ۔" محمد اعظم نے بات کاٹ کر کہا کہ یہ میرا قصور ہے جو میں نے پہلے سے اطلاع نہیں دی ۔ جب اس طرح کھانے کے لیے اصرار ہوا ، میں نے کہا کہ اول تو میری عادت کسی کے یہاں کھانے کی نہیں ہے ۔ لیکن خیر آپ لوگ محض خلوصیت و محبت سے مصر ہوتے ہیں تو مجھے عذر نہیں مگر میں بے لطف کھانا نہیں کھاتا ؛ چنانچہ اس بات کو ہندی زبان میں بایں الفاظ میں نے ادا کیا " ایسا روکھا پھیکا کھانا بندے کے پسند خاطر نہیں ۔"

میرزائی ہنس پڑی اور کہا کہ دن کے مجمع اور گانے کا لطف اس وقت ممکن نہیں ہے لیکن جو کچھ ہم کو آتا ہے سنا دیں گے ۔ اور ایک کنیز کو بلا کے کہا کہ گلبدن اور خانم جان اور بی جان کو بلا لا ، اور محمد اعظم سے کہا کہ تم بھی صدیق جی وغیرہ سازندوں کو لے آؤ ، کیونکہ ہم کو میر صاحب کی خاطر منظور ہے ۔

Marfat.com

ہ ادھر گیا اور ادھر گلبدن اور بی جان اور عمدہ' آ گئیں۔''
میرزائی نے ان سے سب حال دھرایا کہ میر صاحب چونکہ
جوان خوش مزاج اور میرزا منش ھیں ، بغیر گانے بجانے کے ان
کو صرف کھانا کھا لینا کیوں کر پسند آتا ، اس لیے میں نے تم
کو بلایا ھے ، تھوڑی دیر میر صاحب کا جی خوش کردو ۔
گلبدن نے کہا ''بہت بہتر ، یہ ھماری سعادت ھے ''
محمد اعظم وغیرہ سازندے بھی آ گئے اور سازوں کو
ملانے لگے ۔ میں نے جی میں کہا کہ یہ تو بڑا غضب ھوا کہ
سب آئے مگر وہ شوخ طناز ھی نہ آئی ، پھر کیا لطف خاک ملے
گا ۔ یہ سوچ کر میں نے کہا کہ شاید صاحب تقریب کو اس فن
سے کوئی لگاؤ نہیں ھے ۔ اس نے کہا ''نہیں صاحب[1] نام خدا میری
خانم بہت ھی خوب گاتی ھے اور اگرچہ بہت کم اس نے تعلیم پائی
ھے ، مگر ھم سب سے وہ بہت بڑھ گئی ھے ۔ میں نے کہا ''یہ تو اور
ھی تعجب ھے کہ آپ سب اس قدر مہربانی فرمائیں اور جس کی
تقریب ھو باوجود مہارت اور قابلیت کے نہ تشریف لائیں ۔''
میرزائی میرے اس کہنے سے چونک سی پڑی ، اور گلبدن
سے کہا کہ ھاں جی خانم جان کہاں ھے ؟ اس نے کہا
کہ ھم سب تقسیم طعام کی میر دیکھ رھے تھے کہ سیوتی
بلانے کو آئی ، سب تو اٹھ کھڑے ھوئے مگر خانم جان پلنگ
پر لیٹ گئی کہ میرا سر دکھتا ھے ۔ اگر بی اماں پوچھیں تو
یہی کہہ دینا ۔ یہ سنتے ھی میرے ھوش اڑ گئے اور دل بے چین
ھو گیا کہ جس کے لیے یہ سب ڈھکوسلے کیے گئے ، وھی مطلب

---

۱ - اس کا نام آگے کہیں نہیں آیا ھے ۔ اس سے قیاس ھوتا
ھے کہ مہمان ھوگی ۔ (مترجم)

Marfat.com

حاصل نہ ہوا ، تو پھر یہ گانا بجانا تو میرے لیے آواز نوحہ و شیون و ماتم ہے ۔ دیکھو اس ستم گر نے شاید یہ رنگ ڈھنگ دیکھ کر پہچان لیا اور درد سر کا بہانہ کر گئی ۔ میرا قلق اور بھی ترقی کر گیا اور سوچنے لگا کہ اب کون سی فکر کی جائے جو وہ غارت گر ایمان آئے اور میری الجھن کو مٹائے ۔

وہ کیوں اٹھ کے محفل سے خلوت میں آئیں
وہ کیا جانیں کیا مدعا ہے کسی کا

اتنے میں میرزائی نے کہا ''خیر مضائقہ نہیں ، اب تو آپ سے نیاز حاصل ہی ہوگیا ، پھر کسی دن جلسہ کریں گے اور آپ کو اچھی طرح گانا سنائیں گے ، خانم جان بھی گائے گی ۔'' ہر چند اس نے اتنی باتیں بنائیں مگر مجھے چین نہ پڑا ۔ میں نے کہا ''خیریت ہے صاحب ، مجھے کچھ ایسا زیادہ شوق نہیں ہے ، صرف آپ کی عنایت دیکھ کے میں نے بے تکلفانہ یہ بات کہہ دی تھی ، مگر افسوس ہے تو اس بات کا کہ آپ سب تو مہربانی فرمائیں اور اخلاق صرف کریں اور صاحب تقریب یوں الگ الگ رہیں ، اس سے مجھے تو کھٹکا ہوتا ہے کہ میرا آنا انہیں ناگوار ہوا'' ۔ میر زائی نے کہا ''نہیں صاحب ، میری خانم اس قدر کج خلق اور بے تمیز نہیں ہے کہ آپ کے تشریف رکھنے سے ناخوش ہو ، بلکہ یقین ہے کہ حقیقتاً رات کو جاگنے سے درد سر ہو گیا ہوگا ۔ اچھا میں خود جاتی ہوں اور بلائے لاتی ہوں ۔'' میں نے کہا ''اس کی کیا ضرورت ہے کہ خواہ مخواہ آپ تکلیف فرمائیں ۔'' محمد اعظم نے کہا ''جناب آپ ان کو جانے دیجیے ۔ خانم جان کا یہاں ہونا اس وقت بہت ضرور اور اس کی سعادت ہے ۔''

غرض کہ میرزائی تو ادھر گئی ، یہاں بی جان نے گلبدن سے کہا کہ نام خدا میر صاحب بڑے ہی خوش مزاج اور مجموعۂ

Marfat.com

وصاف ھیں ؛ خصوصاً آپ کو اشعار کس قدر یاد ھیں اور کس خوبی سے پڑھتے ھیں ۔'' اُس نے کہا ''واقعی تم نے تو میرے منہ کی بات چھین لی ۔ میں کہنے ھی کو تھی کہ جب تک میر حاحب کوئی شعر ھی پڑھتے ۔'' میں اتنا ھی کہنے پایا تھا کہ ، یہ آپ کا حسن ظن ، ھے کہ میرزائی خانم جان کو لے کر آ پہنچی اور میرے منہ سے نکل گیا ۔

وہ زیب شبستاں ھوا چاھتا ھے
یہ مجمع پریشاں ھوا چاھتا ھے
خراماں خراماں چلے آتے ھیں وہ
گلستاں گلستاں ھوا چاھتا ھے

گلبدن نے میرزائی سے سب باتیں دھرائیں ۔ اس نے کہا ''تو پھر کیا پوچھنا ھے ، ھم بھی مشتاق ھیں ، کچھ سنائیے ۔'' چونکہ ھر طرف سے اصرار ھوا ، میں نے اُس وقت حسب حال چند شعر پڑھے :

پریدن ھائے رنگ از جلوہ ھائے کیست میدانم
طپیدن ھائے دل زاواز پائے کیست میدانم

(حزیں)

انچہ رحم از دل برد تاثیر فریاد من است
وانکہ نسیاں آورد خاصیت یاد من است
آں شکارم من کہ ھم لائق بہ کشتن نیستم
شرم می آید مرا زانکس کہ صیاد من است

شوخے بہ نظر گزشت مارا
تیرے ز جگر گزشت مارا

Marfat.com

الغرض سب نہایت محظوظ ہوئے اور تعریفیں کیں[1] ، مگر اس ستمگر نے ایک حرف بھی منہ سے نہ نکالنا تھا ، نہ نکالا ، خاموش سر جھکائے بیٹھی کی بیٹھی رہی ۔

دامن کی شکن دور سے لیتی ہے بلائیں
بل یار کے ابرو کا اترتا ہی نہیں ہے

میں حیران تھا ، پروردگار ! کس نے اس کے کان میں کہہ دیا کہ میں تم پر مرتا ہوں ، مگر مجھے معلوم ہے کہ یہ مشاطگی اس خانہ خراب دل کی ہے ۔ محمداعظم نے پوچھا ''بی خانم جان ! خریت تو ہے ؟ مزاج کیسا ہے ۔''

فرمایا ''کیاں کہوں استاد جی اس وقت درد سر شدت سے ہے ۔'' گلبدن نے کہا کہ جب تک ہم بیٹھے تھے، اچھی خاصی تھیں ، ہم اٹھے کہ ان کا مزاج بگڑ گیا ؛ پھر تو ہم چلے آئے ، معلوم نہیں پھر کیسی رہیں ۔ میں نے کہا کہ یہ میری خوش قسمتی ہے ۔ سب ہنسنے لگے مگر وہ مسکرائی تک بھی نہیں ۔

ترے ظلم پنہاں ابھی کون جانے
فقط آسماں آسماں ہو رہا ہے

اس وقت بے اختیار جی چاہا کہ آٹھ کے بلائیں لے لوں ۔ گلبدن نے کہا کہ اچھا تم چپ بیٹھی رہو ، تکلیف نہ کرو ۔ اس نے کچھ جواب نہ دیا اور سر جھکائے ایک سکوت کے عالم میں ہو گئی ۔

میرے نالے سے بھی مطلب نہیں ہوتا ظاہر
تیرے چپ رہنے میں انداز بیاں ہوتا ہے

---

۱ - اس طرح بہت سے شعر حضرت نے پڑھے جس کے تین حصے پانچ صفحوں پر ہیں - ایک عام عاشقانہ انداز کے ، دوسرے حسینوں کی تعریف میں ، تیسرے اپنے حسب حال - میں نے وہ سب چھوڑ دیے (مترجم)۔

Marfat.com

اس کے بعد گانا شروع ہوا ۔ چونکہ میں دو تین دن سے ضبط کر رہا تھا ، دل بھر آیا اور کلیجہ آمنڈنے لگا ۔ بے اختیار میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور ہچکیاں بندھ گئیں ۔ غزلیں بھی بڑے سوز و گداز کی تھیں جس نے بے چین کر دیا اور ایک سماں بندھ گیا ۔ اس وقت میں نے اس کی طرف متوجہ ہو کر کہا :

تنگی از دل نه رود تا تو دهان نکشائی
مشکل آسان نه شود تا تو زبان نکشائی

گلبدن وغیرہ نے مسکرا کے ایک دوسرے کو دیکھا[1] اور لحظہ بھر کے بعد میری کافر ادا نے ایک تان اس طرح لی گویا رگوں سے جان کھنچتی ہے ۔

بچیں بلبل مری برق فغاں سے
خبردار اپنے اپنے آشیاں سے

ساتھ ہی یہ غزل حضرت حافظ شیراز کی شروع کی :

یا رب آں شمع شب افروز ز کاشانۂ کیست
جان ما سوخت نه پرسید که جانانۂ کیست
حالیا خانه بر انداز دل و دین من است
تا هم‌آغوش که میباشد و هم‌خانۂ کیست
بادۂ لعل لبش کز لب من دور مباد
راح روح که و پیمان ده پیمانۂ کیست
دولت صحبت این شمع سعادت پرتو
باز پرسید خدا را که به پروانۂ کیست

۱- دیکھیے خانم جان کیا ستم کر رہی ہے ۔ اب آپ لوگوں کا کتاب میں جی لگے گا ، چوٹیں شروع ہو گئیں ۔ (مترجم)

Marfat.com

می دهد هر کسش افسونی و معلوم نه شد
که دل نازک او مائل افسانهٔ کیست

اس شعر کو مکرر کہہ کر گایا :

یا رب این ماہ وش ، تماہ رُخ و مہ افروز
در یکتائے کہ و گوہر یک دانهٔ کیست
گفتم آہ از دل دیوانهٔ حافظ بے تو
زیر لب خندہ زناں گفتۂ کہ دیوانهٔ کیست

اس غزل سے عالم ہی اور ہوگیا اور سب کی حالت متغیر تھی اور وہ ستمگر سر جھکائے جس طرح گا رہی تھی، ہرگز سر نہیں اٹھاتی تھی ۔ میں مضمون غزل سے سمجھا کہ اس کے دل پر بھی کچھ اثر ہوا ہے ، مگر گویا اس بات کو تحقیق کرنا چاہتی ہے کہ اتنوں میں کس پر ان کا میلان طبع ہے ، لہٰذا میں نے میرزائی سے کہا کہ اگر یہ غزل یاد ہو تو سنوائیے ۔ اس نے کہا کہ ہم سب ان غزلوں میں خانم جان کے ساتھ ہیں اور اس سے کہا کہ بی خانم یہ غزل گاؤ :-

رواق منظر چشم من آشیانهٔ تست
کرم نما و فرود آ کہ خانہ ، خانهٔ تست
بلطف خال و خط از عاشقاں ربودی دل
لطیفہ ھائے عجب زیر دام و دانهٔ تست
دلت بوصل گل ای بلبل چمن خوش باد
کہ در چمن همه گل بانگ عاشقانهٔ تست
علاج ضعف دل ما بلب حوالت کن
کہ این مفرح یاقوت در خزانهٔ تست
من آن نیم کہ دهم نقد دل بهر شوخی
در خزانہ بہ مہر تو و نشانهٔ تست

Marfat.com

به تن مقصرم از دولت ملازمتت
ولے خلاصۂ جاں خاک آستانۂ تست

اس شعر کی میں نے مکرر فرمائش کی :

تو خود چہ لعبتی ای شہسوار شیریں کار
کہ توسنی چو فلک رام تازیانۂ تست
چہ جائے من کہ بلغزد سپہر شعبدہ باز
ازیں حیل کہ در انبانۂ بہانۂ تست
سرود مجلست اکنوں فلک برقص آرد
کہ شعر حافظ شیریں سخن ترانۂ تست

اس کے بعد پھر اس نے یہ شعر گائے :

اے از تو بے آرام جاں آرام جاں کیستی
بردی زمن تاب وتواں تاب و توان کیستی
سوزم فزاید ساز تو دل می رباید ناز تو
ہوشم برد انداز تو سرو روان کیستی
از غمزہ دلہا دوختہ وزچہرہ جانہا سوختہ
اے آتشے افروختہ از دودماں کیستی
از عاشقان تو شدم بے خانماں تو شدم
من خود از ان تو شدم توخود ازاں کیستی
کشتی مرا از تیغ کیں مالیدۂ باز آمتیں
اکنوں بگو ای نازنیں در امتحاں کیستی

اس شعر کی دوبارہ میں نے استدعا کی - بعد اس کے یہ چند شعر گائے :

درون سینۂ من زخم بے نشاں زدۂ
بحیرتم کہ عجب تیر بے کماں زدۂ

Marfat.com

کجا روم بکه گویم بگو چه چاره کنم
که تیر عشق مرا در درون جاں زدۂ

یہ شعر گاتے گاتے کنکھیوں سے میری طرف دیکھ کے اس نے مسکرا دیا اور زیر لب کچھ کہا ؛ گویا مجھ پر بجلی سی گر پڑی اور دل سینے میں تڑپ گیا ۔

نہ کیوں کر بس مرا- جاؤں کہ یاد آتا ہے رہ رہ کر
وہ تیرا مسکرانا کچھ مجھے ہونٹوں میں کہہ کہہ کر

ایسا مزےدار گانا اس وقت ہوا کہ سب کے سب بے کیف[1] ہوگئے۔ محمد اعظم نے میرزائی سے کہا کہ دن کو ہر گز یہ لطف نہیں ہوا تھا ۔ میرزائی نے کہا ''یہ سب آپ کے قدم کی برکت ہے ۔'' اسی اثنا میں چنبل جان نے خادمہ کو بھیجا کہ بی میرزائی آپ آکے اپنے سامنے سب کہیں حصہ بھیجوا دیجیے ۔ میرزائی نے مجھ سے اجازت چاہی اور عذر کیا کہ میں کبھی آپ کو چھوڑ کے نہ جاتی ، لیکن مجبور ہوں ، بغیر میرے تقسیم نہ ہو سکے گی ۔ ان شاءاللہ اگر زندگی باقی ، پھر خدمت گذاری کو حاضر ہوں؛ اور محمداعظم سے کہا ''معلوم ہوتا ہے میر صاحب کو کسی سے تعلق بھی ہے ؛ جب ہی تو یہ گداز ، یہ سوز و ساز طبیعت میں ہے ۔'' گلبدن نے کہا ''واقعی ، مجھے بھی ایسا ہی شبہ ہوتا ہے ۔ بے شک کسی پری پیکر سے آنکھ لڑ گئی ہے ، بقولے :

دل آ شفتہ و چشم خوں بار داری
مگر با محبت سروکار داری

۱- ''مزے دار گانا سن کر سب کے سب بے کیف ہوگئے'' یہ تصرف مترجم کا معلوم ہوتا ہے ، مصنف کا مقصد ہوگا کہ سب پر کیفیت طاری ہوگئی'' ۔ (مرتب)

Marfat.com

میں نے مسکرا کے میرزائی سے کہا کہ میں تم پر عاشق ہوں ۔ اس نے قہقہہ لگایا کہ اپنی خوش قسمتی پر مجھے خود رشک کرنا چاہیے ۔ میں نے پھر کہا ''صاحب میں کہاں اور عشق کہاں ۔ میرا سر شوریدہ اور قلب ناتواں اس بار گراں کا متحمل کیسے ہو سکتا ہے ۔

تجھی سے ہیں اے میر یہ خواریاں
نہ بھائی ! ہماری تو طاقت نہیں ہے

ہاں طبیعت میں اضطراب اور چوٹ فطرتی ہے جس سے بے چین ہو جاتا ہوں اور آنسو نکل پڑتے ہیں ۔

دل میں اک درد اٹھا ، آنکھوں میں آنسو بھر آئے
بیٹھے بیٹھے ہمیں کیا جانیے کیا یاد آیا

گلبدن نے ہنس کے کہا ''اے بی ! میر صاحب خود ہی سراپا معشوق ہیں ، یہ بھلا کا ہے کو کسی پر عاشق ہونے لگے ، اور بڑے نصیب اس کے جس پر یہ مائل ہو جائیں ، اس کی قسمت کی قسم کھانا چاہیے ۔ مترجم

جس طرف جاؤں حسیں لوٹ ہوئے جاتے ہیں
عجب انداز سے پیدا ہوئی صورت میری

اس پر میری شوخ مزاج جاناں نے کہا کہ بہن تم بھی لگے ہاتھوں عاشق ہو لو ، بہتی گنگا میں ہاتھ دھو لو ، بلکہ مناسب تو یہ ہے کہ عاشقی کا پیام بھیج دو ، ایسا مال یغما لقمۂ تر کب کہیں مل سکتا ہے ۔ گلبدن نے اس کو ٹال کے پھر کہا کہ آپ کچھ ہی کہیے ، میں نہ مانوں گی ۔ بے شک کہیں آپ پھنسے ہوئے ضرور ہیں ۔ وہ تو آپ کا ہر انداز کہے دیتا ہے کہ کچھ دال میں

Marfat.com

کالا ہے ۔[1]

چشم بے درد تر نمی باشد
ہر صدف پُر گہر نمی باشد

میری معشوقہ نے اس پر فرمایا کہ ایک شعر مجھے بھی ایسا ہی یاد آیا ہے :

ہوائے بادہ اگر نیست در سرت فیضی
دل پر آتش و چشم پر آب یعنی چہ

میں نے کہا ''اے صاحب ! عشق کرنے کو بھی حوصلہ اور دل شوریدہ درکار ہے مگر میں پہلے ہی کہہ چکا کہ ایک لگاؤ البتہ طبیعت میں ہے جس سے بے اختیار ہو جاتا ہوں ۔

لپکا ہے پڑا بزم حسیناں کا ہمیں بھی
راتوں کو پہنچ جاتے ہیں ہم بھیس بدل کر

پھر میں نے دبی زبان سے یہ شعر پڑھا :

سودائے تازۂ بسر زلف کردہ ایم
آگاہ نیستیم ز سود و زیاں ہنوز

دل اک بت پہ شیدا ہوا چاہتا ہے
خدا جانے اب کیا ہوا چاہتا ہے

اس پر سب ہنس پڑے ۔ ہر چند میں نے یہ الفاظ کہے، مگر اپنے اوپر نفرین کرتا تھا کہ کیوں میں نے یہ کہا اور رونے کو ضبط کس لیے نہ کیا ، آنسو پی گیا ہوتا ۔ مگر اب کیا ہو سکتا ہے

۱۔ حسن شاہ آدمی خوش رو اور نوجوان تھے اور وہ البیلیاں سب کی سب طبیعت دار تھیں ۔ ہر ایک کو بجائے خود ان کی طرف میلان ہوا ۔ ان کا بھید لینا ضرور پڑا ' اس لیے یہ اڑنگھائیاں اور دور کی چوٹیں ہونے لگیں ۔ (مترجم)

Marfat.com

سراغ قافلۂ اشک کیجیے کیوں کر
نکل گیا ہے وہ کوسوں دیار حرماں سے

ایسی ہی خوش گپیاں ہو رہی تھیں، کہ دوبارہ کنیز آئی "بی بی غصہ کرتی ہیں، جلد آئیے۔" میرزائی اٹھ کھڑی ہوئی۔ میں نے کہا "آپ سب صاحبوں نے ایسی مہربانی کی اور اس قدر مخطوظ فرمایا کہ جس کا شکریہ ادا نہیں ہو سکتا۔ بھوک پیاس تک جاتی رہی۔ خدا سب کو ہمیشہ خوش رکھے۔" چونکہ رات زیادہ جا چکی تھی، میرزائی نے مجھ سے زیادہ اصرار بیٹھنے کا تو نہیں کیا مگر کہا کہ دو باتیں قبول فرمائیے۔ ایک تو یہ کہ ہمارے آدمیوں نے دولت خانہ نہیں دیکھا ہے، اپنا خدمت گار چھوڑتے جائیے کہ آپ کا حصہ بھیج دیا جائے، دوسرے یہ کہ کبھی کبھی ادھر بھی ہو نکلا کیجیے۔"

اس طرف بھی آ نکل او چاند کے ٹکڑے کبھی
میرے ویرانے میں بھی ہو جائے دم بھر چاندنی

میں نے کہا "انشاالله ضرور بہ وقت فرصت آیا کروں گا اور آدمی بھی چھوڑے جاتا ہوں۔" میرزائی تو رخصت ہو کے چلتی ہوئی، میں بھی ساتھ ہی اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ سب بھی اٹھے۔ گلبدن نے کہا کہ میر صاحب! پھر بھی ضرور آئیے گا، آپ کو والله۔ میں نے کہا:

غلام حضرت عشقم کرم بہائے من است
ہر آں کہ بندہ بخواند مرا، خدائے من است

"آپ سب صاحبان کی عنایت چاہیے" اور سب کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا۔ میری جان جہان نے تنک کے کہا کہ بہ خیریت، بی گلبدن آپ پر عاشق ہیں۔ البتہ ان کی مہربانیوں کی آپ منتظر رہیں اور وہ آپ کی۔ میں نے کہا "خیر ہم یوں بھی اچھے رہے،

Marfat.com

کوئی عاشق ہے تو کوئی معشوق سہی۔'' فرمایا کہ دونوں ہی ہوں گے ، دوسرے کو کیا غرض۔ میں نے کہا کہ خیر :

وہ نادان انجان بھولے ہیں ایسے
کہ سب شیوۂ دشمنی جانتے ہیں

اب تو چار ناچار چلنا ہی پڑا۔ رخصت ہوتے ہوتے یہ شعر پڑھ دیا :

میں جاتا ہوں دل کو ترے پاس چھوڑے
مری یاد تجھ کو دلاتا رہے گا

چونکہ دل آنے کو چاہتا نہ تھا اور اب کوئی حیلہ بھی نہ تھا ، لہٰذا میں نے گلبدن سے کہا ''لو کیا یاد کرو گی ، چلتے چلتے چند شعر سنائے دیتے ہیں۔'' اس نے کہا ''واہ ! نیکی اور پوچھ پوچھ ، ضرور ارشاد فرمائیے۔''

اشعار یہ ہیں :

بلبل بہ گل نشاں دہد از رنگ و بوئے تو
پروانہ با چراغ کند جستجوئے تو
تا باشدم بہانۂ از بہر بازگشت
دل را بجا گذاردہ رفتم بکوئے تو

خواجہ دانست کہ من عاشقم و ہیچ نہ گفت
حافظ ار نیز بدانند کہ چنینم چہ شود
نہ تنہا باتو نازے ہست واقف آں پری رو را
ز شوخی عالمی دارد کہ باعالم نمی سازد

گلبدن وغیرہ بہت ہی خوش ہوئیں اور محمد اعظم سے کہا کہ تم نے غضب کیا ، اب تک آپ کا ذکر نہ کیا۔ آپ تو سراپا باغ و بہار ہیں۔ کاش ہم کو پہلے سے آپ کا حال معلوم ہوتا تو

Marfat.com

بڑے لطف سے گزرتی ۔'' میں نے کہا ''یہ سب آپ کی مہربانی ہے ۔ چونکہ ''کل امر مرھون باوقا تہا'' مشہور ہے اس لیے قبل از وقت کیسے ملاقات ہوتی ۔'' اس نے کہا ''خیراب ہوئی ہے تو اس کا نباہ ضرور ہے ، ایسا نہ ہو بھول جائیے ۔'' میں نے کہا ''نہیں انشاءُ اللہ ضرور آؤں گا'' اور چل کھڑا ہوا ۔

جاتے ہیں تیرے کوچے سے قاتل خفا نہ ہو
ٹکڑے تو ڈھونڈ لیں دل صد پاش پاش کے

جب گھر پہنچا تو دل میں کہا ''یہ اچھی ہوئی ، برے پھنسے ، خدا ہی حافظ ہے'' ۔

جور فراق بھی ستم آساں بھی ہے
دل کی طرف سے یاس بھی ہے خوف جاں بھی ہے

اس تازہ چوٹ اور شیفتگی کا یہ نتیجہ ہوا کہ کبھی کبھی تختہ[1] میں شعر بھی کہہ لیتا اور اُستادوں کے بھی اردو شعر بہت سے پڑھا کرتا تھا ، مگر بخوف طوالت ان کو لکھا نہیں ۔ پھر میں آکے عجب حالت کرب میں تھا ۔ کبھی آج کی صحبت اور اُس سے بات چیت ہونے کی خوشی ہوتی تھی ، اور کبھی اپنی حالت زار پر افسوس ہوتا تھا ، اور کبھی سوچتا تھا کہ خدایا اس کا انجام کیا ہوگا اور صورت نامہ و پیام اور صحبت وصال و ملاقات کس طرح حاصل ہوگی ۔ یہ مفت کا درد سر اور عذاب جان خدا جانے کیا رنگ لائے :

بیٹھے بٹھائے آئے جو شامت تو کیا علاج
دل نے کہا کہ آؤ چلیں یار کی طرف

۱- یہی سبب ہے کہ اصل ناول فارسی زبان میں ہونے کے باوجود اردو اشعار بھی بکثرت درج ہیں ۔ (مترجم)

Marfat.com

انھیں آلجھنوں اور جان کاھیوں میں بیمار ھو گیا ۔ میرے نانا صاحب یہ خبر سن کر دوڑے آئے اور دفع تپ و درد سر کے لیے نسخہ تجویز کیا ۔ میں اپنے جی میں ھنستا تھا کہ مرض کیا ھے اور دوا کیا تجویز ھو رھی ھے :

نشتر چہ زنی رگ جنوں را
آگاہ نۂ تپ دروں را
پرسان حال زار نہیں کوئی ھجر میں
ھم دل کا درد کس کو بتائیں کراہ کے

انھیں دنوں میرا بنگلہ بھی تیار ھوگیا ۔ صاحب بہادر نے کہا ''اب اس میں کیوں نہیں آٹھ آتے ۔'' مجبوراً روشن علی صاحب کے مکان سے آٹھ آیا ۔ اگرچہ دل نہیں چاھتا تھا ، کیونکہ دو وقتہ آس گلی سے آنے جانے میں آمید تھی کہ شاید پھر خیمے میں جانا ھوگا ، مگر صاحب کا حکم نہ ٹال سکا ۔ اتنی مدت میں اتفاق کی بات کہ محمد اعظم سے بھی ملاقات نہ ھوئی کہ کچھ حال ھی معلوم ھوتا :

درد تھا اک دل بیمار کا غم خوار قدیم
اب یہ صورت ھے کہ وہ بھی نہیں پرساں ھوتا

مگر جس دن میرا اسباب آتا تھا اور میں اس مکان سے رخصت ھوکے آ رھا تھا ، محمد اعظم کو اس مکان سابق پر کھڑا دیکھا ۔ مجھ سے مزاج پرسی کے بعد درخواست کی کہ اگر فرصت ھو تو دم بھر کے لیے ھوتے جائیے ؛ میں تو چاھتا ھی تھا ۔ مگر وہ اندر تو مجھے لے نہیں گیا ، وھیں کھڑے کھڑے یہ خبر تازہ سنائی کہ بخشی صاحب کل براہ دریا کلکتے جاتے ھیں اور ھم کو بھی جواب دے دیا ۔ اب ھمارا ارادہ ھے کہ چنار گڑھ جائیں ۔ میرے ھوش اڑ گئے کہ الٰہی یہ کیا غضب ھوا :

Marfat.com

مدت سے لگ رہی تھی لب بام ٹکٹکی
تھک تھک کے گر پڑی نگہ انتظار آج

مگر میں نے دل میں کہا ' خدا مسبب الاسباب ہے ، کوئی صورت کر ہی دے گا ':

زاهد برو که طالع اگر طالع من است
جانم بدست باشد و زلف نگار هم

اتفاق سے اس وقت اندر بھی جانا نہ ہوا اور میری معشوقہ بھی باہر نہ آئی ۔ بہت ہی رنجیدہ ہوا ۔ بنگلے پر آیا تو یہ نیا سودا ساتھ لایا ۔ اب اضطراب و غم کا کیا پوچھنا تھا ۔ کسی طرح چین نہیں ، آرام نہیں ، ہزاروں خیالات کا ہجوم اور چارۂ کار مفقود ؛ نہ مونس وہمدم ، نہ شفیق ، نہ ہم راز ۔ کہوں تو کس سے کہوں اور کروں تو کیا کروں :

شریک حال عاشق بے کسی میں کون ہوتا ہے
جو نکلی بھی تو کچھ دل‌سوز آہ آتشیں نکلی

کروٹیں بدلتے بدلتے پہلو دکھ گئے اور تارے گنتے گنتے آنکھیں پتھرا گئیں ۔ دن کاٹنا پہاڑ ہوگیا اور رات کا دامن گویا دامن قیامت سے بندھا تھا ۔ مومن

دن بھی دراز رات بھی ہو گئی ہجر یار میں
کاٹھے سے فرق آ گیا گردش روزگار میں

رات بھر نیند نہ آئی ۔ صبح ہوتے ہوتے آنکھ لگ گئی تو خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ تشریف لائے اور فرمایا ''اٹھ'' میں اٹھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ جناب والد مغفور ہیں ۔ میں بے اختیار قدموں پر گر پڑا ۔ فرمانے لگے ''تجھے اس حال میں دیکھ کے چین نہ آیا ۔ تم ہرگز پریشان و ہراساں نہ ہو ۔ خدا کارساز ہے ، مایوس نہ ہونا چاہیے، اسے یاد کرو اور سیر کتب میں اپنا

Marfat.com

جی بہلاؤ۔"

اتنے میں میری آنکھ کھل گئی ۔ آنسو بھر آئے کہ اے وائے میں نے کچھ اپنے لیے زیادہ نہ پوچھ لیا ۔ مگر قلب کو سکون تھا اور اس حالت شبینہ میں فرق پایا ۔ دل میں سوچا کہ حسن شاہ! رونا دھونا دانائی سے بعید ہے اور اس سے ہوتا ہی کیا ہے :

بال و پر ٹوٹے ہوئے پرواز کی طاقت نہیں
تاک میں صیاد اور گلشن کی دیواریں بلند

اگر ہو سکے تو اس سودائے خام کو چھوڑو اور اپنی راہ لو ، اور اگر ضبط نہیں ہو سکتا ہو تو خدا پر بھروسہ رکھو ، مشیت میں کیا ہے ۔ ہمت ہارنا نامردی ہے ۔ اگر اس رونے دھونے اور رنج و غم میں جان دے دوگے ، کیا فائدہ ؟ پھر وصال کیا اور ہجر کیسا ۔ تم ہی انوکھے تو پھنسے نہیں ہو ، ہزاروں اس وادی میں آئے اور ایک نہ ایک دن کامیاب ہوگئے ۔ گو بہت سے نامراد بھی گئے ، مگر نامرادی اور ناکامیابی کے یہی ڈھنگ ہیں جو تم کر رہے ہو ۔ زندگی ہے تو سب کچھ ہو رہے گا ۔ لالہ رام نرائن[1]۔

رباعی

آزادہ[1] شدیم بندگی را عشق است
در راہ طلب دوندگی را عشق است

۱- واہ لالہ جی آخر بھاگ نکلے اور یہ نہیں سنا :

ہر گز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما۔

رباعی کا مضمون ، الفاظ کی شستگی ، خصوص دوندگی کا کیا کہنا (مترجم) ۔

Marfat.com

امروز چه می خوری غم فردا را
اے یار عزیز زندگی را عشق است

انھیں خیالات میں صبح ھو گئی ۔ نماز وغیرہ سے فراغت کرکے میں نے تبرید لی اور کتابوں کا صندوق کھولا ۔ پہلے جو جزدان کھولا ، اس میں والد مرحوم کی بیاض نکل آئی ۔ چونکہ اس میں سب کچھ تھا ، اسی کو پلنگ پر آکے دیکھنے لگا ۔ چند ورق الٹے ھی تھے ، ایک جگہ دو تین عمل لکھے نظر آئے ۔ ایک عمل[1] عقدالطریق کا بھی تھا ۔ میرے جی میں آیا کہ اسے پڑھنا چاھیے تاکہ اعظم جی کا جانا موقوف ھو جائے ۔ حساب جو کرتا ھوں تو وھی دن عمل کے واسطے معین تھا ۔ اس کو شگون نیک سمجھ کر میں نے عمل پڑھا اور عصر کے وقت سوار ھو کر ادھر گیا مگر وھاں کوئی نہ ملا ۔ میں نے بخشی صاحب کے کوچ کی خبر لینے کے بہانے سے اپنے خدمت گار کو محمد اعظم کے پاس روانہ کیا اور خود دریا کی طرف بڑھا ۔

جب اپنے بنگلے کو واپس آیا تو خدمت گار نے بیان کیا کہ محمد اعظم کہتا تھا کہ بخشی صاحب دو دن ھوئے ، چلے گئے اور ھم کو انعام و اکرام جو کچھ دینا تھا ، دے گئے ، اب ھم بھی عنقریب جانے والے ھیں ۔ کل خیمے یہاں سے اکھاڑ کے سرراہ نصب کریں گے ۔ کشتی کی تلاش کر رھے ھیں ، ھنوز کوئی ٹھہری نہیں ۔ اگرچہ یہاں بھی کئی انگریزوں نے نوکری کا پیام دیا مگر ھم کو کوئی ایسا صاحب حوصلہ نظر نہیں آتا

---

۱ ۔ گویا میر صاحب کو اپنے والد بزرگ کی نسبت سے عمل تسخیر حاصل ھوگیا اور بے چارے کی سادگی دیکھیے کہ ابتداے عشق ھی میں انتہا کے خواب دیکھنے لگے ۔ (مترجم)

Marfat.com

کہ ہمارا بار اٹھا سکے ، اس لیے مصمم ارادہ ہے کہ چنار گڑھ میں ہولیر صاحب کے پاس جائیں - پہلے بھی اس سے وعدہ کر چکے ہیں - اس خبر سے میں زیادہ متوحش ہوا مگر :

در مذہب عشق نا امیدی کفر است

امداد غیبی پر بھروسا تھا -

دو تین دن اسی بیم و رجا میں گزرے ، چوتھے دن میں نے خدمت گار کو خبر لانے کے لیے پھر محمد اعظم کے پاس بھیجا ، وہ خود اسی کے ساتھ سراسیمہ پریشان چلا آیا :

بے قراری نہ جگہ پھیل کے لینے پائی

آن کے کوچے میں لگا آئے ٹھکانا دل کا

میں نے کہا ''خیر تو ہے ؟ کیوں اس قدر بد حواس ہو -'' اس نے کہا ''ہم پر ایک آفت تازہ نازل ہو گئی ہے جس سے سب کے سب حیران ہیں - کل رات کو گلبدن خانہ خراب کسی انگریز کے ساتھ بھاگ گئی - ہر چند تلاش کیا ، کہیں پتا نہیں ملتا ، اور اتنے بڑے کارخانے کا دارومدار اسی کی کمائی پر تھا - اب کہاں کا سفر اور کس کا مقام - ہوش اڑے ہوئے ہیں کہ یہ بوجھ کیسے اٹھے گا اور کیونکر بیڑا پار لگے گا ؟ گذران کی صورت کیا ہوگی -''

میں نے کہا ''خدا رزاق ہے - لیکن کچھ فکر بھی کی گئی ہے یا یوں ہی بیٹھے ہو ؟''

اس نے کہا '' فکر کیا ہے ، یہ مشورہ قرار پایا ہے کہ ہم سب تو یہیں رہیں اور چنبل جان چند ملازم لے کے کسی تیز رفتار کشتی پر سوار ہوکے پورب کو جائے ، کیونکہ سنا گیا ہے کہ وہ انگریز پورب کی طرف گیا ہے ، شاید مل جائے ؛ مگر ہم جب تک یہاں کیوں کر بسر اوقات کریں گے - خانم جان کی نوکری اور

Marfat.com

کسب کرنے سے اعظم جی رضا مند نہیں ھیں اور بی جان کی اس در گرم بازاری نہیں کہ معقول تنخواہ کوئی دے سکے ۔ اگر آپ کوئی عمل عنایت کریں تو بہتر ھے ۔"

میں نے کہا کہ ایک دن اور ایک رات گذر گئی، اب عمل کام نہیں دے سکتا ۔ اور اگر چار پہر کے اندر خبر ھوتی تو بے شک میں ایک مجرب تعویذ دیتا ۔ تاھم اس کے اطمینان کو دستک دے دی اور کچھ لکھ کے بھی دے دیا ۔ وہ چلاگیا ۔

جب میں نے یہ خبر سنی تو کسی قدر تسکین ھوئی اور دوسری فکر سوچنے لگا :

یہ انقلاب ھو تو بڑا انقلاب ھو

مٹھو نامی ایک شخص قلتبان[1] ھمیشہ منگ صاحب کے لیے عورتیں لایا کرتا تھا ۔ اس کو میں نے اپنے پاس بلوایا ، کچھ انعام دیا اور ادھر اُدھر کی باتیں کرکے میں نے کہا "اس کشمیری طائفے کو جانتا ھے اور اس کے یہاں تو آتا جاتا ھے ؟"

اس نے کہا "ھاں سب کو جانتا ھوں ۔"

اس زمانے میں چار طائفے کشمیری کانپور میں مقیم تھے ۔ سب کے حالات اس نے بیان کیے ۔ گلبدن کا بھاگنا اور اعظم جی کا چنار گڑھ کی طرف قصد کرنا بھی بیان کیا ۔ تب میں نے کہا کہ میں چاھتا ھوں کسی طرح تو اس طائفے کی تعریف صاحب کے سامنے بیان کر ، جس میں صاحب ان کو نوکر رکھ لیں ۔

اس نے مستعدی کے ساتھ اقرار کیا ۔ میں نے اس کو اور بھی انعاموں کا لالچ دے کر رخصت کیا ۔

اس نے اسی وقت صاحب کے بنگلے میں جاکے باتیں بنانا

۱۔ دلال یا ایجنٹ جو عیاش رؤساء کے لیے عورتیں مہیا کرتے تھے۔ (مرتب)

Marfat.com

شروع کیں اور اس طرح چرب زبانی کی کہ صاحب کو رضا مند کر لیا ۔ مگر صاحب نے کہا ''وہ لوگ بیش قرار تنخواہ مانگیں گے ، اُن کے مصارف بھی بڑھے ہوئے ہیں ۔ اس قدر اخراجات کا تحمل مجھ سے نہ ہو سکے گا ۔''

مٹھو نے کہا کہ جو عورت سر منشائے معیشت اس طائفے میں تھی اور بڑے بڑے سردار اس کے خواہاں تھے ، وہ تو بھاگ گئی، اب کم مواجب پر بھی وہ رضا مند ہو جائیں گے ۔ علاوہ اس کے گو خرچ زیادہ سہی ، مگر جب کہ حضور کا نام تمام انگریزوں میں عیاشی میں مشہور ہے[1] ، تو ایسے طائفے کو نوکر رکھنا باعث ناموری ہے ۔ اگر حکم ہو تو میں ان لوگوں سے بات چیت کرکے معاملہ کروں ؟''

صاحب نے کہا ''اچھا آج میں سوچ لوں ، کل جواب دوں گا ۔''

تیسرے پہر کو جب صاحب سو کے اٹھے ، مجھے بلوا کے کہا کہ میں نے عہد کرلیا تھا کہ آئندہ مستقل طور پر ہندوستانی عورت کو نہ رکھوں گا ۔ کھڑا کھیل[2] فرخ آبادی کا مضائقہ نہیں ، مگر آج مٹھو نے یہ شگوفہ چھوڑا ہے ، تمھاری کیا صلاح ہے ؟

میں نے کہا کہ آپ مختار ہیں ، اگرچہ نام تو ہے مگر خرچ کثیر پڑے گا ، اس کا تحمل دشوار ہے ۔

صاحب نے کہا کہ میں بھی یہی سوچتا ہوں ۔ میں نے کہا

۱- اس زمانے میں انگریز بھی ہندوستانی رؤساء کی طرح اس بات پر فخر کرتے اور اس کو باعث شان و ناموری سمجھتے تھے ۔ (مرتب)

۲- یہ جملہ محاورے کے طور پر استعمال ہوتا ہے' مطلب یہ ہے کہ مقررہ اجرت ادا کی اور وقتی تفریح کرلی ۔ (مرتب)

Marfat.com

"میں تو کبھی اس بات کی صلاح نہ دوں گا ، فضول خرچی سے کیا
ائدہ ، اگرچہ جانتا ہوں آپ کی طبیعت جس طرف آ جاتی ہے ، پھر
س کے انجام پر نظر نہیں فرماتے اور اپنی مرضی کے موافق کر
گذرتے ہیں ، مگر میں تو یہی کہوں گا کہ بہتر نہیں ہے۔"

کہنے لگا "میں نے دو دفعہ بخشی صاحب کے یہاں ان کا
اچ دیکھا اور گانا سنا ہے ۔ فارسی غزلیں نہایت خوبی سے گاتی ہیں
ور اس طرح بتاتی ہیں کہ طبیعت بے چین ہوجاتی ہے۔"

میں نے کہا "تو بس معلوم ہوگیا آپ کا مزاج پہلے ہی
اغب ہوچکا ہے ، میرے مشورے کی کیا حاجت ۔ اور یہ بھی
رض کر چکا ہوں کہ جس طرف آپ کی طبیعت آ جاتی ہے اسے کر
ہی کے چھوڑتے ہیں ۔ مگر میں اپنے جلتے تو ایسے اسراف کی
ائے نہ دوں گا ، آئندہ آپ مالک ہیں۔"

صاحب نے ہنس کر فرمایا "تم خفا نہ ہو، میں وہی کروں گا
و تم کہو گے ، مگر کل ان کا ایک دفعہ گانا سن لو ، اگر تمہارے
ھی پسند آجائے تو میں نوکر رکھ لوں گا ورنہ خیر۔"

میں نے کہا "یوں تو میں آپ کا تابعدار ہوں لیکن میں
س بات میں اپنی رضا مندی کبھی ظاہر نہ کروں گا ۔ اگر آپ کی
وشی یہی ہے تو پہلے ان کے گویوں کو بلا کے سنیے کہ اگر
سند آئے تو خیر ، ورنہ کچھ انعام دے کے رخصت کر
یجیے گا ۔ مگر پھر ایک بار غور فرما لیجیے کہ بہ صورت پسند آپ
وکر رکھ لیں گے تو یہ بھی سوچ لینا چاہیے کہ ان کے اخراجات
س قدر ہیں اور آیا اس کا تحمل ہو سکے گا ؟ ایسا نہ ہو
کہ چند روز نوکر رکھ کے پھر موقوف کر دیجیے تو اور بھی
بکی اور ہنسی ہو۔"

صاحب بہادر ذرا اس پر تیز ہوئے کہ میں اس قدر

Marfat.com

تنگ حوصلہ نہیں ، بار بار اخراجات کی نسبت گفتگو کرنے کی کیا ضرورت ۔

میں نے کہا ''اگر ایسا ہے تو خیر ۔''

صاحب نے اسی وقت مٹھو کو بلا کے حکم دیا کہ کل پہلے مردانہ طائفے کا ہم گانا سنیں گے ، ان کو اطلاع دے دو ۔

وہ وہاں سے میرے پاس آیا اور سب حال بیان کیا ۔

میں نے کہا ''ہاں مجھ سے بھی ذکر آیا تھا اور میں نے اس کے خلاف مشورہ دیا ۔ اس میں ایک مصلحت ہے ۔''

اس نے کہا ''اچھا اب میں رخصت ہوتا ہوں اور صبح کو ان کو لے آؤں گا ۔''

صبح کو میں بیٹھا ہی تھا کہ محمد افضل محمد اعظم کا بیٹا میرے پاس آیا اور میرزائی اور محمد اعظم کی طرف سے سلام کہا اور کہا کہ آج ہمارا مجرا آپ کے صاحب بہادر کے یہاں ہوگا ، یقین ہے کہ آپ بھی اس وقت تشریف رکھتے ہوں گے ۔ ہمیں امید ہے کہ آپ ہماری تعریف کر دیجیے گا ، کیوں کہ ہم نے سنا ہے ، صاحب آپ کو بہت مانتا ہے اور اس کے مزاج میں آپ بہت دخیل ہیں ۔''

میں نے کہا ''کہہ دینا کہ تم خاطر جمع رکھو ، میں حتی الامکان پہلو تہی نہ کروں گا ۔'' اس نے کہا کہ مٹھو کہتا تھا کہ بغیر منشی صاحب کی مرضی کے تمہارا نوکر ہونا ممکن نہیں ، اس لیے ہم بہت اصرار سے عرض کرتے ہیں کہ ہم آپ کے تابعدار اور آپ کے خاندان کے قدیم نیاز مند ہیں ۔ آپ ضرور ہمارے حق میں احسان اور نیکی فرمائیں گے ۔ ان دنوں ہم لوگ بہت ہی مراسیمہ اور بے سرو سامان ہو رہے ہیں ۔

میں نے کلمات تشفی اور اطمینان کے کہہ کے اس کو رخصت

Marfat.com

یا اور خدا کا شکر کیا کہ خود بخود یہ لوگ میرے کنوڈے
ر منت پذیر ہوئے ۔

دوپہر کو صاحب بہادر جب حاضری سے فارغ ہوئے ، مردانہ
ائفہ آیا ۔ صاحب نے مجھے بھی بلوا بھیجا ۔ چونکہ پہلا مجرا اور
ت امتحان تھا ، انھوں نے اپنے کمال کو خوب ظاہر کیا اور
نے فن کو استادانہ ادا کیا ۔ غزلیں بھی معرکے کی گائیں جس سے
احب کا یہ حال ہوا کہ سر بھی ہلاتا ، پاؤں بھی زمین پر مارتا
ھا ، اور میری تو پوچھو ہی نہیں ۔ چونکہ دل تازہ چوٹ کھائے
وئے تھا ، بے اختیار رو پڑا ۔ صاحب مجھ سے بار بار اشعار کے
نی پوچھتا تھا ۔

دو گھنٹے مجرا رہا ، اس کے بعد صاحب اندر اٹھ گیا اور
ھے بلا کے کہا کہ دیکھا تم نے ، کیا اچھا یہ لوگ گاتے ہیں ۔

میں نے کہا ''واقعی میں نے بھی بڑے بڑے کلاونتوں
ویوں کو سنا ہے مگر یہ اپنے فن میں یکتا ہیں ۔''

صاحب نے کہا ''میں نہ کہتا تھا کہ تم بہت پسند
روگے ۔''

تب تو میں نے کہا کہ اگر ایسا میں جانتا ، ان کے مجرے
صلاح بھی نہ دیتا ۔

اس نے کہا ''آخر کیوں ؟'' میں نے کہا ''در حالیکہ آپ
نے اس قدر پسند کرلیا ہے ، اب خواہ مخواہ آپ انھیں نوکر
کھ لیں گے ۔ اور میرا دل گوارا نہیں کرتا کہ آپ زیر بار
ہوں ۔''

اس نے کہا ''جب کہ تم اس قدر اس کے گانے سے خوش
ہوگئے ہو ، پھر کیوں روا دار نہیں ہوتے ۔''

میں نے عرض کیا ''اس لیے کہ مبادا چند روز کے بعد آپ

Marfat.com

موقوف کر دیں ۔''

اس پر بگڑ کے فرمایا کہ یہ بات بار بار مت کہو ، مجھے کیا نرا کم ظرف تم نے سمجھ لیا ہے ؟

میں نے کہا ''تو پھر اب مجھے کوئی حجت نہیں ہے ۔''

صاحب نے فرمایا کہ ان کو انعام دے کے رخصت کردو ۔

میں نے کہا کہ اس وقت یوں ہی جانے دیجیے ۔ شب کو زنانہ طائفے کا بھی مجرا دیکھ لیجیے ، اس وقت اکٹھا انعام دے دیجیے گا ۔

اور مٹھو کو علیحدہ بلا کے میں نے کہہ دیا کہ محمد اعظم کو سمجھا دے ، میں نے تمہاری قرار واقعی سفارش کر دی ہے ، اب تم سلام کرکے چلے جاؤ ، شب کو زنانہ طائفے کا مجرا ہوگا ۔

وہ تو سب رخصت ہوئے ، صاحب نے پوچھا کہ کچھ انعام بھی تم نے دیا ؟

میں نے کہا ''اس وقت کیا دیتا ، رات کو یک مشت دے دیا جائے گا ۔''

اس نے ہنس کے کہا کہ ''برائے[1] خرچ بی بی دل شما گوارا نمی کند ، شما چہ طور جوان ہستید ۔''

میں نے کہا ''یہ بات نہیں ہے بلکہ سرکار کی خیر خواہی کو میں سب باتوں پر مقدم سمجھتا ہوں ۔''

صاحب نے فرمایا ''اچھا جو تمہارا جی چاہے کرو ۔''

معرکہ ہے آج حسن و عشق کا
دیکھیے وہ کیا کریں ہم کیا کریں

۱- اس فقرے کو اصل ہی لکھ دیا ، اس میں لطف ہی اور ہے ، ترجمے میں یہ بات کہاں ۔ (مترجم)

(یعنی) ۔ ''عورتوں پر خرچ کرنے کے لیے تمہارا دل گوارا نہیں کرتا ، تم کیسے جوان ہو ۔'' (مرتب)

Marfat.com

رات کو صاحب نے اپنے چند انگریز دوستوں کو بھی مدعو کیا اور کھانے کے بعد آٹھ بجے ناچ شروع ہوا ۔ صاحب نے ہرکارہ بھیجا کہ آپ کو بلاتے ہیں ۔ میں نے کہہ دیا ''جب کام سے فرصت ہوگی آؤں گا ۔'' صاحب نے پھر آدمی بھیجا کہ سب کام چھوڑ کے چلے آؤ؛ چنانچہ میں گیا ۔ صاحب نے اپنے برابر کرسی پر مجھے بٹھایا اور گانے کا حکم دیا ۔ خانم جان نے پہلے مبارک باد گائی ، پھر یہ غزل شروع کی :

خوش تر ز عیش و صحبت باغ و بہار چیست

چونکہ مجھے معلوم تھا کہ میری معشوقہ کو حافظ کی غزلیں یاد ہیں اور ان دنوں میں بھی ''دیوان حافظ'' بیشتر دیکھتا تھا ، لہذا اس غزل کی فرمائش کے لیے میں نے صاحب سے کہا :

غزل

حال دل باتو گفتنم هوس است
خبر دل شنفتنم هوس است
طمع خام بیں کہ قصۂ فاش
از رقیباں نہفتنم هوس است
شب قدرے چنیں عزیز و شریف
با تو تا روز خفتنم هوس است
از برائے شرف بنوک مژہ
خاک راہ تو رُفتنم هوس است
اے صبا اسشبم مدد فرمای
کہ سحرگہ شگفتنم هوس است
همچو حافظ بزعم مدعیان
شعر رندانہ گفتنم هوس است

Marfat.com

صاحب بہادر بار بار مجھ سے معنی پوچھتا تھا اور اپنی زبان میں دوسرے انگریزوں کو سمجھاتا تھا ۔ اس کے بعد خانم جان نے یہ غزل شروع کی :

رسید مژدہ کہ ایام غم نہ خواھد ماند
چناں نماند و چنیں نیز ھم نخواھد ماند
غنیمتے شمر اے شمع وصل پروانہ
کہ ایں معاملہ تا صبح دم نخواھد ماند
سحر ز ھاتف غیبم رسید مژدہ بگوش
کہ کس ھمیشہ گرفتار غم نخواھد ماند

ایک دو بار تو صاحب نے مجھ سے معنی پوچھے پھر ایسا محو ھوا کہ مبہوت بن گیا ۔ دوسرے انگریز بھی بہت ھی محظوظ ھوئے ۔ بار بار ھاتھ [1] پاؤں پٹکتے تھے ۔

جان ھیڈ صاحب اور وارنٹ صاحب نے دو دو اشرفیاں میرزائی کو انعام دیں اور بہت ھی تعریف کی ۔ آدھی رات تک جلسہ رھا ۔ صاحب نے گھڑی دیکھ کے کہا کہ منشی صاحب بارہ بج گئے ۔ میں نے کہا کہ اب آپ اپنے ھاتھ سے [2] پاندان اور چو گھڑا ان کو دے دیجیے، یہ رخصت ھو جائیں گے ۔ چنانچہ ایسا ھی کیا گیا ۔

صبح کو جب میں صاحب کے پاس گیا مجھ سے فرمایا کہ ول [3] حسن شاہ تم رات کو بیشک عاشق ھو گئے ۔ میں نے کہا ''یہ کیا'' کہنے لگا ''سب سے زیادہ تم روتے تھے ، معلوم ھوا گانا بہت آپ کے پسند آیا ۔'' میں نے کہا ''گانا چیز ھی ایسی ھے ۔

---

۱ ''حرکات میمونی'' (مترجم) ۔
۲ ۔ گویا صاحب بہادر راہ و رسم منزل سے بخوبی واقف تھے ۔ (مرتب) ۔
۳ ۔ ''Well'' انگریز کا مخصوص طرز تخاطب ۔ (مرتب) ۔

Marfat.com

جھ پر کیا موقوف ہے ، حیوان تک سن کے مست ہو جاتے ہیں۔
ور میرے رونے کی خصوصیت کچھ عورتوں کے گانے پر نہیں ،
ان کو مردوں نے گایا تھا ، جب بھی میں بے حال ہو گیا تھا ۔''
صاحب نے کہا ''تم بہت نازک دل ہو۔'' میں نے کہا ''میرے
دل کا حال یہ ہے ۔''

جہاں دیکھا حسیں بس پس گیا دل
نہ دے دشمن کو بھی ایسا خدا دل

کہنے کو تو میں کہہ گیا لیکن منفعل ہوا کہ میں نے
کیوں نہ ضبط کیا ۔ پھر صاحب نے کہا ''میں مٹھو کو حکم
دیتا ہوں کہ ان سب لوگوں کو مع اسباب اٹھوا لائے ۔ مگر
ان کے رہنے کے لیے کوئی جگہ تجویز کرنا چاہیے ۔ زنانہ مکان میں
تو ان کا گذر نہ ہو سکے گا ۔''

میں نے کہا ''جو خیمہ ان کے پاس ہے اسی کو کھڑا
کر دینا چاہیے ۔''

صاحب نے کہا ''کس جگہ خیمہ استادہ کرایا جائے ؟''
میں نے کہا ''آپ کے بنگلے کے سامنے مناسب ہے ۔''

اس نے کہا ''وہ چنداں وسیع نہیں ہے ، ہاں اس میدان
میں ہو سکتا ہے جو کبوتر خانے اور زنانہ مکان کے درمیان
تمھارے بنگلے کے سامنے ہے ۔ وہ جگہ وسیع بھی ہے اور گوشے میں
بھی واقع ہے ۔''

میری تربت ہی پہ ہو کر ہے رہ خانۂ غیر
اور رستہ تمھیں ملتا نہیں چلنے کے لیے

میں نے کہا ''وہاں نشیب و فراز زیادہ ہے بخلاف اس میدان
کے جو آپ کے بنگلے کے سامنے ہے ۔''

صاحب نے کہا کہ ہاں مگر بر سر راہ واقع ہے اور کرنیل

Marfat.com

صاحب بہادر اُدھر ھی سے آتے جاتے ھیں ، یہاں مناسب نہیں ۔ وھی میدان صاف کراؤ ۔

میں نے کہا ''آپ کی مرضی یہی ھے تو مجھے کیا عذر ، اگر حکم ھو تو میں اپنا بنگلہ تک خالی کر دوں ۔''

اس پر جھلاّ کے کہا ''شاید تم ان کے رھنے کے روا دار نہیں ھو جو یہ باتیں کرتے ھو ۔''

جب میں نے دیکھا کہ صاحب ناخوش ھوتا ھے ، اس وقت بیل داروں کو بلوا کے درستی کا حکم دیا ۔

اتنے میں مٹھو نے خبر دی ، ان کا رتھ آ گیا ، صاحب ھنستا ھوا بنگلے سے ان کی طرف گیا ، ان کو اتروا کے لایا اور سرگرم اختلاط ھوا ۔

تم آئے کہ لاکھ آفتیں دل پہ آئیں
مجھے لوٹنے کارواں لے کے آئے

میں نے بیل‌داروں کو کام میں لگا دیا اور اپنے بنگلے میں متفکر آکے بیٹھ گیا اور سوچنے لگا کہ اب کیا ھو گا ۔ گلبدن ھے نہیں کہ وہ نوکر ھو سکے ۔ اب رھی خانم جان پس تف ھے میری حمیت پر کہ دیدہ دانستہ اس کو گوارا کروں ۔ آج تک تو وہ بچی ھوئی تھی ، اب خدا ھی ھے جو محفوظ رہ سکے ۔ کاش ان لوگوں سے ناواقف رھتا یا ان کی ملازمت کو منظور نہ کراتا ۔ اپنے ھاتھوں میں نے یہ مصیبت مول لی ۔

بد گمانی بھی محبت میں بری ھوتی ھے
وہ یقیں ھو مجھے جس بات کی بنیاد نہ ھو

اب اُن کے گھر کا رنگ ملاحظہ کیجیے ۔ آپس میں یہ ذکر تھا کہ خانم جان کے ھاتھ ھماری بسر اوقات ھے ۔ اگر یہ نوکر نہ ھو گی تو کوئی صورت بسر اوقات کی نہیں ھے ۔ چنانچہ سب

Marfat.com

نے اعظم جی کو بھی اس بات پر راضی کر لیا اور بٹھو کی معرفت ڈھائی سو روپے ماہوار اور تیس روپے مجرے کا انعام خانم جان کے نام پر طے ہو گیا ۔

جب مجھے یہ خبر پہنچی تو میں اپنی غیرت اور تڑپ کا حال بیان نہیں کر سکتا ، مگر خاموش ! خدا کی مرضی پر چھوڑے ہوئے بیٹھا ۔ دل کے اضطراب اور الجھن کا حال خدا ہی کو معلوم ہے ۔

اس اثنا میں ہرکارہ آیا کہ صاحب بلاتے ہیں ۔ باہر گیا تو اسی میدان میں آپ مع مجمع کھڑے تھے ۔ چونکہ مجھے تاب نہ تھی اور سخت مغموم تھا ، اور بھی میرا چہرہ برافروختہ ہو گیا ۔ مجھے دیکھتے ہی خانم جان سے چپکے چپکے صاحب نے کہا ''دیکھو ہمارا منشی کیسا خفا ہے ، تم لوگوں کے رہنے کا روا دار نہیں ہے ۔''

اس نے کہا ''مجھے ان کی اور ان کے غصے کی کیا پرواہ ۔''

صاحب نے کہا کہ غضب کرتی ہو ، ایسا نہ کہو ، میں منشی سے بہت ڈرتا ہوں ۔ مبادا مجھے اور تمھیں دونوں کو مار بیٹھے ۔''

اس نے کہا کہ آپ مار کھایا کریں ، مگر کیا مجال میری طرف آنکھ بھی اٹھا کے دیکھ لیں ۔''

اتنے میں میرزائی نے آ کر سلام کیا ۔ صاحب نے وہی الفاظ میرزائی سے بیان کیے ۔ اس نے کہا ''کیا مضائقہ ہے ، آپ سید ہیں ، اگر ہم کو تنبیہ فرمائیں ، ہماری سعادت ہے ، ہم ان کی لونڈیوں کی برابری بھی نہیں کرسکتے ہیں ۔''

صاحب نے ہنس کے کہا ''تم یہ کہتی ہو اور خانم جان یوں کہتی ہے ۔''

اس نے کہا '' وہ بیوقوف ہے ، کہنے دیجیے ، نادانی سے

Marfat.com

کہتی ہے ۔"

صاحب نے ہنس کے کہا کہ خانم جان کو حسن شا
کے حوالے کرتے ہیں ، اور میری طرف اشارہ کر کے کہا کہ ا
حسن شاہ تم اس کے استاد بنو ، اسے ہم نے تمہیں دے دیا ۔"

اگرچہ یہ باتیں میں فال نیک سمجھا مگر بظاہر میں
صاحب سے کہا کہ آپ عورتوں کو دیکھ کے اس قدر خو
ہوئے کہ مجھ سے بھی دل لگی کرتے ہیں ۔ ان کے استاد آ
ہوں گے یا محمد اعظم ، مجھ کو کیا واسطہ ؟

یہ کہہ کے میں اپنے بنگلے کو چلا ۔ صاحب نے کہ
"جاتے کہاں ہو ؛ میں نے خیمہ لگانے کی تجویز کو بلایا ،
چلے جاتے ہو ۔"

میں نے کہا "کیا کروں ، آپ کا مزاج اس وقت مذاق
مائل ہے ، آپ بنگلے میں تشریف لے جائیں ، میں خیمہ کھ
کر دوں گا ۔"

صاحب نے کہا "بہتر ہے میں جاتا ہوں" اور آہستہ سے
خانم جان سے کہا کہ دیکھو ہمارے منشی کیسے بگڑتے ہیں"

اس نے کہا " صاحب آپ شاید ان پر عاشق ہیں جو
اس قدر ناز برداری کرتے ہیں ۔"

صاحب نے کہا "تم کو معلوم نہیں ، میرے سارے کاروبا
کی درستی اسی کی ذات سے متعلق ہے ۔ اگر میں ذرا بھی بے اعتنائی
کروں ، ابھی نوکری چھوڑ کے چلا جائے ، بہت ہی نازک
مزاج ہے ۔"

اگرچہ یہ باتیں آہستہ آہستہ ہوتی تھیں مگر میں نے سب سن
لیں اور انجان بنا رہا ۔ اور خیمے کے انتظام وغیرہ سے فراغت
کر کے میں اپنے بنگلے میں چلا آیا اور دن بھر نہایت بے چین رہا

Marfat.com

تیسرے پہر تک ان لوگوں کا تمام اسباب اور ہمراہی وغیرہ
ب آگئے ۔ جوں جوں دن تمام ہوتا تھا ، میرے حواس جاتے
ے اور قلق بڑھتا تھا کہ یہ کیا لغو حرکت مجھ سے ہوئی :

دل مضطرب کو بغل میں چھپا کر
پشیماں ہوئے ہم جہاں لے کے آئے

یوں‌ہی اضطراب میں رات ہو گئی ۔ نماز عشا سے فراغت
کے ایک ختم جناب والد کے سفینے سے نکال کے اپنی معشوقہ
ہ حفظ آبرو اور حرام سے بچاؤ کے لیے پڑھنے لگا :

صیاد کو جو یا رب مجھ پر ترس نہ آئے
باغوں میں موسم گل لاکھوں برس نہ آئے

اب وہاں کا ماجرا سنیے کہ اگرچہ وہ سب رضامند تھے
کر خانم جان دل میں ہرگز اس بات پر راضی نہ تھی اور
طلق سکوت کی حالت میں خدا سے اپنی حفظ ناموس کی دعا
رتی تھی ۔ رات کو ان حرام خوروں نے معمول کے موافق
ن پاک طینت کو بنا چنا کے صاحب کے پاس پہنچا دیا ۔

وہ چلی تو گئی مگر جب صاحب نے اور قصد کیا ، اس
نے داد بے داد مچائی اور زار و قطار رونا شروع کیا جس سے
احب بہادر کے آئے گئے حواس غائب ہو گئے ۔ آدھی رات تک یہ
الت رہی ، آخر میرزائی کو بلا کے کہا کہ جب یہ بی‌بی راضی
م تھا تو کیوں تم نے بھیجا ۔ میرزائی خانم جان کے قدموں پر
ر پڑی اور انتہا سے زیادہ منت سماجت کی کہ آج کی شب راضی
و جائے مگر اس نے نہ مانا ۔

ضد کی موسیٰ کو تو عادت ہے تمہیں رحم کرو
ذرا آنچل سے چھپا لو رخ روشن اپنا

تب صاحب نے کہا " اس کو لے جاؤ ورنہ یہ جان دے

Marfat.com

دے گی - ہم اس قدر زبردستی کے ساتھ ضرورت نہیں سمجھتے اور اس وقت بی جان کو بھیج دو ، مگر میں سو روپے سے زائد ماھوار نہ دوں گا -''

میرزائی نے اس وقت بی جان کو صاحب کے پاس پہنچا دیا اور خانم جان نلوہ بچ گئی -

مجھ کو بچا لیا مرے پروردگار نے

رات خیر سے کٹ گئی - صبح کو ان کے آپس میں بڑی غو غو پشتو شروع ہوئی اور خانم جان پر ہر طرف سے بوچھاڑ ہونے لگی - وہ کسی کو کچھ جواب نہ دیتی تھی مگر برابر غیر منقطع روتی تھی ؛ یہاں تک کہ آنکھیں سوج گئیں مگر آنسو نہیں تھمتے تھے -

اسی اثنا میں منگ صاحب آیا اور خانم جان کو روتے دیکھ کر پوچھا کہ اب کیوں روتی ہے ؟ میرزائی نے طنز سے کہا کہ روتی نہیں ہے ، ہم کو خراب کرتی ہے - ایسی ناشدنی زندہ رہی تو کیا ، مری تو کیا - یہ ٹسوے بہانے بیٹھی ہے اور ہم اس کو روتے ہیں کہ ہماری گذر سو روپے میں کیون کر ہوگی - اب خدا کی رحمت دیکھیے -

ناکامیوں سے گو ہوئے رسوائے خلق ہم
اشکوں سے ہے امید کہ وہ آبرو کریں

صاحب نے کہا ''اچھا خانم جان اگر روئے نہیں ، ہم اس کی بھی تنخواہ مقرر کر دیں گے -''

یہ سنتے ہی آپ جھٹ پٹ آنسو وانسو پونچھ صاحب کے پاس جا بیٹھیں اور کہا کہ میں صرف دو باتون[1] کے واسطے روتی

---

۱ - نسخہ اول میں 'باتون' کی بجائے 'رات' ہے - غالباً کاتب نے غلطی سے 'بات ، کو 'رات' لکھ دیا ہوگا (مرتب) -

Marfat.com

بھی ۔ ایک یہ کہ چند روز اور مجھے یہ بات منظور نہیں ہے ورنہ
ہ تو جانتی ہی ہوں ۔ کہ ہر گاہ ان لوگوں میں رہتی ہوں ،
کب تک بچوں گی ، دوسرے یہ کہ سو روپے میں ان کی بسر اوقات
کیسے ہو گی جس کا باعث میں ہی کم بخت ہوں ۔

صاحب نے کہا ''اچھا پچاس روپے ماہوار تم کو بھی
میوہ خوری کو دیں گے ''۔

خانم جان نے کہا ''میری حمیت اس کی مقتضی کاہے
کو ہو گی کہ بی جان کے سو روپے ہوں اور مجھے پچاس ملیں ۔''

صاحب نے کہا '' وہ مجھ سے راضی ہو گئی اگر تم راضی
ہوتیں تو تم کو ڈھائی سو روپے ماہوار دیتا تھا ۔''

اس نے کہا کہ پھر پچاس بھی کس لیے آپ دیتے ہیں ۔

صاحب نے کہا ''جس میں تم روؤ نہیں اور آزردہ نہ ہو ۔''

کون یہ دیکھ سکے کوئی حسین روتا ہے
ہو بناوٹ سے بھی رونا تو قلق ہوتا ہے

اور دوسرے یہ کہ بی جان کی باتوں سے جی نہیں بہلتا ۔
تمھاری پیاری پیاری باتیں اچھی معلوم ہوتی ہیں ۔''

اس عیار[1] نے کہا ''جب یہ بات ہے تو تنخواہ میری کم کیوں
کرتے ہو ۔ جو لوگ سیرت اور خوش بیانی کے قدردان ہوتے
ہیں ، وہ دوسری باتوں پر اس کو فوق دیا کرتے ہیں ۔''

صاحب نے ہنس کے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم سنی
کی غیرت سے تم کو بی جان سے کم تر رہنا گوار نہیں ، خیر تو تم
کو بھی سو روپے ماہوار دیں گے ، مگر خبردار اب رونا نہیں ۔''

آپ نے اٹھ کے بندگی کی اور کہا ''اب رونے دھونے کی
کیا ضرورت ہے ، خدا آپ جیسے قدر دان کو سلامت رکھے ۔''

---

۱ ۔ نسخہ اول میں ''پیار'' ہے ۔ (مرتب)

Marfat.com

جب صاحب بنگلے میں چلا آیا ، خانم جان نے اپنے محفوظ[1] رهنے اور نیز ماهواری مقرر هوجانے کے شکریے میں نذر و نیاز کی ، ورنه صرف بچاؤ موجب مسرت نه تها ، کیونکه وه لوگ مارے طعنوں تشنیعوں کے بے چاری کو باؤلا کر دیتے ۔

دوپہر کو صاحب نے مجھے طلب کرکے کہا که میں نے سو روپے بی جان کے اور سو روپے خانم جان کے مقرر کردیے ۔ میں نے کہا که یه کیا ؟ صاحب نے فرمایا که خانم جان مجھ سے راضی نه هوئی اس لیے یه تفریق کر دی گئی ۔ میں نے کہا ''جب وه راضی نه هوئی تو تنخواه کیوں مقرر کی ۔''

صاحب نے کہا ''خانم روتی بہت تھی ، اور اس کا رونا اچھا نه معلوم هوا ؛ سوائے اس کے سو روپے میں ان لوگوں کی بسر بھی نه هوتی ، لہذا دونوں کی برابر تنخواه مقرر کردی ۔ خیر اب بھی پچاس روپے کی بچت هوئی ۔''

جب میں مکان پر آیا سجدۂ شکر[2] ادا کیا :

شکر خدا که هرچه طلب کردم از خدا
بر منتهائے مطلب خود کامراں شدم

غرض که سب طرح اطمینان هوگیا ۔ میں نے اپنے بنگلے کو آراسته کرایا اور خیمے کی طرف غلام گردش میں فرش فروش کراکے اسی طرف اپنی نشست مقرر کی اور منتظر وقت رها ۔

۱- ایک صاحب نے مجھ سے یه کتاب لے کے دیکھی ، بہت هی محظوظ هوئے اور خانم جان کی بہت تعریف کی ۔ اس کے بعد ایک تعجب سے فرمانے لگے ''منگ صاحب نے خانم جان کو چھوڑ دیا هوگا ! اور وه عاصمه رهی هوگی !'' ۔

میں نے کہا ''وهم کا علاج لقمان کے پاس بھی نہیں (مترجم)

۲- خشک ''شکر'' بھی نه کرتے تو کوئی کیا کر لیتا ، یه بھی غنیمت هے ۔ (مترجم)

Marfat.com

محبت کے پینگ بڑھتے ھیں

آپس میں نوک جھوک اور خط و کتابت کی ابتدا ھوتی ھے

راہ پر ان کو لگا لائے تو ھیں باتوں میں
اور کھل جائیں گے دو چار ملاقاتوں میں

چند روز اسی طرح گذر گئے ۔ میں اپنے بنگلے کی غلام گردش میں بیٹھا رھتا تھا اور دن میں کئی بار ادھر اُدھر چلتے پھرتے اس نگار کو دیکھ لیتا ، یا جب خیمے میں تعلیم ھوتی تھی ، بی جان اور خانم جان مل کے گاتی تھیں ، میں اپنے بنگلے میں سنا کرتا تھا ۔ کبھی صاحب کے یہاں اسے دیکھ لیتا تھا ۔
غرض کہ :

سرسری ان سے ملاقات تھی گاھے گاھے
محفل غیر میں گاھے سر راھے گاھے

مگر خیمے میں جانے کا اتفاق نہ ھوتا تھا ۔ چنانچہ ایک مہینہ اسی طرح گذر گیا اور کوئی صورت پیام و سلام کی نہ نکلی ، بات چیت ھونا کہاں ؛ اس وجہ سے مجھے نہایت قلق و اضطراب تھا ، مگر کچھ بن نہ پڑتا تھا ۔ بہ ایں ھمہ جب کبھی میں صاحب کے پاس ھوتا اور آپ بھی آتیں ، کچھ ایسی چھیڑ کرتیں کہ خواہ مخواہ مجھ سے اور صاحب سے تکرار ھو ۔ مگر خدا کی عنایت سے بہ خیر گذرتی تھی اور میں چپکا ھو رھتا کہ یہ بھی اس کا ناز ھے ۔

Marfat.com

سیر باغ

ہمراہ غیر جاؤ نہ تم سیر باغ کو
جور و ستم اٹھائیں گے ہم راہ راہ کے

ایک دن آپ نے صاحب سے سیر باغ کی اجازت لی ۔ صاحب خود ہی ان کو ہم راہ لے کے باغ گیا ۔ ہر قسم کے پھول لالہ و نا فرمان ، داؤدی و یاسمن کے کھلے ہوئے تھے ۔ اس وقت آپ نے چلتے پھرتے ایک غزل حافظ کی شروع کی :

شہریست بر ظریفاں از ہر طرف نگارے
یاراں صلائے عشق است گر میکنید کارے

جب اس شعر کو پڑھا :

در بوستاں حریفاں مانند لالہ و گل
ہر یک گرفتہ جائے بر یاد روئے یارے

صاحب سے کہا کہ اس کے معنی تو فرمائیے ۔ اس کی سمجھ میں جو کچھ معنی آئے ، بیان کیے ۔ آپ نے کہا ''اس کے یہ معنی ہرگز نہیں ہوسکتے ۔'' تب تو صاحب نے رام کشن باغبان کو بھیجا کہ منشی صاحب کو بلا لاؤ ۔ میں گیا تو عجیب تماشا دیکھا کہ ہر طرف پھول کھلے ہوئے ہیں ، جوانان چمن اپنا جوبن دکھا رہے ہیں ، اس میں یہ مجمع خوش فعلیاں کر رہا ہے ۔ صاحب نے مجھ سے تمام ماجرا بیان کیا اور خانم جان سے کہا ''ہاں وہ شعر پھر تو پڑھنا '' اور مجھ سے کہا ''تم اس کے معنی بیان کرو اور فیصلہ کرو کہ میں نے صحیح معنی بیان کیے ہیں یا خانم جان نے ۔ میں بڑی مشکل میں پڑا کہ کس کو جھٹلاؤں

Marfat.com

اور کسے سچا ثابت کروں ۔ آخر سوچ کے میں نے صاحب سے کہا کہ ایک شعر مجھ کو بھی اس غزل کا یاد آ گیا ہے ، پہلے وہ سن لیجیے :

چوں این گرہ کشایم ویں راز چوں نمایم
دردے و سخت دردے کارے و سخت کارے

خانم جان اس کو سنتے ہی قہقہہ مار کے بول اٹھی ''لو اور سنو ، آپ کچھ سمجھے ؟ آپ کے منشی صاحب فرماتے ہیں ، صاحب نے معنی تو کہے غلط ، اب میں کیوں کر اس کو غلط کہوں ؛ سخت مشکل اور تردد میں پھنستا ہوں[1]۔''

صاحب نے کھسیانے ہو کے کہا ''کیوں حسن شاہ ! خانم جان سچ کہتی ہے ؟'' میں نے کہا :

فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

البتہ میں حیران بے شک ہوں کہ دو شخص نے اپنی اپنی سمجھ کے موافق معنی کہے ۔ اب میں کس کو ٹھیک بتاؤں ، بہ جز اس کے کہ تیسرے معنی بیان کروں ، کیونکہ خود حافظ فرماتے ہیں کہ باغ میں ہر حریف نے اپنے یار کی یاد میں جام لیا ہے ، اور معنی بھی ہر شخص نے اپنے فہم کے موافق کہے ، لہذا آزادی کا اقتضا یہ ہے کہ جس طرح اپنی اپنی پسند پر جام لیا ہے ، معنی بھی اپنی پسند کے دونوں نے صحیح کہے ہیں ۔ یعنی آپ کہتے ہیں کہ ہر شخص نے اپنے معشوق کی یاد میں شراب پی اور بی خانم جان کہتی ہیں ہر عاشق نے طرح طرح کے پھولوں کو دیکھ کے اپنے معشوق کے ہم رنگ پھول کی مناسبت

۱- خانم جان نے اس کا کیسا خوب صورت نتیجہ نکالا ہے ، دیکھنے کے قابل ہے (مترجم)

Marfat.com

سے جام شراب لیا ۔ پس ان دونوں معنوں میں کسی کو صحیح نہیں کہہ سکتا ۔

صاحب نے ہنس کے کہا کہ ''حسن شاہ ! تم نے خوب فیصلہ کیا '' اور چند پھول گیندے کے لے کے مجھے دیے کہ اس سے خانم جان کو خوب مارو ۔ مجھ کو جب سے چڑھا رہی تھی کہ تم نے شعر کے معنی غلط کہے ۔

میں نے کہا ''مجھے کیا ضرور کسی کو ماروں ۔''

تب آپ نے فرمایا ''صاحب ان کو گیندے کے پھول نہ دیجیے ، چونکہ انھوں نے آپ کی نافرمانی کی لہذا ان کو گل نافرمان دینا چاہیے '' اور یہ کہہ کے نافرمان کے پھول صاحب کو دیے کہ منشی صاحب کو دیجیے ۔''

صاحب نے سادگی سے وہ پھول مجھے دینا چاہے ۔ میں نے کہا ''میں تو کسی پھول کے لائق نہیں ہوں ۔ اگر ایسا ہی آپ کو منظور ہے ، گل لالہ مجھے عنایت کیجیے ۔ یہ پھول تو اوروں ہی کا حصہ ہے'' :

گل بدستم چہ دہی در کف من خار خوش است
این گل تازہ بران گوشۂ دستار خوش است

صاحب نے کہا ''دیکھو منشی نے کیا اچھا شعر اس وقت پڑھا ہے ۔''

بی جان نے کہا ''آپ کی تعریف کیا ہو سکے ، بڑے مزے دار آدمی ہیں ۔''

صاحب نے دو گلدستے مجھے دیے اور رام کشن باغبان کو ساتھ کیا ۔

میں وہاں سے چلا آیا اور سنا کہ خانم جان صاحب سے کہتی تھی کہ آپ کے منشی صاحب تو بڑے فصاحب اور دانا

Marfat.com

دمی ھیں ۔
صاحب نے کہا ''میں اس کی قدر جانتا ھوں ، تمھیں کیا معلوم ۔''
راستے میں میرزائی باغ کو آتے ھوئے ملی ۔ مجھ سے بہت پاک سے باتیں کرنے لگی ، اور کہا کہ یہاں سے تو ھم وھیں چھے تھے کہ دو ایک بار آپ کے قدم آئے تھے ۔ اب بایں قرب پ کی صورت دیکھنے کو ترس گئی ۔ اتنی بے اعتنائی اور بے مروتی چھی نہیں ھے ۔ خدا جانتا ھے کوئی دن ایسا نہ ھوتا ھوگا کہ پ کا ذکر خیر نہ آتا ھو ، مگر آپ نہیں آتے ۔
میں نے کہا ''سرکاری ضرورتوں سے بالکل فرصت نہیں ھوتی ۔ س قدر کثرت سے کام ھے کہ سر اٹھانے کی مہلت نہیں ھے ۔''
اس نے کہا ''یہ صرف حیلہ ھے ۔ اللہ ! آپ رات دن سرکاری کام ھی کیا کرتے ھیں ؟''
تب میں نے کہا ''سچ تو یہ ھے ، اب تم ھمارے آقا کی نوکر ھو ، تم کو تکلیف دینا اور میرا آنا جانا مناسب نہیں ھے ، س میں بہت سی قباحتوں کا اندیشہ ھے ۔''
اس نے کہا کہ یہ بات ھے تو میں آج ھی صاحب سے جازت لوں گی ۔
میں نے کہا ''خبردار ایسا نہ کرنا ، اس میں اور بھی قباحت ھے ۔ میں خود ھی کبھی کبھی چلا آیا کروں گا ۔''
ان باتوں کے بعد وہ آدھر گئی ، میں اپنے بنگلے میں آیا ، اور حیران تھا کہ یا الٰہی جس پر مرتا ھوں ، وہ اس طرح میرے درپے آزار ھے کہ صاحب کے سامنے خواہ مخواہ ایسی حرکتیں کرتی ھے جس سے وہ خفا ھوجائے ۔ کیا میرے درد دل میں اثر ھی نہیں ھے یا دیدہ دانستہ میرے ستانے کو یہ باتیں کرتی ھے ۔

Marfat.com

دیکھوں میرا انجام کار کیا ہوتا ہے :

دل کو ان کے بھی کرے عشق کی تاثیر گداز
ہم تو حاضر ہیں طبیعت کے بدلنے کے لیے

اسی پیچ و تاب میں تھا کہ صاحب نے باہر سے پکارا ''منشی صاحب ! ہم سب تمہارے باغ کی سیر کو آئے ہیں ، آپ باہر ہی نہیں نکلتے ۔''

میں نے باہر آکے دیکھا تو صاحب سب کو لیے ہوئے موجود ہیں ۔ مجھ سے کہا ''خانم جان اور بی میرزائی تمہارے باغیچے کی سیر کرنا چاہتی ہیں ۔''

میں نے عرض کیا ''یہ چمن پژمردہ اس لائق کہاں ہے کہ کوئی اس کی سیر کرے اور خوش ہو ۔ مگر جو کچھ ہے آپ کا عطیہ ہے'':

وہ آئیں گھر میں ہمارے خدا کی قدرت ہے[1]
کبھی ہم ان کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

میں نے باغیچے کا دروازہ کھلوایا اور فوارے چھڑوا دیے ۔ امیرزائی نے کہا ''حضور ! آپ کے منشی صاحب کیسے خوش سلیقہ ور میرزا منش ہیں ۔ دیکھیے کس خوبی سے چمن بندیاں اور خیابانوں کی تقسیم کی ہے ، بے اختیار جی لوٹا جاتا ہے ۔ مگر افسوس ! منشی صاحب کی ہم پر عنایت نہیں ہے ۔ کبھی ہمارے یہاں تشریف نہیں لاتے ، الگ ہی الگ رہتے ہیں ۔''

صاحب نے کہا ''ہمارے منشی جی جھیپو اور تنک مزاج بڑے ہیں ۔ اگر کوئی سوبار خوشامد کرے تو شاید ایک بار اس کے گھر جائیں ۔ کسی کو خاطر میں تھوڑا ہی لاتے ہیں ۔

۱- نسخہ اول میں پہلے مصرع کی صورت یہ ہے :
''وہ آئیں گھر میں یہ میرے خدا کی قدرت ہے''

Marfat.com

رے انگریز دوستوں سے اسی طرح بے اعتنائی کرتے ھیں ، بلکہ ود مجھ سے دور دور رھتے ھیں ، پھر اوروں کا کیا ذکر ۔''

تھوڑی دیر بعد جب سب چلنے کو ھوئے ، خانم جان نے ہا '' اب تو ھم آئے ھیں ، دو پھول ضرور لیں گے ، چاھے شی صاحب خوش ھوں یا ناخوش ۔'' اور لگی پھول توڑنے ۔ میں نے اپنے دل میں کہا ''پھول تو کیا میری جان قربان ھے ۔''

وہ ھنس کے دیکھتے ھیں داغ کے داغ
کسی کی سیر ھو گلشن کسی کا

پھول توڑ توڑ کے سب کو تھوڑے تھوڑے دیتی تھی ، اور وچار اپنے کانوں میں بھی پہن لیے ۔ میرزائی نے کہا '' بس کرو ی ، اب کتنے پھول توڑو گی ۔'' آپ نے کہا ''ھم تو اسی من سے پھول لیں گے ، منشی صاحب برا مانیں تو خوش رھیں ۔''

بعد فراغت کے صاحب سے کہا کہ آپ بھی لیجیے ، اور گیندے پھول اس کے ھاتھ میں دے دیا کہ لو کھیلو ، اور ایک پھول لالے کا خوب مل دل کے میری طرف مخاطب ھو کے فرمایا یہ آپ لیجیے ۔'' میں نے لے لیا اور اس کو دیکھتے ھی میرے سو نکل آئے ۔ میں نے اس سے یہ بات نکالی کہ :

''اے دل خون شدہ خوش باش و اضطراب مکن[1]''

آخر اس پری وش نے کہا کہ اب سیر کر چکے ، جاتے ھیں ، نشی صاحب کا باغ خدا کرے ھمیشہ پھلا پھولا رھے ! :

سیر کی ، پھول چنے ، خوب پھرے شاد رھے
باغباں جاتے ھیں ، گلشن ترا آباد رھے

میں نے اپنے دل میں کہا :

---

۱ - اصل عبارت (مترجم)

Marfat.com

همراه غیر است و بامن صد عنایت می کند
یا رب ایں لطف است یا رفع خجالت می کند

قریب شام کے وہ سب وہاں سے گئے ۔ میں آج کے واقعات پر ایک حالت بیم و رجا میں مبتلا اپنے بنگلے میں آیا اور ساری رات تڑپ تڑپ کے کاٹی ۔

رات ساری مری دونوں کی تسلی میں کٹی
ہاتھ دل پر سے اٹھایا تو جگر پر رکھا

قریب صبح اس کو خواب میں دیکھا ۔ گویا فرماتے ہیں کہ کہیے کیا حال ہے ؟ مزاج کیسا ہے ؟ میں نے کہا "تمہارے لیے مرتا ہوں اور تم خبر نہیں لیتیں" ۔ اس پر فرمایا کہ اپنے دل کو پریشان مت کرو ، انشا اللہ :

بہ روزے کامگاری بینی از من
ہزاراں حق گزاری بینی از من

میں نے کہا :

جام جہاں نما ست ضمیر منیر دوست
اظہار احتیاج خود آں جا چہ حاجتست

اس پر فرمایا :

صبر کن حافظ بسختئی روز و شب
عاقبت روزے بہ یابی کام را

میں چاہتا تھا کہ ہاتھ پکڑ لوں ، اٹھا کہ آنکھ کھل گئی اور اپنے کو تنہا دیکھ کر بے قرار ہو گیا اور صبح تک نیند نہ آئی ۔

خواب میں وعدہ تو مجھ سے کر گئے ہیں وہ ضرور
دیکھیے ملتی ہے مجھ کو خواب کی تعبیر کیا

نماز پڑھ کے بوچے پر سوار ہوا اور دریا کی طرف جی بہلانے

Marfat.com

لا گیا ، تھوڑی دیر کے بعد واپس آیا۔ اور قصد تھا کہ شام کو
ھر سوار ھوں گا اس لیے بوچہ غلام گردش میں رکھوا دیا ۔

ظہر کے وقت غلام گردش میں ٹہلتا ٹہلتا اسی بوچے میں
ٹھ گیا اور سب آئینے اس کے چڑھا دیے اور اپنی جاناں کی یاد
ں شعر پڑھنے لگا ۔

اسی حال میں تھا کہ ناگاہ خیمے کی طرف سے کوئی چیز زور سے
ی اور آئینے پر پڑی ، چھن سے شیشہ ٹوٹ گیا ۔ میں گھبر
کے باھر نکل آیا، چاروں طرف دیکھا ، کوئی نہ تھا ۔ آخر ڈھونڈنے
گا ، کس چیز سے شیشہ ٹوٹا ھے ! ایک طرف زمین پر ایک انگوٹھی
ڑی ھوئی دیکھی ، اس کو میں نے اٹھا لیا ۔ سونے کی انگوٹھی
ر یاقوت کا نگ جڑا ھوا تھا ۔ میں نے اس کو فال نیک خیال
یا اور خیمے کی طرف دیکھنے لگا ۔

تھوڑی دیر کے بعد معلوم ھوا کہ کوئی شخص قنات کو
اک کر کے جھانک رھا ھے ۔ میں ادھر بڑھا اور یہ شعر پڑھا :

کے دھد دست ایں غرض یا رب کہ ھم‌دستاں شوند
خاطر مجموع ما زلف پریشاں شما

جواب ملا :

گرچہ منزل بس خطرناک است و مقصد نا پدید
ھیچ راھے نیست کورانیست پایاں غم مخور

پھر میں نے کہا :

ما براں مقصد عالی نتوانیم رسید
ھاں مگر پیش نہد لطف شما گامے چند

اس کا جواب آیا :

بہ مطلب میرسد جویائے کام آھستہ آھستہ
ز دریا می کشد صیاد دام آھستہ آھستہ

Marfat.com

میں نے فرصت کو غنیمت سمجھا اور قنات کے قریب جا کر کہا :

یا من ناصبور را پیش خود از وفا طلب
یا که تو پاک دامنی صبر من از خدا طلب

فرمایا که بار بار کہنے سے کیا حاصل ۔ میں نے کہا :

ارباب حاجتیم و زبان سوال نیست

فوراً دوسرا مصرع اس نے پڑھ دیا :

در حضرت کریم تقاضا چه حاجت است

اس کے بعد غائب ہوگئی ۔

تو نے آج او بے وفا کیا جاتی دنیا دیکھ لی
راہ پر آنے لگا عہد وفا ہونے لگے

ہزاروں شکر کرتا تھا که یه معلوم ہو گیا که میرا خیال اس کو بھی ہے اور خواب سحر کی تعبیر اس قدر جلد ظاہر ہوئی. اب امید ہے که نامه و پیام کی بھی کوئی صورت نکل آئے ۔

سامنے بھی کبھی آ جائیں گے اتنا تو ہوا ۔
جلوہ دکھلانے لگے وہ پس چلمن اپنا

عصر کے وقت میرا قصد ہوا که بوچے پر سوار ہو کے سیر کو جاؤں ؛ مگر پھر سمجھا که شاید وہ ستم گر آ کے جھانکے، اس لیے غلام گردش میں بیٹھ گیا ۔

تھوڑی دیر میں سنا که صاحب نے بوچہ منگوایا ہے ۔ میں نے کہا غضب ہوا ۔ صبح کو درست ہو جاتا ، اب اس وقت ناحق آدمیوں پر خفا ہوگا اور میری عدم خبرگیری کا بھی خیال ہوگا یه سوچتا ہی تھا که ٹیکا رام ہرکارہ آیا که صاحب بلاتے ہیں میں گیا تو دیکھا که بی خانم جان اوز بی جان موجود ہیں ۔ میرا ماتھا ٹھنکا که ہو نه ہو یه ذات شریف ہی کا شوشه چھوڑا ہوا ہے

Marfat.com

صاحب نے کہا ''منشی تم میری چیزوں کی کچھ بھی خبر نہیں رکھتے ہو ۔ دیکھو تمھارے بنگلے میں کسی نے بوچے کا شیشہ توڑ ڈالا ۔ ابھی پورا مہینہ نہیں ہوا کہ چھ سو روپے کا میں نے مول لیا ہے ۔''

میں نے کہا کہ ہاں اسی وقت میں نے بھی دیکھا ، اور چاہتا تھا کہ کاریگر بلوا کے ابھی درست کرا دوں ، مگر آپ نے منگوا بھیجا ، اس لیے مجبور ہو گیا ۔''

کہنے لگا ''میں نے نہیں منگوایا ہے ؛ خانم جان چاہتی ہے کہ ہوا خوری کو سوار ہو کے جائے ۔''

میں نے دل میں کہا ''ہؤا نہ میرا خیال صحیح ۔ یہ آپ ہی کی شرارت ہے ۔'' اور صاحب سے کہا ''کیا مضائقہ ہے ، شیشہ مانع سیر نہیں ہے ، سوار ہو جائیں ، کل درست ہو جائے گا ۔''

اس نے کہا ''آخر یہ بھی کچھ معلوم ہے کہ شیشہ ٹوٹا کیوں کر''۔

میں نے کہا ''یہ مجھے بھی معلوم نہیں ، البتہ اس قدر جانتا ہوں کہ دوپہر کو میں سو رہا تھا ۔ خواب میں دیکھا ، گویا میں بوچے پر سوار دریا کی طرف سے آ رہا ہوں ، بنگلے کے پاس جب پہنچا تو آپ کو اور ان دونوں بی صاحبوں کو دیکھا ، جو آپ کے پاس بی خانم جان کھڑی ہیں ۔

زمانے کے قاتل خدائی کے سرکش
یہی ہیں جو گردن جھکائے ہوئے ہیں

مجھ سے کہنے لگیں کہ اس بوچے پر تم کیوں سوار ہوے ، یہ تو صاحب سے میں نے لیا ہے ۔''

میں نے کہا '' تم کو خیریت ہے ، جب تک میں بوچے پر سوار ہوں میرا ہے ، جب تم صاحب سے لے لینا ، مجھے غرض نہیں ۔''

Marfat.com

اس پر یہ ایسا بگڑیں کہ جو چیز ان کے ھاتھ میں تھی ، میری طرف پھینک ماری ۔ میں تو بچ گیا مگر شیشے کے ماتھے گئی اور چور چور ھو گیا ۔

صاحب سمجھا کہ ظرافت سے اس نے یہ خواب گھڑا ھے اور خانم جان کے سر ھو گیا اور بولا کہ ول خانم جان ! بے شک منشی سچ کہتے ھیں ، تم نے شیشہ توڑا ھے ، ابھی درست کرا دو اور اس کا ھاتھ پکڑ لیا کہ بغیر درست کیے میں نہ چھوڑوں گا ۔

اس نے جھلاّ کے ھاتھ جھٹک دیا اور کہا کہ ایک آپ سچے ، ایک آپ کے منشی صاحب ، صاف صاف کیوں نہیں کہتے کہ آپ کے منشی صاحب کی مرضی نہیں ھے کہ میں اس پر سوار ھوں ۔ اگر میں یہ جانتی کہ بوچہ حضرت ھی کا ھے تو کبھی نام بھی نہ لیتی ۔

صاحب نے کہا کہ خانم جان ! تم دل لگی میں بگڑتی کیوں ھو ۔ خیر وقت تنگ ھوتا ھے سوار ھو جاؤ ۔

جانا آنا تو خاک پتھر منظور ھی کسے تھا ، صرف شرارت اور چھیڑ خانی تھی ۔ کہنے لگی ''اب وقت نہیں رھا ، میں نہیں جاؤں گی ، کل دیکھا جائے گا ۔'' یہ کہا اور خیمے کی طرف چمپت ھوئی ۔ میں نے دل میں کہا :

گہے لطف و گہے قہر ست کار دل ربائے من
مگر لطف از برائے دیگران قہر از برائے من

اور حیران تھا کہ خدایا ! یہ کیا اس کو سوجھی ھے کہ صاحب کے سامنے ذلیل کرنا چاھتی ھے ، حالانکہ آج کسی قدر تسکین بھی کر دی تھی ، پھر یہ عیاریاں اور شرارتیں کس لیے ھیں ۔

گہ جفا و جور گاھے لطف و احسان می کنی
بادشاھی ھر چہ می خواھد دلت آن می کنی

Marfat.com

اتفاقاً اس دن دس بارہ انگریزوں کی ہمارے صاحب کے یہاں دعوت تھی ۔ رات کو مجرے کے وقت میں صاحب کے برابر حسب معمول کرسی پر بیٹھا تھا ۔ صاحب نے میرزائی سے اس غزل کی فرمائش کی :

غزل حافظ :

مطرب خوش‌نوا بگو تازہ به تازہ نو به نو
بادۂ دل کشا بجوَ تازہ به تازہ نو به نو

جب یہ غزل تمام ہوئی اور رنگ جمنے لگا ، میں نے میرزائی سے کہا کہ یہ غزل گاؤ :

غزل

خلوت گزیدہ را به تماشا چه حاجت است
چون کوئے دوست هست به صحرا[1] چه حاجت‌است
اے پادشاه حسن خدا را بسوختیم
آخر سوال کن که گدا را چه حاجت است
جانا به جاجتے که ترا هست باخدا
آخر دمے بپرس که ما را چه حاجت است
ارباب حاجتیم و زبان سوال نیست
در حضرت کریم تمنا چه حاجت است
محتاج جنگ نیست گرت قصد خون ماست
چون رخت ازان تست به یغما چه حاجت است
جام جهان‌نما ست ضمیر منیر دوست
اظهار احتیاج خود آن جا چه حاجت است

۱۔ نسخه اول میں ''بسا'' ہے (مرتب)

Marfat.com

اے عاشق گدا چو لب ورح بخش یار
می داندت وظیفه تقاضا چه حاجت است
حافظ تو ختم کن که هنر خود عیاں شود
با مدعی نزاع و محابا چه حاجت است

اس کے بعد اس کافر ادا نے یہ غزل شروع کی : (غزل حافظ)

ساقیا بر خیز و در ده جام را
خاک بر سر کن غم ایام را
ساغر مے بر کفم نه تا ز بر
بر کشم ایں دلق ازرق فام را
باده در ده چند ازیں باد غرور
خاک بر سر نفس بد فرجام را
محرم راز دل شیدائے خویش
کس نمی بینم ز خاص و عام را
با دلآرامی مرا خاطر خوش است
کز دلم یکباره برد آرام را
گرچه بدنامیست نزد عاقلاں
ما نمی خواهیم ننگ و نام را
دود آه سینهٔ سوزان من
سوخت ایں افسردگاں خام را
صبر کن حافظ بسختی روز و شب
عاقبت روزے بیابی کام را

مقطع کو یہ تکرار گاتے گاتے بڑھی اور میرے اور صاحب کے درمیان میں تپائی پر چوگھڑا رکھا تھا ، اس کو اٹھا لیا اور میری

۱- نسخہ اول میں ''برکنم'' چھپا ہے (مرتب)

Marfat.com

ب به غور دیکھ کے ہندی میں آہستہ آہستہ کہا ''سنا تم نے؟'' کہا اور پلٹ گئی اور الائچی وغیرہ جو کچھ اس میں تھا، کو تقسیم کر دیا۔ میں نے جی کڑا کرکے خود اس سے کہ اگر یہ غزل یاد ہو تو سنائیے۔ میر زائی نے اس سے چھا کہ میر صاحب کیا کہتے ہیں؟ تو فرماتی کیا ہیں ری سمجھ میں کچھ نہیں آیا، کیا کہا۔'' حالانکہ ظالم نے اچھی سنا تھا۔ میرزائی نے مجھ سے پوچھا ''میر صاحب! کیا ارشاد ؟'' میں نے کہا ''یہ غزل گاؤ'':

غزل

اے سرو ناز حسن کہ خوش می روی به ناز
عشاق را به ناز تو هر لحظه صد نیاز
فرخنده باد طالع نازت که در ازل
ببریده اند بر قد سروت[1] قبائے ناز
آن را که بوئے عنبر زلف تو آرزوست
چون عود گو بر آتش سودا بسوز و ساز
پروانه را ز شمع بود سوز دل ولے
بے شمع عارض تو دلم را بود گداز
دل کز طواف کعبهٔ رویت وقوف[2] یافت
از شوق آں حریم ندارد سر حجاز
صوفی که بے تو توبه ز مے کرده بود دوش
بشکست عهد چوں در میخانه دید باز

۱- نسخه اول میں ''مروت'' ہے (مرتب)
۲- نسخه اول میں ''وقوت'' ہے (مرتب)

Marfat.com

چوں بادہ باز بر سر خم رفت کف زناں
حافظ کہ دوش از لب ساغر شنید راز

غرض کہ بڑے لطف میں یہ جلسہ گزرا ۔ اشعار معاملہ سے کسی قدر میں اپنی تسکین دے لیتا تھا اور رات دن منتظر عنایت خدائے کار ساز ۔

خط و کتابت

چلی آتی ہے اٹھلاتی ہوئی کیوں
کوئی پیغام لائی ہے صبا کیا !

میں ایک دن صبح کی نماز اور وظیفے سے فراغت کرکے بنگلے کی غلام گردش میں بیٹھا تھا ۔ ایک لڑکا کھیلتا ہوا میرے قریب آیا اور سلام کیا ۔ میں نے کہا ''تو کون ہے ؟'' کہنے لگا ''فلانے باورچی کا لڑکا ہوں جو اعظم جی کے یہاں نوکر ہے ۔'' میں نے نام پوچھا ، کہا ''رحم اللہ ۔'' میں نے کہا ''ادھر آج کیوں آیا ؟'' بولا ''یونہی کھیلتا آ نکلا مگر آپ کو میں نے چند مرتبہ یہاں پر روتے اور شعر پڑھتے دیکھا ہے ، اس کی کیا وجہ ؟'' میں نے کہا ''تو کیوں پوچھتا ہے ؟ تجھ کو کیا سروکار؟'' کہا ''کچھ نہیں ، یونہی پوچھتا ہوں ، اگر مجھ سے آپ کا کچھ کام نکلتا ہو تو فرمائیے ۔'' میں نے کہا ''تجھ سے کیا کہوں ، تو بچہ ہے ۔'' کہنے لگا ''واہ بچوں سے تو ایسے کام نکل آتے ہیں کہ بڑوں بڑوں سے نہیں ہوتے ۔ آپ خاطر جمع رکھیے ، میں کسی سے کہوں گا نہیں ۔'' آخر میں نے کہا کہ میں ان عورتوں میں سے ایک کو چاہتا ہوں اور وہ نہیں ملتی :

۱- نسخہ اول میں ''خط کتابت'' ہے ۔ (مرتب)

Marfat.com

ستارہ ہے ایک ایک جلاد جس کا
ہم اس آسماں کے ستائے ہوئے ہیں

اُس نے کہا ''میں بھی یہی سمجھا تھا ، لیکن اس کا نام
لیجیے ، کون ہے؟'' میں نے اُس لڑکے کو غنیمت سمجھا اور
کہا ''بیٹھ جاؤ ۔'' بعد اس ستم گر کا میں نے نام لیا ۔ چونکہ وہ
سکھایا پڑھایا تھا ، بولا ''اے صاحب ! آپ نے بھی کس سے دل
لگایا ۔ وہ بڑی نک چڑھی ، مغرور اور اپنی آپ ہی ناک چوٹی
رفتار ہیں ۔ وہ کسی سے بات تک تو کرتی نہیں ، بہت ہی
نازک مزاج اور اپنے کو لیے ہوئے رہتی ہیں ، اور خدا جانے کیا
لیا آپ کو سمجھے ہوئی ہیں ۔ وہ ایسی باتوں کا سبق ہی نہیں
پڑھیں ۔ اگرچہ میں اُن کا کوکا ہوں ، یعنی میری ماں کا دودھ
انھوں نے پیا ہے اور مجھے بہت چاہتی ہیں ، مگر جھوٹ کیوں
بولوں ، اُن کی نسبت بی جان بہت ہی خوش وضع اور نیک بخت
ہیں ۔ بلکہ میں نے خود ایک دن آپ کی تعریف ان کو کرتے
سنا تھا ۔ کہتی تھیں کہ منشی صاحب بہت اچھے آدمی ہیں اور
ایسے خوبصورت خوش رو جوان ہیں ۔ اس پر خانم جان نے
طنز سے کہا کہ شاید آپ ان پر ریجھی ہوئی ہیں ۔ بی جان نے
کہا کہ اس میں ریجھنے کی کیا بات ہے ، جو سچ ہے
کہتی ہوں ۔ پھر خانم جان نے کہا ''میں تو کچھ ایسا
خوبصورت اور عقلمند اُن کو نہیں جانتی ، نہ میں نے کوئی بات
ان میں آج تک دیکھی ۔'' اس لیے آپ بی جان سے محبت کیجیے
اور جو کچھ فرمائیے میں اُن سے کہہ دوں''۔

۱۔ نسخہ اول میں ''اس'' نہیں ہے ۔ (مرتب)

Marfat.com

جواب آن کی جانب سے دیتے ہیں ہم کو
یہ قاصد مکرر پڑھائے ہوئے ہیں

میں نے کہا ''بھائی دل کو کیا کروں ، محبت کوئی اختیا چیز ہے کہ یہاں سے اٹھا کے وہاں رکھ دوں ، آن سے ہٹا لوں ، ان سے دل لگا لوں ۔ وہ لاکھ بے پروا ، ناآشنا سہی مگر میں تو انھیں دل دے چکا :

صدا لن ترانی کی ہے جس طرف سے
آدھر کان ہم بھی لگائے ہوئے ہیں

اور انھوں نے جو کچھ میری نسبت فرمایا ، یہ آن کافر کی عادت ہی ہوتی ہے ۔ خانم جان کے سامنے بی جان ہستی کیا :

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

اُس نے کہا ''خیر آپ جانیے ، مجھ سے کچھ فرمائیے ، اپ چلتے کوتاہی نہ کروں گا ، اور قابو پاکے جو کچھ پیام دیجیے گا کہہ دوں گا ۔''

میں نے کہا ''بڑا ہی تیرا احسان مند ہوں گا ۔ سلا کہنا اور یہ کہہ دینا کہ کب تک مجھ کو ترساؤ گی ، اور میر حال سے بے خبر رہو گی ، اور یہ شعر پڑھ دینا :

نمے آئی نمے جوئی نمے پرسی نمے خوانی
چرا از آشنایاں ایں چنیں کس بے خبر باشد

اُس نے کہا ''مجھے یہ پنواڑہ کاہے کو یاد رہے گا ، آ پرچے پر لکھ دیجیے ، میں دے دوں گا ۔'' چنانچہ میں نے وہ شع اور یہ چند شعر لکھ کے اس کے حوالے کیے :

Marfat.com

غزل

بایں ہمہ ناز و خوش ادائی
نازد بتو شان دل ربائی
در کوچۂ[1] عشق بے غش آیم
صد رہ اگرم بیازمائی
ما را بتو جز سر وفا نیست
چنداں کہ تو بر سر جفائی
صد روز سیاہ دیدم از تو
روزت سیاہ اے شب جدائی
بیگانہ بدیں صفت نہ باشد
دارد ز تو ننگ آشنائی
آتش بگرفت گریۂ من
اے داور داد رس کجائی
خوش بر درت اے شہ نکویاں
ممتاز آمد[2] پئے گدائی

کہیو قاصد حال دل اور دیجیو نامہ سفید
خط نہیں دیتے ہیں لکھنے نامہ بر آنسو مجھے

اور دو روپے بھی اس کو دیے مگر اس نے نہ لیے ۔ ہر چند
ں نے سمجھایا مگر ایک نہ مانا ۔

میری آنکھ خیمے کی طرف اٹھ گئی تو معلوم ہوا کہ قنات
ے سوراخ سے کوئی جھانکتا ہے اور فوراً ہٹ گیا ۔ میں سمجھ گیا

۱۔ نسخہ اول میں ''کوزۂ'' ہے (مرتب)
۲۔ نسخہ اول میں ''آمدہ'' ہے (مرتب)

Marfat.com

کہ ذات شریف ھی ھوں گی ۔ ادھر تو اپنے کوکا کو سمجھ
بجھا کے بھیجا ، اُدھر خود سن گن لے رھی ھیں اور یہ سب باتیں
جو لونڈے نے بنائیں ، سکھائی ھوئی تھیں ۔

خیر وہ اس وقت چلا گیا ۔ دوپہر کو پھر آیا ۔ کہا ''میں
نے آپ کا پیغام اور پرچا پہنچا دیا ۔ انھوں نے سلام کہا ھے اور
پوچھا ھے کہ آپ کو پہلے کسی سے تعلق ھوا تھا ؟

میں نے کہا ''کبھی نہیں ۔ یہ پہلا ھی تیر ھے جو سینے
میں ترازو ھو گیا ھے ۔''

پھر اس نے پوچھا کہ آپ کی خواھش کیا ھے اور کب
چاھتے ھیں ؟

میں نے کہا ''اس کا جواب کیا دوں اور تجھ سے کب
کہوں ۔''

جگر کی یا دل حسرت نشاں کی
دکھائیں ھم تمھیں چوٹیں کہاں کی

اُس نے کہا ''خیر جانے دیجیے ۔'' میں نے پوچھا ''سب
کہنا ، پہلی بار بھی انھی نے تجھے بھیجا تھا ؟'' اس نے کہا
''نہیں ، میں خود ھی آیا تھا ۔'' میں نے کہا ''تو جھوٹ کہتا
ھے ۔ میں نے خود دیکھا تھا وہ جھانک رھی تھیں ۔'' اُس نے
کہا ''پھر دیدہ و دانستہ آپ کیوں پوچھتے ھیں اور فائدہ
ھی کیا ؟''

تو نے قاصد جو کہی دل کو لگی
یہ اُسی کافر کے منہ کی بات ھے

میں نے کہا ''اچھا اب کی بار پھر میرا سلام کہہ دینا
اور کہنا میری بات کا شافی جواب تم نے نہ دیا ۔''

اُس نے کہا ''آپ منشی ہے بدل ھیں اور خدا کی عنایت

Marfat.com

سے بی خانم صاحبہ بھی لکھنے پڑھنے میں مشاق ھیں - پھر زبانی پیغام سلام کی حاجت کیا ، مجھے یاد رھے یا نہ رھے ، جو کچھ کہنا ھو لکھ دیجیے ، میں پہنچا دوں گا -''

میں نے کہا ''صبح کو آنا رقعہ لکھ رکھوں گا -''

لے تو چلا ھے قاصد ناداں پیام وصل
میں شرط باندھتا ھوں جو بے آبرو نہ ھو

جب وہ چلا گیا ، میں نے سجدۂ شکر ادا کیا کہ بارے نامہ و پیام کی صورت تو نکل آئی - اب امید ھے کہ وصل بھی حاصل ھو جائے - رات کو رقعہ لکھا ، وہ یہ ھے :

رقعہ اول

شمع شبستان[1] خوبی و سرغوبی ، گل گلستان محبوبی و مطلوبی ! زاد لطفہا !

بعد از سلام محبت مشام ، واضح رائے نزاکت پیرائے باد[1] - بعد مدت دراز کے آپ نے مہربانی کرکے جو پیام بھیجا تھا ، اس سے میں نے خدا کا شکر کیا اور آپ کا ممنون کرم ھوا - آپ نے دریافت کیا ھے کہ کبھی پہلے بھی تعلق طبیعت کا اتفاق ھوا ھے ؟ پیاری مہربان ! میرا حال اس شعر کے موافق ھے :

چشمی نمود بے خبر از جان و تن مرا
عشق نوے شد مست شراب کہن مرا
عندلیب نو گرفتارم چمن گم کردہ ام
چوں اسیر غربتم راہ وطن گم کردہ ام

۱- اس آداب و القاب میں حسن شاہ کے الفاظ ھیں - میں نے عمداً نمونے کے لیے اصل لکھ دیے - اگلے رقعوں میں دیکھا جائے گا - (مترجم)

Marfat.com

اور خواهش کی نسبت جو آپ پوچھتے هیں ، اس کو کیا عرض کروں :

سراپا آرزو هونے نے زندہ کردیا هم کو

عرض حاجت در حریم خضرتت محتاج نیست
راز کس مخفی نماند بر دل دانائے تو

کس کس آرزو کو بیان کروں ، همه تن تمنا هو رها هوں :

صد آرزو بدل گره از شوق روئے تست
دل نیست در برم گره آرزوئے تست

میری جان ! میرا حال دل تم سے مخفی نہیں هے اور سب میرے درد کی دوا تمهارے هی اختیار میں هے :

دردم از یار ست و درماں نیز هم
دل فدائے او شد و جاں نیز هم

آئنده آپ کو اختیار هے - مجھے تو یہی آرزو هے که تمهیں دیکھا کروں ، مگر یه میری قسمت کہاں ! لہذا اس شعر پر ختم کلام هے :

در خور اگر نیم مئے لعل فام را
اے کاش ! تر کنید ببوئے مشام را

باقی پھر اپنا حال زار لکھوں گا - زیاده اشتیاق والسلام -

صبح کو رحم الله آیا اور یه جواب لایا :

اس نے نامه لکھا نصیب پھرے
نامه بر کیا پھرا نصیب پھرے

Marfat.com

جواب رقعه اول

سر حلقۂ طلب گاران[1] دل افگار ، و سر دفتر دل بستگان قرار ، سلامت !

بعد سلام خیریت انجام آنکه ، آپ کا عنایت نامه رحم الله کے تھ پہنچا ، مضامین باسعنی سے دل خوش هوا اور معلوم هوا که پہلا هی قدم هے جو سلامتی سے اس وادیٔ پرخار میں آپ نے کھا هے - چونکه فضل خدا سے آپ دانا اور دوراندیش معلوم تے هیں لہذا میں نہیں سمجھتی که کس لیے یه زحمت ناقابل اشت اپنے اوپر گوارا کی هے :

سرد آخر بیں مبارک بنده ایست

کیا آپ کو معلوم نہیں سرآمد عاشقان جان باز حضرت حافظ ازی رحمة الله علیه اپنے مطلع دیوان میں کیا فرماتے هیں :

الا یا ایها الساقی ادر کاساً و ناولها
که عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلها

کم بخت عشق کی ابتدا بہت هی خوش آیند اور دل فریب ی هے مگر اس دشت لق و دق ، وحشت انگیز میں جب پھنس تے هیں ، بڑے بڑوں کے چھکے چھوٹ جاتے هیں - پتے پانی جاتے هیں ، دن کو ستارے نظر آتے هیں ، دانتوں پسینا تا هے : (مظہر جان جاناں)

عشق چوں تیغ کشد پا و سرے نگذارد
شعله چوں گشت علم خشک و ترے نگذارد

۱- ناظرین دونوں رقعوں کو ملائیں اور نزاکت مضمون پر فیصله ں بلکه الفاظ هی کی آن بان قابل داد هے - (مترجم)

Marfat.com

مشہور ہے کہ عشق بہ ظاہر ہوائے سرد ہے مگر طبیعت اس کی آگ ہے ؛ خرمن جاں کو بھڑکا بھڑکا کے پھونک دیتی ہے عقل جاتی رہتی ہے ، جان عذاب میں ہو جاتی ہے ۔ بد نامیوں زور ، ناکامیوں کا شور ؛ غرض بہت ہی بری بلا ہے ، اس لیے میں سمجھاتی ہوں ، ابھی کچھ نہیں گیا ہے ، اس سے کنارہ کیجیے او آسائش و آرام موجودہ کو غنیمت سمجھیے ۔ آپ بھی اس سہلکا میں نہ پڑیے اور دوسرے کو بھی اپنے ساتھ نہ لے ڈوبیے ۔

آہ ! عشق کی منزل خطرناک میں بڑے بڑے خم اور پیچ ہیں کہ راستہ ملنا دشوار ہے ۔ اس راہ پر خطر میں ہر قدم ایک جان اور ایک سر نذرانہ مانگا جاتا ہے ۔ پھر کہاں سے آپ تاب لائیے گا :

جانچ لو ہاتھ میں پہلے دل شیدا لے کر
نہیں پھرنے کا مری جان یہ سودا لے کر

پس بیٹھے بٹھائے اپنے اوپر مصیبت لینا اور عیش و آرام چھوڑ دینا سخت حماقت ہے ۔ مگر خواہ مخواہ جو گھر سے فاض اور اپنی جان سے بیزار ہو ، اس کا ذکر ہی نہیں ۔ آپ نے اپ دوائے درد دل کے لیے فرمایا ہے ۔ اس کی دوا یہی ہے جو م نے بتائی ۔ اس سے زیادہ مجرب نسخہ آپ کو کوئی نہ ملے گ زیادہ کیا لکھوں ۔ والسلام ۔

اس رقعے کو پڑھ کر زار و زار رونے لگا اور رحم اللہ کہا کہ میں کل اس کا جواب دوں گا ۔

اس نے کہا ”آپ روتے کیوں ہیں ؟ اور تعجب ہے خانم صاحبہ بھی بعض وقت اکیلی رویا کرتی ہیں ۔ معلوم

Marfat.com

ونوں کے رونے کا کیا سبب ہے ؟''

میں نے کہا ''تجھے ان باتوں کا کیا لطف ۔''

کسی کے عشق میں آفت ہے ان کا مبتلا ہونا

خدا جانے گذرتی ہوگی کیا کیا ان حسینوں پر

رحم اللہ نے باتوں باتوں میں پوچھا کہ آپ کی شادی بھی ہوئی ہے ؟ میں نے کہا '' نہیں ، تو کیوں پوچھتا ہے ؟'' اس نے کہا ''یونہی پوچھ لیا ۔''

میں نے رات کو تنہائی میں رقعہ بہ غور پڑھا ، اور سوچا کہ جو کچھ اس نے لکھا ہے ، سب سچ ہے اور بے شک اس میں ہزاروں آفتیں پیش آئیں گی اور پھر سنبھلنا دشوار ہوجائے گا :

خواہش عشق مکن اے دل بے صبر و قرار !

عاشقی فن شریف است ولے کار تو نیست

مگر جس قدر دل کو میں نے ٹٹولا ، ثابت قدم پایا اور کڑیوں کے جھیلنے پر آمادہ دیکھا ، لہذا میں نے یہ جواب لکھا :

رقعۂ دوم

میری دور اندیش پیاری ! آپ کا محبت نامہ ، جس کا ہر لفظ اور ہر حرف ایک ایک دفتر کی شرح کا محتاج ہے ، پہنچا ۔ جو کچھ آپ نے لکھا ، بالکل سچ ہے ، مگر میں کیا کروں ، میرا حال زار قابل بیان نہیں ، مجھے اپنے دل پر مطلق قابو نہیں کہ اس راہ سے پھیر دوں :

عشقت نہ سرسریست کہ از سر بدر شود

مہرت نہ عارضیست کہ چائے دگر شود

Marfat.com

عشق میں تیرے کوہ غم سر پر لیا جو ہو سو ہو
عیش و نشاط زندگی چھوڑ دیا جو ہو سو ہو

تمھاری محبت روز اول سے میرے مقدر میں تھی ، کیونکہ نہ ہوتی ، میں اس سے کس طرح بچ سکتا ؟ بہرحال جو کچھ ہو ، میری تقدیر کی خوبی ہے ۔ اب میرے امکان سے باہر ہے کہ میں اپنی طبیعت کو سنبھا لوں اور دل کو سمجھاؤں ۔ میرا نیک و بد اور مارنا جلانا سب تمھارے اختیار میں ہے ۔ زیادہ بس ۔

سویرے رحم اللہ آیا ۔ میں نے اس کو خط دے دیا ، وہ چلا گیا ۔ اب ایک واقعہ عجیب سنیے :

محفل میں آج ان کی ہے آفت کا اہتمام
وہ آپ کر رہے ہیں قیامت کا اہتمام

اسی دن خانم جان نے میرزائی سے کہا کہ جاڑے گذرے جاتے ہیں ۔ اب کی سال معمولی جلسہ شب دیگ کا نہیں ہوا ہے ۔ لاؤ آج کر ڈالیں ۔

ان لوگوں کا دستور ہے کہ جاڑوں میں ہر ایک اپنے یہاں ایک دن مقرر کرکے ناچ گانے کی محفل کرتے ہیں ۔ رات بھر شب دیگ پکتی ہے ۔ صبح کو سب کھا پی کر اپنے اپنے گھر جاتے ہیں ۔ چنانچہ خانم جان نے اسی جلسے کی تحریک کی اور جلسہ منعقد ہوگیا ۔

تیسرے پہر کو مہمانوں کی آمد شروع ہوئی ۔ میں نے رحم اللہ کو بلا کے دریافت کیا ، اس نے وہی حال بیان کیا ۔

اب سنیے ! کانپور میں ایک کسبی میوہ جان نامی تھی جو بہت ہی متمول اور اونچی رنڈی سمجھی جاتی تھی ۔ اس کے یہاں ایک عورت سیدانی استانی گڑی پر قرآن پڑھانے کے لیے نوکر تھی ۔ چند

Marfat.com

روز میں استانی جی مرگئیں اور ایک کم سن لڑکی چھوڑ گئیں ۔ چونکہ اس کا کوئی والی وارث نہ تھا ، مرتے وقت میوہ جان کو کچھ وصیت کرکے وہ لڑکی سپرد کردی تھی ۔ میوہ جان نے اس کو بچوں کی طرح بہت ناز نعمت سے پرورش کیا تھا ۔ اب وہ لڑکی سن شعور کو پہنچی ۔ میوہ جان نے عہد کیا تھا کہ اس کو کسی شریف سید سے منکوح کروں گی ۔ اور اس کے لیے جہیز وغیرہ بھی بہت سا تجویز کر لیا تھا ، بلکہ اسی قصد سے لکھنؤ جانے کا ارادہ کیا تھا کہ وہاں تلاش کروں گی ۔

اس روز میوہ جان اور وہ لڑکی بھی مہمان آئیں ۔ چونکہ وہ حسینہ پردہ نشین تھی ، اس کے لیے خاص اہتمام پردے کا کیا گیا ، جس کی سربراہ بی خانم جان تھیں ۔

دو گھڑی دن باقی ہوگا ، رحم اللہ آیا اور اس کا خط میرے ہاتھ میں دے کر کہا کہ رقعہ پڑھنے سے پہلے خیمے کی پشت پر ذرا ہٹ کے آپ کھڑے ہوجائیے :

ابھی چپ ہوں محشر میں افشا کروں گا
حسینوں کے راز نہاں کیسے کیسے

میں ادھر چلا گیا اور رحم اللہ خیمے میں گیا ۔ یکا یک قنات اٹھی ۔ میں نے دیکھا کہ خانم جان اور ایک حور وش ، پری جمال لڑکی نہایت حسین و جمیل ہاتھ میں ہاتھ دیے ہوئے ٹہل رہی ہیں ۔ میں نے اچھی طرح اس کو دیکھا ، واقعی بہت ہی دل فریب صورت تھی :

بتے کز دیدن آں شکل و رفتار
بہ بندد زاہد صد سالہ زنار

جیسے ہی میری اور اس کی آنکھیں چار ہو گئیں ، خانم جان نے جھپٹ کر قنات گرا دی ۔ میں بھی وہاں سے پلٹ آیا :

Marfat.com

شکوہ ہے یہ کلیم تو حاضر ہوں طور پر
آئیں نہ ہم قریب تری جلوہ گاہ کے

رحم اللہ نے آ کے پوچھا ''کچھ آپ نے دیکھا ؟'' میں نے کہا ''ہاں ، خانم کے ساتھ ایک کم‌سن عورت کو دیکھا۔'' اس نے کہا ''اب رقعہ پڑھیے۔'' اور اس کا حال بھی مفصل جو کچھ اوپر میں نے لکھا ہے ، بیان کیا :

جواب رقعۂ دوم

سر آمد دل‌دادگان سلامت ! سلام لیجیے !

آپ کا پہلا خط جس میں بو محبت کی آتی ہے ، پہنچا ۔ اس کے مضمون سے معلوم ہوا کہ آپ جی پر کھیل گئے ہیں اور عشق کی آفتوں کو بہ‌خوشی آپ نے اپنے اوپر لیا ہے ؛ خدا مبارک کرے لیکن پہلے یہ فرمائیے کہ آپ میری کس کس چیز پر شیدا ہوئے ہیں ؟ اگر محض جوش جوانی اور ولولۂ شباب نے آپ کو دیوانہ کر رکھا ہے ، ویسا فرمائیے ۔ اگر میری صورت و جمال پر لوٹ ہوئے ہیں ، اس نا چیز کو اسی وقت ضعیفہ پیرزال تصور فرما لیجیے ، کیونکہ اگر عمر طبعی کو میں پہنچی ، یہ حسن و جمال اس وقت خاک بھی نہ رہے گا :

دو روزہ ہے بہار نوجوانی
نہ اترائے بہت جوبن کسی کا

اسی طرح میری ہر چیز کا قیام نہیں ۔ خوبصورتی ایک نا پائدار اور کچا رنگ ہے ، چند روز میں تو کچھ بھی نہ رہے گا ۔ خوش آوازی بھی چند دن کی مہمان ہے ، پھر تو پھوٹا گھڑا بھی اچھا ۔ مال و دولت نہ تو میں اس قدر رکھتی ہوں اور

Marfat.com

ہ خدا کی عنایت سے آپ کو اس کی پروا ہے ۔ پھر فرمائیے
ہ کس چیز پر آپ عاشق ہوے ہیں ؟ اگر انھیں باتوں پر آپ
جھے ہیں تو یہ عشق نہیں ہے ، بوالہوسی ہے ۔ یہ ابال اٹھا ہے
ر بیٹھ جائے گا ۔ ایسی سرسری اور نفسانی محبت کا اعتبار ہی کیا
ر آپ خدا کی عنایت سے خاندانی شریف آدمی ہیں ۔ آپ کے بزرگ
زیز و اقارب سب موجود ہیں ۔ وہ اس کو کبھی نہ گوارہ کریں گے
ر خواہ مخواہ آپ کی شادی آپ کے کفو میں کریں گے ۔

پس مناسب ہے جلد اپنی شادی کر لیجیے ، اور اگر جی
اہے تو اس لڑکی کے ساتھ ، جس کو میں نے ابھی ابھی آپ کو
انے سے دکھلا دیا ہے ، ممکن ہے ۔ رحم اللہ کی زبانی میں نے
ں کا تفصیلی حال آپ کو ظاہر کر دیا ہے ۔ وہ خوبصورت
ھی ہے ، حسب و نسب میں بھی کم نہیں ہے کہ سید زادی
ہے ۔ نقد و جنس ، جہیز وغیرہ بھی معقول ملے گا اور یہ بات نہایت
انی سے ممکن الوقوع ہے ۔ اس کے ورثا آپ کے ساتھ شادی کردینے
ں اپنا افتخار سمجھیں گے اور فی الواقعہ موجب افتخار ہے ۔
سا آدمی ان کو کہاں سے ملے گا ۔ یا اگر کہیں آپ کی نسبت
جہری ہو ، فوراً فراغت کرلینا چاہیے ، اس سے زیادہ مناسب
م کوئی نہیں ہو سکتا ، ورنہ یاد رکھیے ، خدا واسطے کو یہ سودا
ول لینا محض نادانی ہے ۔ اس کو تماشا نہ سمجھیے ، "تمام
ر کا وبال جان ہے ، قبر تک اس سے چھٹکارا ملنا دشوار ہے ،
ندہ آپ کو اختیار ہے ۔ میں نے صاف صاف لکھ دیا ہے ، اب
جانو اور تمھارا کام جانے :

کوہ کن کو حکم جوئے شیر ہے
عشق بازی سخت ٹیڑھی کھیر ہے

Marfat.com

خط پڑھتے ھی میرے ھوش اڑ گئے کہ بڑے بے ڈھب اور سفاک آدمی سے سابقہ پڑا ھے ۔ ایسے شاطر سے بازی لے جانا بڑا کام ھے ۔ اس کی سنطق ھی نرالی ھے ۔ دیکھوں کیونکر یہ غزال وحشی دام میں آتا ھے ۔

رات کو تنہائی میں مکرر سہ کرر خط دیکھتا تھا اور جواب کی فکر میں غلطاں و پیچاں تھا ۔ آخرش جو کچھ بن پڑا ، لکھ دیا :

رقعۂ سوم

اختر برج رعنائی ! زاد لطفہا ، نیاز عرض ھے ۔

رحم اللہ کے ھاتھ آپ کا رقعہ کہ طومار نصائح تھا ، پہنچا ۔ اس کے نازک مضامین میں کمال دور اندیشی کے مطالب دیکھ کر میں دنگ ھو گیا ۔ واقعی تم نے جو کچھ لکھا ھے سب درست ھے ، اور یہ بھی سچ ھے کہ سب مشکلات کو پہلے ھی سوچ لینا چاھیے تاکہ عین منجدھار میں غوطہ نہ کھانا پڑے اور اپنے کیے پر پچھتانا نہ ھو ۔

میری کیفیت سنیے کہ جب میں پہلے پہل اعظم جی کے مکان میں آیا ، سب سے اول گلبدن کو دیکھا ۔ وہ حسن و جمال میں یکتا تھی ۔ اگر میں حسن ظاھر کا بھوکا ھوتا ، اس پر فریفتگی کے لیے کوئی امر مانع نہ تھا مگر تم سے اس کو کیا نسبت :

ھوا کیا وصف چیتے میں اگر پائی کمر پتلی
تمھارے ھونٹ پتلے ، انگلیاں پتلی ، کمر پتلی

اسی طرح تمام اپنے سوالات کا جواب سمجھ لیجیے ۔ اور اب بھی دنیا میں معشوقوں اور خوب صورتوں کا توڑا نہیں ھے ، سب جگہ موجود ھیں اور مل سکتے ھیں ، مگر میں ایسی ظاھری چمک دمک کا خواھاں نہیں ھوں :

Marfat.com

ہم جس پہ مر رہے ہیں وہ کچھ بات اور ہے
تم سے جہاں میں لاکھ سہی تم مگر کہاں

روپیہ پیسہ ہتھیلی کا میل ہے ۔ اس کی حقیقت کیا ہے ، ج آیا کل گیا اور تم نے خود ہی اس کی نسبت بہت کچھ لکھ یا ہے ، پھر میں کیا کہوں :

سریر سلطنت سے آستان یار بہتر ہے
ہمیں ظل ہما سے سایۂ دیوار بہتر ہے

میری جان ! میرا میلان طبع تمہاری طرف سچ تو یہ ہے کہ یک ازل آورد محبت ہے جس نے نگاہیں چار ہوتے ہی بسمل کر دیا ۔ وسرے یہ کہ محمد اعظم سے تمہاری لطافت و نزاکت طبع اور بت سی خوبیوں کا ذکر سن کر میں لوٹ ہو گیا ۔ مجھے یقین وا کہ جیسا آدمی میں چاہتا تھا ، وہ سب باتیں تم میں خدا نے پیدا کی ہیں ۔ میں نے خدا سے دعا کی '' پروردگار ! اس جموعۂ خوبی کو مجھے دینا ''! الحمد اللہ ! میری دعا قبول ہوئی ۔ گر میں سارا زمانہ ڈھونڈھ ماروں تو تم سا آدمی ملنا محال ہے ۔ تمہاری خوبیوں کا حصر میری طاقت سے باہر ہے ۔ کوئی میرے ل سے پوچھے :

ہماری آنکھوں میں آؤ تو ہم دکھائیں تمہیں
ادا تمہاری جو تم بھی کہو کہ ہاں کچھ ہیں

یہ چند باتیں تو تم میں خاص طور پر خدا نے پیدا ی ہیں :

(۱) غیرت اور شرم مناسب حد تک ۔
(۲) عصمت اور عفت ۔
(۳) اخلاق ، شیریں کلامی ، ذکاوت و ذہانت ۔
(۴) ایفاے وعدہ اور استقلال مزاج ۔

Marfat.com

(۵) سیر چشمی اور بلند نظری ۔
(۶) تمیز نیک و بد اور جوهر شناسی و قیافه دانی ۔
(۷) وفاداری جو چوٹی کی صفت ہے ۔

اگرچه اس ساتویں صفت کا امتحان نہیں هوا لیکن جس شخص میں وہ صفات هوں گے ، اس کا هونا بھی لازمی ہے ۔

یوں بھی هزاروں لاکھوں میں تم انتخاب هو
پورا کرو سوال تو پھر لاجواب هو

اور افسوس جن لوگوں میں تم پھنسی هو ، ان باتوں سے ان کو کوئی مس ھی نہیں ۔ بس تم ھی انصاف کرو که جس شخص میں یه خوبیاں هوں ، اس پر کیوں کر کوئی قربان نه جائے ۔

تم نے آج جس پری رو کو مجھے دکھایا ، هاں دل ربائی اور خوش ادائی میں اس کے کلام نہیں مگر خدا کی قسم تمھاری پاپوش کے برابر بھی اسے نہیں سمجھتا ، میلان طبع تو درکنار :

دو برق تجلی سے کسی اور کو دھوکا
آنکھیں نہیں کیا طالب دیدار کے منه پر

میں کس کس وصف کو بیان کروں ؛ تم سراپا اوصاف حمیده هو ، اس کا حصر مشکل ہے ۔ پھر تمھیں بتاؤ که میں تمھیں چھوڑ کے دوسرے پر فریفته هوں ، بیہوده سری نہیں تو کیا ہے :

حور پر آنکھ نه ڈالے کبھی شیدا تیرا
سب سے بیگانه ہے اے دوست ! شناسا تیرا

حضرت امیر خسرو نے میری زبان سے تمھاری نسبت یه شعر فرمایا ہے :

خود را ببیں در آئینه و انصاف ما بده
کز چوں توئی جدا شدن اندازۂ کسی است

مجھے اپنی قسمت پر ناز ہے که تمھارا سا معشوق

Marfat.com

تنائے روزگار مجھے ملا ۔ اب وصل و ملاقات تمھارے ھاتھ میں
ہے ۔ تم چاھو تو سب کچھ ھو سکتا ھے :

جو ملنے پہ آؤ بہانے بہت ھیں
جگہ سینکڑوں ھیں ، ٹھکانے بہت ھیں

میری شادی کی نسبت جو کچھ ارشاد ھوا ھے ، اس کا جواب
بھی ضمناً اوپر دے چکا ھوں ۔ اگر اعتبار نہ ھو ، قول و قسم
لے لو :

میری باتوں کا نہ باور ھو نوشتہ لے لو
شاھد انساں کے عوض چاھے فرشتہ لے لو

آئندہ سب کچھ تمھاری مرضی پر چھوڑ دیا : حافظ

تراکہ ھر چہ مراد در جہاں داری
بکن ھر آں چہ کہ خواھی کہ دست آں داری

صبح کو رحم اللہ آیا ، اس کو میں نے رقعہ دیا ، دوسرے
دن جواب لے آیا ۔

تیسرے خط کا جواب

کلیجا تھام لو گے جب سنو گے
نہ سنوائے خدا شیون کسی کا

میرے جلد باز ! خوش رھو ۔

کلیجا پکڑ کر وھیں بیٹھ جاتے
سنا ھی نہیں تم نے نالہ کسی کا

آپ کا رقعہ قسموں اور قولوں سے بھرا ھوا مجھے پہنچا ۔ میں
سمجھتی تھی کہ میری تحریر اور بعض سخت فقروں سے ، گو وہ
بظاھر تلخ تھے مگر درحقیقت ان کی خوبی میں کلام نہیں ، آپ

Marfat.com

رنجیدہ ہوں گے ۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ آپ کے جواب نے مجھ مطمئن کر دیا کہ آپ منصف مزاج اور عقلمند آدمی ہیں ۔ میں نے جو کچھ لکھا تھا ، وہ بہت ضروری باتیں تھیں ، اور کسی معاملے کو اول ہی اول صاف کر لینا مقتضائے دانشمندی ہے ۔ بارے مجھے یقین ہوا کہ آپ ظاہر پرست نہیں ہیں ، بلکہ ذاتی خوبیوں کے پرکھنے والے ہیں ۔ میری جو کچھ تعریف اور اوصاف آپ نے بیان کیے ہیں ، یہ خود اپنی ہی تعریف ہے ۔ میں تو ایک ناکارہ اور ناقص العقل چیز ہوں اور در حقیقت مردوں کی عقل و فراست سے عورتوں کو کیا مناسبت ، ناقصات العقل و العادات ہی عورتوں کا لقب ہے ۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ دوست کی سب چیز حتیٰ کہ برائیاں بھی اچھی معلوم ہوتی ہیں ۔ اسی نظر سے آپ کی تعریف قابل اعتراض نہیں ہے ۔

آپ نے قول و قسم کی نسبت جو کچھ لکھا ہے ، اس کی حاجت نہیں ۔ جھوٹا آدمی اگر ہزار قسمیں کھائے ، بیکار ہے اور سچا صرف زبان سے اقرار کر لے ، عمر بھر کافی ہے ۔ آپ اگر سچے ہیں ، قسم لے کر کیا کروں گی اور اگر ایسا نہیں ہے ، آپ کی قسمیں مجھے کیا مدد دے سکتی ہیں ۔ اب ذرا جی لگا کر میرا حال سنیے ۔

اب جگر تھام کے بیٹھو مری باری آئی

یقین جانو ، جب سے میں سن شعور کو پہنچی ہوں ، عجب الجھن اور بیم و رجا میں میری جان پڑی ہے ۔ میرا مزاج کچھ ایسا واقع ہوا ہے ، جو اس فرقے سے ، جس کے ہاتھ میں پڑی ہوں ، بالکل علیحدہ ہے :

آشیاں بھولے سے بھی آتا نہیں ہے یاد میں
پرورش پائی ہے ہم نے خانۂ صیاد میں

چھٹپنے ہی میں میں یتیم ہو گئی ۔ اعظم جی اور پیرزائی نے

Marfat.com

ے بچوں کی طرح پالا اور ہمیشہ یہی دعویٰ کرتے رہے کہ اس
و کسب نہ کرنے دیں گے ، بلکہ اس سیہ بخت کی شادی کسی
یف کے ساتھ کر دیں گے ؛ لیکن مجھے جو ذرا بھی کبھی اعتبار
ا ہو ، کیونکہ ان ناخدا ترسوں کے ہتھ کنڈوں سے میں بخوبی
ف ہوں ۔ اور مشکل یہ تھی کہ اگر میں ان کی بات کا کبھی
ن بھی کر لیتی تھی تو اور خیالات چین نہیں لینے دیتے تھے۔ خدایا !
سے شخص سے سابقہ ہو ، میرا مزاج اس کے مزاج سے موافق
یا نہ ہو ؛ کہیں رند ، اوباش نہ ہو ، بد تمیز جاہل نہ
، اگر ایسا ہوا تو تمام عمر کا وبال ہوگا :

سو بار موت آئی ہے عہد شباب میں
اس دل کے ہاتھوں جان پڑی ہے عذاب میں

آخر اس قول و اقرار اور لمبی چوڑی باتوں کا نتیجہ آپ نے
ی دیکھ لیا کہ ان حرام خوروں نے کوئی دقیقہ میری آبرو
کے اٹھا نہیں رکھا اور ہاتھ پاؤں باندھ کے آگ میں دھکیل
۔ مگر پروردگار ! تیرا شکر کرور شکر کہ وہ آتش نمرود مجھ
گلزار خلیل بن کے بھڑکی ؛ میرا رونگٹا میلا نہ ہوا اور میرا
ن عصمت آلودۂ معصیت نہ ہونے پایا ۔ قربان تیری بندہ نوازی
ہ ذرہ پروری کے !

میرے مولا سری بگڑی کے بنانے والے

کے رسد تر دامنی را دست تا دامان ما
رخت پاکاں خشک چوں گوہر در آب افتادہ است
الحمدللہ ثم الحمدللہ
گوہر مخزن اسرار ہمان ست کہ بود
حقۂ مہر بداں مہر و نشان است کہ بود

Marfat.com

به ایں همه میری جس قدر بدنامی هوئی ، اسی کے صدمے میں میری ہڈیاں پگھلی جاتی ہیں اور روح پر صدمہ ہے ۔ خدا کی قسم ! ایک لحظہ ان لوگوں میں مجھے رہنا قیامت ہے ، مگر مجبوری اور بے کسی کو کیا کوسوں : ''زمیں سخت ہے آسمان دور ہے ۔'

حیف باشد کہ نشینم با خار
ظاہرا مصلحت وقت در آں می بینم

دکھایا کنج قفس مجھ کو آب و دانہ نے
وگرنہ دام کہاں ، میں کہاں ، کہاں صیاد

اگر حرام موت اور عذاب عاقبت کا خوف نہ ہوتا ، میں سچ کہتی ہوں ، اب تک جان دے دی ہوتی ، مگر بجز خاموشی اور صبر کے چارہ نہیں :

مرغ زیرک گر بدام افتد تحمل بایدش

میں نے جس دن آپ کو پہلے پہل دیکھا اور اعظم جی سے آپ کی تعریف سنی ، میں نے خدا سے دعا مانگی کہ اگر اس شخص سے میرا دامن باندھ دیا جائے تو تیری بڑی رحمت ہے الحمدللہ کہ میری دعا قبول ہوئی :

جو طلب میں نے کیا اپنی عنایت سے دیا
تیرے قربان مرے ناز اٹھانے والے

جس دن منگ صاحب کی سرکار میں نوکری کا پیام ہوا ہے میں نے فوراً تاڑ لیا تھا کہ آپ کا میلان اس ناچیز کی طرف ہوا اور اسی وجہ سے یہ تقریب بہور میں آئی ۔ میرا گمان صحیح نکلا جب سے میں نے یہ انداز اختیار کر لیا ہے کہ منگ صاحب وغیرہ کے سامنے آپ سے جلی کٹی باتیں کرتی ہوں اور دور ہی دور رہتی ہوں تاکہ کسی کو بدگمانی کا موقع نہ ملے ۔

Marfat.com

کیا کیا نہیں کرتا یہ ہمارا دل مضطر
روکے ہوئے، ڈاٹے ہوئے، دھمکائے ہوئے ہیں

آپ کی محبت کا بار میرے دل ناتواں پر جس قدر ہے، اس
و میں خدا جانے کس طرح اٹھائے ہوئے ہوں اور ضبط کے مارے
ف نہیں کرتی :

گفتمش جانی اسیر تست گفتا آگہم
لیکن من از طعن بدگویان تغافل می کنم

چوں کہ عورتوں کو فطرتاً شرم و حجاب دیا گیا ہے، گو بارہا
ولے اٹھے اور اضطراب نے پاؤں پھیلائے، مگر میں نے ابتدا اپنی
رف سے مناسب نہیں سمجھی اور جس طرح ہو سکا، کلیجہ مسوس
سوس کے رہ گئی :

تم کریدوگے اگر خاک، دھؤاں اٹھے گا
کچھ ابھی دل کی لگی ہم نے اٹھا رکھی ہے

اور سچ جانو :

آن قدر یاد کردہ ایم ترا
آن قدرہا کہ یاد ما نہ کنی

علاوہ اس کے یہ بھی ایک مانع قوی تھا کہ چندے صبر
کرکے آپ کے چال چلن اور ظرف کا امتحان کروں کہ اگر یہ
شخص صرف بندۂ ہوس اور معمولی روش کا آدمی ہے تو دور بھی
کرو اور دل پر جبر کرکے جس طرح ہوسکے قطع نظر کرو،
یوں کہ میں صرف نفس پرست اور بوالہوس نہیں ہوں؛ مگر
خدا کا شکر ہے کہ میری خواہش کے مطابق آپ نے اپنے کو
ابت کردیا :

گر زلیخا بہ خیالت مژۂ وا می کرد
آنچہ در خواب ندیدست تماشا می کرد

Marfat.com

مجھے اپنی خوش قسمتی پر ناز ھے کہ ایسا آدمی ملا ۔ آ
کو مجھ سی سینکڑوں عورتیں ملتیں ، مگر مجھے بہت مشکل تھی
یہ ھندی ٹپہ میرے حسب حال ھے :

ٹپہ

ھم سی تم کو بہتیری ، تم سا ھم کو کوئی نہ ملتا
ڈھونڈھ پھری چونہیری

ترا بہ‌ھر گذرے ھست بے قرار دگر
مرا بہ‌جز تو کسے نیست غم‌گسار دگر

چوں‌کہ میں نے تمام عمر آپ کے ساتھ بسر کرنے کی نیت کرلی ھے ، اس لیے سچا سچا اپنا سارا حال لکھ دیا ھے اور ایسی صورت میں اس کی ضرورت تھی ۔ آپ اس راز کو بہت مخفی رکھیے گا ۔ اس کے افشا میں ھزاروں قباحتیں ھیں :

دلم کہ گوھر اسرار حسن و عشق دروست
تواں بدست تو دادن گرش نکو داری

آپ نے شادی کے معاملے میں جو کچھ جواب لکھا ھے یقین جانیے ، میں نے ممانعت کی نیت سے نہیں لکھا تھا ۔ البتہ آزمائش ضرور منظور تھی کہ آپ کتنے دور بین ھیں اور کس قسم کی محبت اور کیا خواھش ھے ؟ ورنہ خدا کی قسم میں ایسی شرط نہ کروں گی ، اور نہ اس کو پسند کرتی ھوں ۔ اگر آپ مجھ سے صادق القول اور محبت پر قائم رھے ، کسی قول و قسم کی ضرورت نہیں ھے ۔ آپ کو خود ھی گوارہ نہ ھوگا ، اور اگر خلوص

Marfat.com

یک رنگی میں فرق آیا ، قسم ایک نہیں ہزاروں ہوں تو کیا کام آسکتی ہیں ۔ کوئی عقل مند اس بات کو گوارہ نہ کرے گا ، بلکہ میرے سر کی قسم ! اگر آپ کے ورثا شادی کے لیے کہیں تو ہرگز میری وجہ سے انکار نہ کرنا ، میری طرف سے آپ کو پوری آزادی ہے ۔ کبھی اس معاملے میں کوئی عہد و پیمان نہیں کرنا چاہتی ۔ میرے نزدیک پختہ مزاجی اور دور اندیشی سے یہ فعل بالکل بعید ہے کہ مردوں کو ایسے شروط لایعنی کے ساتھ مقید اور مجبور کیا جائے ، بلکہ دوستی کے پردے میں دشمنی ہے ؛ کیوں کہ مردوں کو تمام عمر اس بات سے بچنا قریب بہ محال ہے ۔ پھر درپے محال ہونا حماقت نہیں تو اور کیا ہے ۔ البتہ میں چند شرائط اور کروں گی جو محبت اور الفت میں لازمی ہیں اور اس کی پابندی بھی آپ کو اور مجھے دونوں کو کرنی پڑے گی ، خیر شرط ہے ۔

میرے محرم راز ! میں نے اپنا مفصل حال لکھ دیا ہے ، اس سے مغرور نہ ہوجائیے گا ۔ آپ جانتے ہیں کہ میں نے کیسا ضبط کیا ہے اور کس قدر احتیاط کے بعد اپنے دل کا حال بیان کر دیا ہے ، وگرنہ کیا ممکن تھا کہ ایک حرف بھی میرے منہ سے کوئی سن لیتا ۔ اگر ہونٹ ہلتے ، منہ بگاڑ دیتی ؛ اگر دل مچلتا ، پہلو سے چیر کر پھینک دیتی :

تجھ پہ قابو نہیں دل پہ تو ہے قابو اپنا

مگر اب بجز اس کے چارہ نہ تھا :

عشق را گر رخصت شوخی نمی بودے ز حسن
دست کے کردے زلیخا سوے پیراھن دراز

اگرچہ مجھ پر عاشقی یا معشوقی دونوں لفظ نہیں پھبتے ، مگر تاہم دیکھنا چاہیے ، حق وفا کس کی طرف سے ادا ہوتا ہے ؟ میں ناچیز کیا منہ رکھتی ہوں ، جو کسی قسم کا دعویٰ کروں ۔

Marfat.com

مگر ''واللہ المستعان و علیہ التکلان'' اللہ بس ، باقی ہوس ۔ (فقط)

اس خط کو پڑھ کے بے انتہا خوش ہوا اور پھولا نہ سمایا ، قریب تھا کہ مجھے شادیٔ مرگ ہو جائے ۔ اس کے دلی حالات دریافت ہونے سے میں بہت ہی خدا کا شکر گزار ہوا ۔ رات کو جواب لکھ رکھا :

رقعہ چہارم

محبوب دلارام من ! تمہارا پیارا خط میرے لیے مسیحا ہوکر پہنچا ۔ جو کچھ تم نے کمال مہربانی سے اپنا تفصیلی حال لکھا ہے ، اس سے میں بے انتہا شکر گزار ہوا ۔

میری جان ! میں مغرور کیوں ہونے لگا ، گو غرور کا موقع ضرور ہے ، نہیں نہیں افتخار کا ، ناز کا ، غرور مذموم چیز ہے ۔ اس خط نے میرے دل کو بڑی ڈھارس دلائی اور بے شک میں اپنی کامیابی کا بہت ہی جلد سامان دیکھوں گا ۔ یہ میری سچی محبت کا اثر ہے جو تم کو رحم آگیا :

گھبرائے ہوئے بام پہ اب پھرتے ہیں وہ بھی
اتنا تو ہوا ہے مرے نالوں کے اثر سے

میں نے جس دن سے تم کو اپنا دل دیا ، بہت ہی بیم و رجا میں گذرتی تھی کہ دیکھوں اس کا انجام کیا ہو اور کہیں میری آہ بے اثر ہوکے تو نہیں رہ جاتی ۔ الحمدللہ یہ دغدغہ اب جاتا رہا ۔ میں اپنے جذب صادق کے صدقے ، جس نے تمہارا دل نرم کر دیا اور تم کو بے چینی پیدا ہوئی :

لائے اس بت کو التجا کرکے
کفر ٹوٹا خدا خدا کرکے

میں اس کا عذر خواہ ہوں کہ تم کو میری وجہ سے تکلیف

Marfat.com

وئی ، معاف کرو۔

جذب دل زور آزمانا چھوڑ دے
پائے نازک کا ستانا چھوڑ دے

میں تمہارا بندۂ بے دام ہوں ۔ انشاءاللہ کبھی سرتابی نہ کروں گا اور میری وفا تم دیکھ لو گی ۔ تم نے اپنی نسبت بہت ہی نکسار کے کلمات لکھے ہیں ، یہ انتہا درجے کی خوبی ہے ۔ مگر یری جان ! تمہاری عمدگیاں اور دل فریب حمیدہ صفتیں اپنا جواب ہیں رکھتیں ۔ تم اپنے کو جو چاہو سمجھو ، مگر میں یکتائے روزگار ور مجمع خوبی کہوں گا ۔ اس سے زیادہ انسانی کمالات مجموعۃً ہرے خیال میں کسی میں خصوص معشوقوں میں جمع ہونا محال ادی ہے یا قریب بہ محال ضرور ہے :

خدا کے فضل سے یوسف جمال کہلائے
اب اور چاہتے کیا ہو پیمبری ہو جائے ؟

صبح کو رحم‌اللہ آیا ۔ رقعہ اس کو دے دیا اور اب سلسلۂ نام و پیام جاری ہوگیا ۔ یہ چند خطوط یہاں سلسلۂ کلام کے یے لکھ دیے گئے ۔ آئندہ بھی حسب موقع چند خطوط کی نقل کردوں گا ۔

اب یہ بھی معمول ہوگیا تھا کہ عصر کے وقت وہ دل آرام نات کے قریب آ کر کھڑی ہوتی تھی اور میں غلام گردش میں کرسی پر بیٹھا نظارہ بازیاں کیا کرتا تھا ۔ کبھی مزے مزے کے شعر پڑھے جاتے تھے ، کبھی دونوں رویا کرتے تھے ؛ غرض کہ عجب لطف اور کیفیت سے گذرتی تھی ، جس کو بیان کرنے کی طاقت نہیں ۔ ہاں جس پر گذری ہو ، وہ سمجھ لے :

الفت کا جب مزا ہے کہ وہ بھی ہوں بےقرار
دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی

Marfat.com

حریفانہ راز و نیاز

ایک روز منگ صاحب نے اپنے کئی دوست انگریزوں کی دعوت کی ، رات کو مجرا ہوا ۔ قاعدہ یہ تھا کہ صدر میں کرسیوں پر سب انگریز بیٹھتے تھے اور بائیں طرف اور سب لوگ ۔ آخر میں منگ صاحب کی کرسی ہوتی تھی اور اسی کے قریب میری کرسی ۔ اور سیدھے ہاتھ کی طرف طائفہ کھڑا ہوتا تھا اور خانم جان ان کے سیدھے ہاتھ کی طرف کھڑی ہوتی تھی ۔ اس دن اس قدر کثرت ہوئی کہ منگ صاحب کی کرسی بہت ہی پاس میں تھی ۔ میں بھی ان کے پاس بالکل پیچھے دیوار سے ملا ہوا بیٹھا تھا جس سے یہ ہوا کہ مجھ سے اور خانم جان سے بہت ہی تھوڑا فاصلہ رہ گیا تھا ۔

غرض کہ گانا شروع ہوا ۔ صاحب مجھ سے بار بار معنی پوچھتا تھا اور انگریزی میں دوسرے انگریزوں کو سمجھاتا تھا ۔ چونکہ خانم جان بڑی شیریں کلام اور ہنس مکھ عورت تھی ، اکثر انگریز اس سے باتیں کرنے لگتے ، جس سے مجھ کو نہایت غیرت اور غصہ معلوم ہوتا تھا مگر مصلحتاً خاموش تھا ۔

تھوڑی دیر میں خانم جان نے چوگھڑے پر ہاتھ مارا اور بہت سا مصالحہ الائچی وغیرہ لے گئی اور میری طرف ایک ادائے خاص سے دیکھ لیا :

۱- ڈنر مصنف نے کلاں لکھا ہے جس سے ڈنر ہی مراد ہے (مترجم)

Marfat.com

دیکھا جدھر کنکھیوں سے اس مست ناز نے
غمزہ پکار اٹھا کہ وہ بے ہوش ہو گئے

میں نے میرزائی سے اس غزل کی فرمائش کی : حافظ

به ملازمان سلطان که رساند این دعا را
که بشکر پادشاهی زنظر مران گدا را
ز رقیب دیو سیرت بخدائے خود پناهم
مگر آن شهاب ثاقب مددے دهد خدا را
چه قیامت ست جانا که به عاشقان نمودی
رخ همچو ماه تابان ، دل همچو سنگ خارا
دل عالمے بسوزی چو عذار برفروزی
تو ازین چه سود داری که نمی کنی مدارا
همه شب درین امیدم که نسیم صبح گاهی
به پیام آشنائی بنوازد آشنا را
مژهٔ سیاهت ار کرد صد خون با اشارت
ز فریب او بیندیش و غلط مکن نگارا
به فریب چشم جادو ، دل درد مند خون شد
نظرے کنید عزیزان که چگونه گشت ما را
دل درد مند حافظ که ز هجر تست پُرخون
چه شود اگر زمانے برسد بوصل ما را

اس کے بعد خانم نے یہ غزل گائی : حافظ

آنان که خاک را به نظر کیمیا کنند
آیا بود که گوشهٔ چشمے بما کنند

---

۱ - نسخهٔ اول میں ''چشمهٔ'' ہے (مرتب)

Marfat.com

دردم نہفتہ بہ ز طبیبان مدعی
باشد کہ از خزانۂ غیبش دوا کنند
معشوق چوں نقاب ز رخ در نمی کشد
ہر کس حکایتے بہ تصور چرا کنند
چوں حُسن عاقبت نہ برندی و زاہدیست
آں بہ کہ کار خود بہ عنایت رہا کنند
بگذر بکوے مے کدہ تا زمرۂ حضور
اوقات خود ز بہر تو صرف دعا کنند
پنہاں ز حاسداں بدھی مے کہ منعماں
خیر نہاں بسے ز برائے خدا کنند !

یہ شعر گاتی ہوئی پھر خانم جان آئی ، چوگھڑے سے باقی مصالحہ بھی لے گئی اور ساتھ والوں کو الائچیاں ، لونگ چکنی ڈلی وغیرہ تھوڑی تقسیم کی ، باقی مٹھی میں لیے رہی - میرے جی میں آیا کہ میری معشوقہ اس وقت یہ مصرع گا رہی ہے : مصرع

خیر نہاں بسے ز برائے خدا کنند

اگر مجھے بھی الائچی وغیرہ دے تو اس مصرعے کا مصداق صحیح ہوجائے اور آہستہ سے میں نے یہ شعر اس کو سنا کے پڑھا :

بزل نوال می کنی قسمت بندہ ہم بدہ
خاصہ بدیگراں مکن رحمت عام خویش را

وہ فوراً سمجھ گئی اور چکنی چھالی دو انگلیوں پر رکھ کے انگوٹھے سے اس طرح اڑائی کہ میری گود میں آ پڑی ، میں نے منہ میں رکھ لی - یہ دونوں حرکتیں منگ صاحب نے اچھی طرح دیکھ لیں - میں تو سہم کے رہ گیا مگر اس کو مطلق اثر تک نہ ہوا اور اسی طرح ٹھوکریں لے لے کے گایا کی ، حالانکہ منگ صاحب کا دیکھنا اسے بھی معلوم ہو گیا تھا اور ساتھ ہی اسی غزل کا یہ شعر گایا

Marfat.com

بے معرفت مباش کہ در من یزید عشق
اہل نظر معاملہ با آشنا کنند[1]

یہ پڑھ کے ایک ڈلی اور پھینکی مگر مجھے بچاتی ہوئی زمین پر پڑی ؛ پھر تیسری ، چوتھی ، پانچویں ، کئی ڈلیاں متواتر پھینکی گئیں ۔ آخر ایک ڈلی میرے قریب تپائی پر جو فانوس رکھا ہوا تھا اس پر پڑی اور چھن سے آواز آئی ، اور اس نے کہا : ''وہ مارا'' سب کی آنکھ آدھر اٹھ گئی ۔ منگ صاحب نے کہا ''خانم جان ! میرا فانوس توڑو گی ؟'' میرزائی نے بھی کہا ''بی خیر ہے ، یہ کیا لڑکپن ہے ؟'' آپ نے کسی کا تو جواب نہ دیا مگر بہت ہی بے پروائی سے انگوٹھا دکھا دیا ، ''میرے ٹھینگے سے'' اور صاحب سے کہا ''آپ اس شعر کے معنی سمجھے ؟'' :

بے معرفت مباش الخ

صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ حسن شاہ ! اس کے کیا معنی ہیں ؟ میں صاحب کو سمجھاتا ہی تھا کہ اس نے یہ غزل شروع کر دی :

غزل

دل من بدور رویت زچمن فراغ دارد
کہ چو سرو پاے بندمت و چولالہ داغ دارد

جب اس شعر پر پہنچی :

بفروغ چہرہ زلفت رہ دل زند ہمہ شب
چہ دلاور ست دزدے کہ بکف چراغ دارد !

---

۱ ۔ ''اہل نظر معاملہ با آشنا کنند'' یہ قیامت کی ادا شناسی دیکھیے ۔ سچ ہے ایسے آدمی جلد مرتے ہیں اور وہی ہوا بھی ۔ (مترجم)

Marfat.com

اور ایک قہقہہ لگا کے صاحب بیچارے سے کہا ''اگر اس کے معنی نہ سمجھے ہو ، اس شعر کے معنی بتاؤ تاکہ دونوں کا مطلب کھل جائے ۔'' وہ بے چارہ اس رمز و کنایہ سے کیا واقف ؟ مجھ سے اس کے معنی بھی پوچھنے لگا ۔ ابھی میں نے اچھی طرح سمجھایا نہ تھا کہ آپ نے اس کو بتانا شروع کیا اور معنی بتانے کا اصرار کیا ۔ وہ مجھ سے الجھا کہ جلد بتاؤ ۔ میں حیران تھا کہ کیا بات بتاؤں مگر فوراً ہی میرے خیال میں ایک بات آ گئی ۔ میں نے کہا ''خانم جان نے آخری شعر اپنے حسب حال پوچھا ہے ۔ دیکھیے ابھی ابھی فانوس[1] توڑے ڈالتی تھیں ۔ اس پر کچھ شبہ تو ہوا نہیں بے پروائی سے جواب تک نہ دیا ۔ یہ دلاوری نہیں تو کیا ہے ؟'' صاحب نے ہنس کے کہا کہ واقعی یہی مطلب[2] خانم جان کا ہے ۔

گاتے گاتے جب اس شعر پر پہنچی :

سزدم چو ابر بہمن کہ برین چمن بگریم
طرب آشیان بلبل بنگر کہ زاغ دارد

میری طرف مسکرا کے منگ صاحب سے کہا '' اے صاحب ! تمہارے ولایت میں تمام کوے گورے ہوتے ہیں اور ہندوستان تک پہنچتے ہیں ۔''

اس نے سادگی سے کہہ دیا کہ ہاں ہمارے ملک میں سفید کوے بھی ہوتے ہیں ۔

میں نے صاحب سے کہا ''آپ کچھ سمجھے بھی ؟ یہ آپ لوگوں پر چوٹ ہے ، یعنی آپ ہی گورے کوے ہیں ۔''

صاحب نے کہا ''خانم جان ! تم ہم کو کوا کہتی ہو؟''

---

۱ - لیمپ تو اس وقت ہوں گے نہیں مگر نئی روشنی والے یہی پڑھیں ۔ (مترجم)

۲ - یہی لفظ لکھا ہوا ہے میرا تصرف نہیں ہے ۔ (مترجم)

Marfat.com

سب ہنس رہے تھے مگر وہ تیوریاں چڑھا کے خاموش ہورہی ۔
میں نےصاحب سے کہا کہ اس غزل کی فرمائش کیجیے :

غزل

دوش می آمد و رخسار برافروختہ بود
تا کجا باز دل غم زدہ دل سوختہ بود
رسم عاشق کشی و شیوۂ شہر آشوبی
جامۂ بود کہ بر قامت او دوختہ بود
جان عشّاق سپند رخ خود میدانست
و آتش چہرہ بر ایں کار بر افروختہ بود
دزد زلفش رہ دیں می‌زد و آں سنگیں دل
در رہش مشعلے از چہرہ برافروختہ بود
دل بسے خوں بکف آورد ولے دیدہ بریخت
اللہ اللہ کہ تلف کرد کہ اندوختہ بود
گفت و خوش گفت برو خرقہ بسوزاں حافظ
یا رب ! ایں قلب شناسی ز کہ آموختہ بود

مقطع پر میں نے مسکرا کے اس کی طرف دیکھا ۔ اس نے ادائے خاص سے اس کا جواب مسکراتے ہوئے اس طرح دیا میرا ہی دل جانتا ہے :

از دور فگندی بمن از ناز نگاہے
قربان نگاہے تو شوم باز نگاہے

کیفیت چشم اس کی مجھے یاد ہے سودا
ساغر کو مرے ہاتھ سے لینا کہ چلا میں

مجلس برخاست ہوگئی اور میں ایک حالت نا گفتنی میں وہاں

Marfat.com

سے اٹھا ، سب رخصت ہو گئے ۔

دوسرے دن جب قنات کے پاس ملاقات ہوئی ، میں نے ک
''رات کو تم نے غضب ہی کیا ۔'' کہنے لگی ''کیا؟'' میں نے ک
''اجی وہی چکنی ڈلی جو آپ نے پھینکی تھی ، وہ تو کہو ،
نے اسے اور ہی ڈھنگ پر ٹالا ، مگر طرہ یہ کہ ایک تو کنایہ د
شعر گائے ، پھر صاحب سے معنوں کا اصرار کیا ، لیکن خیریت ہو
کوئی سمجھا خاک نہیں ۔''

ہنس کے کہا ''کوئی جو کام چھوٹا بڑا کرتا ہے ، اس کا آغ
انجام سوچ لیتا ہے ۔ اگر میں نے اس کو ٹالنے کی تدبیر نہ سو
لی ہوتی تو ایسی حرکت ہی نہ کرتی ۔ اشعار کے معنی پوچھنے
صرف یہ غرض تھی کہ آپ کی دانش مندی اور ادا شناسی ظاہر ہ
ورنہ اور کوئی بات نہ تھی'' :

بیگانہ بے بدقت معنے نمی برد
جز آشنا بہ داد سخن ور نمی رسد

میں نے کہا ''خیر، جو ہوا اچھا ہوا ۔''

ایک دن میں کاغذات صاحب کے پاس لے گیا ، بعد ملاحظے
صاحب نے کہا ''میری کتاب میں فلاں کاغذ کی نقل کر دو ۔''
میں دوسرے کمرے میں میز کے سامنے بیٹھ کر نقل کر رہا تھا او
صاحب کسی انگریز کے ساتھ ٹہلتا تھا ، اتنے میں بی جان او
خانم جان صاحب کے پاس آئیں ۔

جب وہ انگریز چلا گیا ، صاحب نے بی جان کے ساتھ اختلا
شروع کیا اور گود میں اٹھا لیا ۔ میں انجان بنا ہوا سر جھکا
ہوئے لکھ رہا تھا کہ خانم جان میرے پاس چلی آئی اور پوچھ
''کیا لکھ رہے ہو ؟'' میں نے کہا ''تنخواہ کا کاغذ ہے ۔''
اس نے کاغذ اٹھا لیا اور دیکھنے لگی ۔ میں نے کہا ''دیکھو

Marfat.com

احب اور بی جان کیسے مزے میں ہیں، اگر تم بھی مجھے ایک سہ عنایت کرو تو کیا اچھی بات ہے۔"

اس نے یہ سن کے میرے دونوں ہونٹ مل دیے۔

تمھاری تیغ کا منہ چڑھ کے لے لیا بوسہ
کبھی کسی سے نہ ہم دب کے بانک پن میں رہے

اتفاقاً اس کی یہ دراز دستی صاحب نے بھی دیکھ لی اور لا "خانم جان کیا ہے؟" اس نے صاحب کو نہ دیکھا تھا، ن کے پوچھنے سے فی البدیہ جواب دیا کہ آپ کے منشی صاحب جیب چیز ہیں۔ مجھ سے ایسی سخت بات کہہ بیٹھے کہ کیا ہوں۔

صاحب نے کہا "کیا بات کہی، ہم بھی تو سنیں۔"

فرمایا "میں ان کے پاس آئی، کاغذ اٹھا کے میں نے ان سے وچھا کہ کیا کر رہے ہو، تو کہنے لگے، چلو آگے بڑھو، صاحب نے تم کو قبول نہیں کیا، میں بھی تم سے بات نہیں کرتا۔ جھ کو بھی غصہ آگیا، زبان کا جواب ہاتھ سے دیا، ان کا منہ ل دیا:

کلوخ انداز را پاداش سنگ است

صاحب نے کہا "تم حسن شاہ سے ڈرتی نہیں ہو؟ وہ میری خاطر سے چپ رہتے ہیں اور تم بڑھتی ہی جاتی ہو۔"

آپ نے بگڑ کے کہا "اور میں بھی تو آپ کی خاطر سے طرح ے گئی، خون پی کے رہ گئی، ایسی بات انھوں نے مجھے کہی ھی کہ ٹکڑا سا توڑ کے جواب دیتی تو اپنا سا منہ لے کے ہ جاتے۔"

Marfat.com

صاحب نے ہنس کے کہا ''حسن شاہ[1] ! تم نے سچ کہا کہ ہمارے صاحب نے قبول نہیں کیا ۔ یہ ہمیشہ مجھ کو کہا کرتی ہے کہ میں نے تم کو منہ نہ لگایا ۔''

میں نے کہا ''حضور اب یہ ذکر جانے دیجیے ، مجھے اس وقت خون جگر پینا پڑا ۔ یہ دست درازی کر گئی ہیں ، صرف آپ کے لحاظ سے چپکا ہو رہا ۔''

صاحب نے کہا ''تم بھی عوض لے لو ۔''

میں نے کہا کہ میں درگذرا ، یہ مجھے اسی طرح جینے دیں ۔ ان کی بڑی عنایت یہی ہے کہ میرے پاس سے تشریف لے جائیں ۔

صاحب نے کہا ''خانم جان ! تم نے اچھا نہ کیا ؛ تم کو معلوم ہے کہ ہمارے منشی تم لوگوں سے کس قدر نفرت کرتے ہیں ۔''

اس نے کہا کہ پھر مجھے کیوں سخت بات کہی ؟

صاحب نے کہا کہ وہ دل لگی تھی ؛ تم بھی ویسا ہی جواب دیتیں ۔

غرض کہ اس طرح یہ قصہ رفت گذشت ہوگیا ۔

ایک دن خانم جان اور بی جان وغیرہ سب صاحب کے پاس آئیں ۔ اس ستم گر نے دل لگی کا مشغلہ یہ نیا نکالا کہ صاحب سے کہنے لگی ''آپ کے منشی صاحب بڑے سفاک اور بے رحم ہیں اور مجھ سے تو جانی دشمنی رکھتے ہیں ۔ معلوم نہیں میں نے ان کا کیا بگاڑا ہے ۔''

---

۱ ۔ حسن شاہ اور خانم جان تو صاحب معاملہ تھے مگر صاحب بہادر بہت مسخرے تھے ۔ جہاں دیکھو ٹپکے پڑتے ہیں ۔ افسوس اب ایسے انگریز نہیں آتے ورنہ ہم بھی بتاتے ۔ (مترجم)

Marfat.com

مجھ سے قاتل کو اگر لاگ نہیں محشر میں
دیکھ کر آنکھ میں کیوں خون اتر آتا ہے

میں آج ان پر خون کا دعویٰ کرنے آئی ہوں ۔
صاحب نے کہا ''خیر تو ہے، کیا کچھ تم کو برا بھلا کہا؟''
فرمانے لگیں ''میں نے رات کو خواب دیکھا ، گویا میں آپ کے بنگلے سے آئی ہوں ۔ منشی صاحب طپنچہ لیے ہوئے بنگلے کو آ رہے ہیں ، میرے قریب پہنچ کے کہنے لگے ''تم صاحب کے پاس آتی ہوں ؟'' میں نے کہا ''میں آپ سے نہیں آتی ہوں ، صاحب بلاتے ہیں ، مہربانی کرتے ہیں ، آتی ہوں ۔'' اس پر فرماتے ہیں کہ خبردار ! اب آئیں تو آئیں پھر نہ آنا ، مجھ کو سخت ناگوار ہوتا ہے ۔ میں نے کہا '' تو آپ صاحب سے منع کرا دیجیے، مجھے نہ بلوایا کریں ، میں خدا واسطے کیوں آنے لگی ۔'' اس کا جواب تو دیا نہیں اور اٹھا کے طپنچہ مار دیا اور کہا کہ لو اگر نہیں مانتیں تو تمھاری یہ سزا ہے ۔

جہاں رکھی گلے پر تیغ دم لینے نہیں دیتا
تڑپنے کا مزہ کھوتی ہے جلدی میرے قاتل کی

میں گولی کھا کے گر پڑی اور لوٹنے لگی اور اپنا نام آپ ہی لے کر رو رہی ہوں کہ ہائے ہائے! خانم جان مار ڈالی گئی ۔ اور چاہتی تھی کہ آپ کو اطلاع کروں کہ دیکھیے آپ کے منشی صاحب نے مجھے بے قصور قتل کیا ، اتنے میں میری آنکھ کھل گئی ۔ اب میرا خون بہا منشی صاحب سے دلوا دیجیے ۔''

صاحب نے کہا ''دیوانی ہوئی ہے ؟ کہیں ایسی دل لگی حسن شاہ سے نہ کرنا ، وہ ان باتوں سے دور بھاگتے ہیں ۔''

اس شوخ نے کہا ''میں کچھ نہیں جانتی ۔ آپ ڈرتے ہیں ، ڈرا کیجیے ، میں خون بہا لے کے ہی رہوں گی ۔''

Marfat.com

بھولی بھالی وہ قیامت باتیں
جھوٹ کہہ دے تو یقیں آ جائے

صاحب نے ٹیکا رام ہرکارے کو میرے پاس بھیجا کہ بلاتے ہیں ۔ میں گیا تو ذات شریف کو دیکھتے ہی میں نے کہا ''خدا خیر کرے ، آج کوئی نیا بسنت بنا کے لائی ہو ۔ میں نے کل عصر کے وقت اس سے کہا تھا کہ جب صاحب آپ سے ہنستا بولتا ہے یا تمہارا ہاتھ پکڑ لیتا ہے ، مجھے انتہا سے زیادہ رشک ہوتا ہے اور جی چاہتا ہے کہ اپنی جان بھی دے دوں ۔ عجب نہیں کسی دن خنجر مار کے ہلاک نہ ہو جاؤں ۔

غرض صاحب نے مجھ سے کہا کہ خانم جان نے تم پر خون کا دعویٰ دائر کیا ہے اور اس کی حقیقت بھی بیان کی ۔

میں نے کہا ''آپ سے اکثر عرض کر چکا ہوں کہ مجھ سے دل لگی نہ فرمایا کیجیے ۔''

اس نے کہا ''میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا بلکہ خانم جان حقیقتاً دعویٰ کرتی ہے ، چاہو پوچھ لو ۔''

میں نے کہا ''خیر میں ایسا ہی عورتوں کا دشمن ہوں ، خصوصاً ان کا ، جیسا کہ انھوں نے خواب میں دیکھ ہی لیا ہے ، پھر کیوں یہاں آتی ہیں ؟ واقعتاً ان کے آنے کا روادار نہیں ہوں ، ممکن ہے مجھ سے یہ حرکت ہو گئی ہو ۔''

صاحب نے کہا کہ آپ اقراری مجرم ہیں ، پھر تو خون بہا دینا چاہیے ۔''

میں نے کہا ''ان سے کہہ دیجیے ، خواب میں میں نے قتل کیا ہے ، خواب ہی میں خون بہا یا قصاص جو چاہیں لے لیں کیونکہ ہمارے مذہب میں بہ مصداق آیۃ : '' السن بالسن والاذن

Marfat.com

الاذن و الجروح قصاص[۱] " - جس طرح ہر عضو کا بدلہ وہی عضو ہے ، اس اعتبار پر محل واردات اور وقت واردات پر یہ اپنا بدلہ لیں - خواب کا عوض بیداری نہیں ہو سکتا -"

صاحب نے کہا "خانم جان ! حسن شاہ نے کیا معقول جواب دیا ہے -"

اس نے کہا "یہ لیجیے، آپ دونوں مل کے میری بات دل لگی میں اڑاتے ہیں ، حالانکہ میں یقیناً خون بہا لوں گی -"

اس نے کہا "دینے کو تو کہتے ہیں ، خواب میں تم سے ہو سکے تو لے لو -"

اس نے کہا "میں یہ تاویلیں تو جانتی نہیں ، خون بہا دلوانا ہو تو دلوائیے ، ورنہ ویسا کہیے ، میں اور کوئی راہ نکالوں -"

ایسی ضد ہے تو انہیں کون منائے یا رب
اس پہ مچلے ہیں کہ کوئی مجھے کیوں یاد آیا

تب تو صاحب نے مجھ سے کہا "ول حسن شاہ ! خانم جان نہیں مانتی - ہم نے فیصلے کی سب صورت سمجھا دی مگر وہ ان باتوں پر آتی ہی نہیں -"

میں نے کہا "تو معلوم ہو گیا کہ ان کو طمع نے گھیرا ہے جو ان لوگوں کا شیوہ ہے - اب ان کو مجال گفتگو نہیں - دعویٰ تو انھوں نے کر دیا تھا مگر ملا کچھ نہیں ، اس لیے

---

۱ آیت ترتیباً غلط لکھی ہے ' اصلی یوں ہے "الاذن بالاذن والسن بالسن وا لجروح القصاص" اور پوری آیت یہ ہے " کتبنا الیھم فیھا ان النفس بالنفس والانف بالانف والاذن باذن الخ (سورۃ مائدہ) -

حسن شاہ صاحب نے جواب دعویٰ میں اس آیت کو پیش کیا ہے حالانکہ اس کا محل وقوع نہ تھا - (مترجم) -

Marfat.com

ہٹ دھرمی پر آگئیں ـ‘‘

یہ سنتے ہی اس کا چہرہ سرخ ہوگیا اور معلوم ہوا کہ آگ ہو گئی مگر چپ ساکت ہو کے رہ گئی ـ مجھے یقین ہوا کہ یہ کہنا میرا اس کو ناگوارا ہوا ، لہذا صاحب سے رخصت ہو کے چلا آیا ـ

اس دن معمول کے موافق میں نے دیکھا کہ تشریف نہیں لائیں ، اس سے مجھے خلجان پیدا ہوا اور رحم اللہ کو تلاش کرایا ـ اتفاق سے وہ بھی نہ ملا کہ کہلا بھیجتا اور اس جنگ جو کی حرکات[۲] پر حیران تھا کہ آیا ان باتوں سے کیا مطلب ہے[۳]ـ

ساری رات میں نے تڑپ تڑپ کے کاٹی ـ صبح کو غلام گردش میں بیٹھا تھا کہ رحم اللہ آیا ـ میں نے کہا ’’ کل خانم صاحبہ عصر کے وقت قنات کے پاس نہیں کیوں آئیں ـ‘‘ تو اس نے جواب دیا کہ وہ کہتی تھیں کہ انھوں نے صاحب کے سامنے مجھے نالائق بات کہی ہے ، حالانکہ میں ان کا گلا رفع کرتی تھی ـ خیر اس کا مزہ میں بھی اچھی طرح نہ چکھاؤں تب میرا نام خانم جان ہے ـ

مری وحشتوں کو وہ سن کر یہ بولے
نکالیں گے دم بھر میں سودا کسی کا

۱ـ کس خوش نما آغاز کا ایسا بھونڈا انجام کیا ہے ـ ایسے معشوق سے اور یہ سلوک ؟ (مترجم)

کتاب کے مترجم کو بیچارے ہیرو سے کچھ للّٰہی بغض سا ہوگیا ہے ـ معلوم ہوتا ہے گویا رشک سے جل رہے ہوں ، ورنہ اس غریب کی سادگی کا مضحکہ اڑانے سے اب کیا حاصل ؟ (مرتب)

۲ ـ یہ خاص لفظ مصنف صاحب کا ہے ـ (مترجم)

۳ ـ مطلب تو بہت صاف تھا ، نہ سمجھنا اور بات ہے ـ (مترجم)

Marfat.com

میں نے بہت ھی معذرت سے ھاتھ جوڑ کر کہلا بھیجا اور
ت کی طرف دیکھا تو کچھ سایہ سا معلوم ھوا ۔ میں سمجھ
ا وھی ھوں گی ، لہٰذا یہ شعر میں نے پڑھا :

باز[1] خواھم گلہ از جور تو بنیاد کنم
زیر دیوار تو بنشینم و فریاد کنم

مبادا بلبلے دیگر پس از من آشیاں بندد
تواں آویخت بر شاخے بلندے استخوانم را

پھر قنات کے نزدیک جا کے یہ شعر پڑھا :

مرابہ سادہ دلی ھاے من تواں بخشید
خطا نمودہ ام و چشم آفریں دارم

اس کے جواب میں اور تو کچھ نہ کہا ، یہ شعر پڑھا اور
لی گئی :

گل بخندید کہ از دوست ترنجیم ولے
ھیچ عاشق سخنے تلخ بہ معشوق نہ گفت

مغرب کے بعد گانے کی تعلیم کا ڈھنگ خیمے میں آپ نے
لا ۔ میرزائی سے کہا کہ دریافت کرنا چاھیے ، اگر صاحب
وں تو بلوا بھیجیں ۔''

میرزائی نے صاحب کو بلوا بھیجا ، وہ آئے ۔ خانم جان
نے اشعار کے معنی پوچھنے پر صاحب کو دھر لیا ۔ جو کچھ
ٹر پٹر ھوسکا ، پہلے تو صاحب نے جواب دیا ، مگر جب اس
نے ناطقہ ھی بند کر دیا ، ناچار مجھے بلوانے کے لیے میرزائی سے
کہا ۔ اس نے کہا ''ضرور بلوائیے ، مگر باوجود ھمارے اصرار کے
کبھی نہیں آتے ۔''

---

۱ ۔ الثا اسی کا نام ھے ۔ (مترجم)

Marfat.com

صاحب نے کہا ''وہ اگرچہ جوان ہیں مگر عورتوں سے بہت شرماتے ہیں ۔''

غرض کہ دو ہرکارے پے در پے آئے ، میں عمداً توقف کرتا تھا ، آخر تھوڑی دیر کے بعد خیمے میں گیا ۔

میرزائی نے کہا ''آپ ہی کی کسر باقی تھی ۔''

میں نے صاحب سے پوچھا ''آپ نے یہاں مجھے کیوں بلوایا ہے ؟''

صاحب نے کہا ''پھر کیا غضب ہوگیا ، تمہارا کیسا مزاج ہے بی میرزائی تمہاری شکایت کرتی ہیں کہ کبھی ادھر ہوکر نہیں نکلتے ۔ میں نہیں سمجھتا کس لیے نہیں آتے ہو ۔''

میں نے کہا ''آپ کو معلوم ہے کہ مجھے ایسے مقاموں پر جانے کی عادت نہیں ہے ۔''

اس نے کہا '' ہاں میں جانتا ہوں مگر یہاں کچھ مضائقہ نہیں ہے ۔ یہاں آنے سے آپ کی شخصیت نہ جاتی رہے گی ۔''

میں نے کہا ''خیر اب آیا کروں گا ۔'' میں بیٹھا تو اس کے پہلو ہی میں بیٹھنے کا اتفاق ہوا ۔ میں نے چپکے سے کہا کہ اس وقت تو خوب تم نے شوشہ چھوڑا ۔ جواب دیا ''جی ہاں آپ نے جس طرح اس وقت باتیں بنائیں انجان ہوکے بنائیں ۔''

میں نے کہا :

چندانکہ زلف تست دراز ست کار من
از یک سر ست زلف تو در روزگار من

اس کے بعد خانم جان نے یہ غزل شروع کی : غزل حافظ

اے نسیم سحر آرام گہ یار کجا ست
منزل آں مہ عاشق کش عیار کجا ست

Marfat.com

عاشق خستہ ز درد غم ہجران تو سوخت
ہیچ پرسی تو کہ آں عاشق غم‌خوار کجاست
شب تار ست و رہ وادیٔ ایمن درپیش
آتش طور کجا وعدۂ دیدار کجاست
ہر کہ آمد بہ‌جہاں نقش خرابی دارد
در خرابات بہ پرسید کہ ہشیار کجاست
آں‌کس ست اہل بشارت کہ اشارت داند
نکتہا ہست بسے، محرم اسرار کجاست
ہر سر موے مرا باتو ہزاراں کار ست
ما کجائیم و ملامت‌گر بیکار کجاست
عقل دیوانہ شد آں سلسلۂ مسکین کو
دل ز ما گوشہ گرفت، ابروے دلدار کجاست
دلم از صومعہ و صحبت زاہد بگریخت
یار ترسا بہ‌چہ کو خانۂ خمّار کجاست
بادہ و مطرب و گل جملہ مہیا ست ولے
عیش بے دوست مہیا نشود، یار کجا ست
حافظ از باد خزاں در چمن دہر مرنج
فکر معقول بہ فرما گل بے خار کجاست

مقطع کو کئی دفعہ تکرار کرکے گایا ۔ پھر میری طرف دیکھ صاحب سے کہا کہ سچ ہے گل بے خار نہیں، جیسے ہم آپ ۔

پہلے تو صاحب جلدی میں کہہ گیا ”ہاں سچ ہے“ پھر چھا اور کہا ”خانم جان! مجھے خار کہتی ہو؟“

اس نے کہا ”بے شک میری نسبت آپ خار ہیں ۔“

صاحب نے ہاتھ پکڑ لیا کہ اچھا ہم خار ہیں تو ناخن

Marfat.com

سے تمھارا لہو نکالتے ھیں ۔"

پھول لیں وہ بلبلیں منقار میں
تنکے جو چنتی پھریں گلزار میں

اس نے ھاتھ جھٹک دیا اور ھنسی میں بات اڑ گئی ۔
میں نے بی جان سے کہا کہ یہ غزل سناؤ : حافظ

صبا بہ لطف بگو آں غزال رعنا را
کہ سر بکوہ و بیاباں تو دادۂ ما را
شکر فروش کہ عمرش دراز باد چرا
تنفقدی نہ کند طوطیٔ شکر خارا

یہ غزل تمام ھوتے ھی خانم جان نے اسے شروع کیا :

غزل حافظ

عاشقاں[1] را درد و غم بسیار می باید کشید
داغ یار و غصۂ اغیار سی باید کشید
در دل شبہاے تار از اشتیاق روے یار
آہ سرد و نالہ ھاے زار می باید کشید
داد خواھے را کہ می‌خواھد ز سلطاں داد خویش
انتظار بامداد یار می باید کشید
ھر کہ عاشق شد اگرچہ نازنین عالم ست
نازکی کے راست آید بار می باید کشید
حافظا ! چندیں الم مارا در ایام فراق
بر امید وعدۂ دیدار می باید کشید

میری حالت متغیر ھوگئی اور آنسو جاری ھوگئے ۔ میں نے میرزائی سے کہا "یہ غزل گاؤ" :

۱۔ یہ غزل دیوان حافظ کے ایرانی ایڈیشن میں نہیں ملتی (ادارہ)

Marfat.com

آن که پامال جفا کرد چو خاک راهم
خاک می بوسم و عذر قدمش می خوا هم

جب اس شعر پر پہنچی ، مجھ سے چپکے سے کہا ''میرے حسب حال ہے ۔''

بستہ ام در خم گیسوے تو امید دراز
آن مبادا که کند دست طلب کوتاهم

اس نظم کے ختم ہوتے ہی خانم جان نے یہ غزل گائی :

من که باشم که بر آن خاطر عاطر گذرم
لطفہا می کنی اے خاک درت تاج سرم
همّتم بدرقۂ راہ کن اے طائر قدس
که دراز ست ره مقصد و من نوسفرم

اس کو اس طرح درد سے ادا کیا کہ سب کے سب بےتاب ہوگئے ۔ میری آنکھوں سے مسلسل آنسو جاری ہوگئے اور اس کی بھی آنکھیں اس طرح ڈبڈبا آئیں جیسے گل نرگس میں قطرۂ شبنم ہو ، مگر ایک آنسو بھی گرنے نہ دیا اور اس طرح ضبط کیا کہ گویا کچھ تھا ہی نہیں :

اے نسیم سحری ! بندگیٔ من برسان
گو فراموش مکن وقت دعاے سحرم
خرم آن روز کزین مرحله بربندم رخت
وز سر کوے تو پرسند رفیقاں خبرم
راہ خلوت گه خاصم بنما تا پس ازیں
می خورم با تو و دیگر غم دنیا نه خورم

چپکے سے کہا ''آمین'' میں نے بھی کہا ''آمین'' :

حافظا شاید اگر در طلب گوهر وصل
دیده دریا کنم از اشک و درو غوطه خورم

Marfat.com

اس وقت گانا بہت ھی پر اثر ھوا، صاحب بہادر بھی محو ھوگئے تھے - بعد ختم مجھ سے کہا ''حسن شاہ ! بے شک تم آج عاشق ھوگئے - ان عورتوں میں سے تم جس کو پسند کرو، لے لو -'' اور چپکے سے بی جان سے کہا ''دیکھو منشی کیسے چڑھتے ھیں [1]- میرزائی نے کہا ''آپ اگر ھم میں سے کسی کو قبول کرلیں ، ھماری سعادت ھے -''

میں نے کہا ''صاحب ! آپ سے کئی بار عرض کر چکا ھوں کہ مجھ سے دل لگی نہ کیا کیجیے، آپ نہیں جانتے - حالانکہ یہ معاملہ آقا اور نوکر میں بہت ھی معیوب ھے -''

اس نے کہا ''اس میں ھرج ھی کیا ھے ، اور میں تو سچ کہتا ھوں ، کیوں کہ تم گانے پر روتے بہت ھو -''

میرزائی نے کہا '' میر صاحب رقیق القلب آدمی ھیں ، اس میں عاشقی کی کون سی بات ھے -''

میں نے کہا ''گریہ و بکا تو میرا خمیر ھے ، اس کو میں کیا کروں ؟ مگر افسوس میرے رونے میں اثر خاک نہیں'':

کہاں سوز الفت میں قدر آنسوؤں کی
یہ موتی ھیں لیکن جلائے ھوئے ھیں

غرض کہ ان خوش طبعیوں کے بعد صاحب گھڑی دیکھ کے اٹھ کھڑے ھوئے ، میں بھی آمادہ ھوا - میرزائی نے کہا ''آپ کہاں چلے ؟ بیٹھیے بھی -'' میں نے کہا ''سرکاری کام پڑا ھے -''

صاحب نے فرمایا ''اس وقت کون سا کام آپ کریں گے ، بیٹھتے کیوں نہیں ، کسی کو آزردہ خاطر کرنا تم کو کیسے گوارا خاطر ھے ؟''

۱- نسخہ اول بنائے جاتے ھیں -

Marfat.com

میں تو یہ چاہتا ھی تھا ، بیٹھ گیا ۔ باتیں ھونے لگیں ۔ میرزائی نے کہا ''اگر کچھ شعر پڑھیے تو بہت مہربانی ھوگی ۔'' لہٰذا میں نے چند اشعار پڑھے اور آخر میں یہ شعر خانم جان کی طرف متوجہ ھو کے سنایا :

ز عاشق شکوۂ جز سہر ورزیدن نمی دانی
عجب رنجیدۂ اسباب رنجیدن نمی دانی

(حزیں)

اس نے گویا سنا ھی نہیں اور منہ پھیر لیا ۔ پھر میں نے ذرا قریب کھسک کے کہا :

اک ذرا سی بات پر یہ خفگیاں
وہ ہنسی ھونٹوں پر آئی ، دیکھیے

اس کا بھی جواب ندارد ، مگر مسکرا دیا اور کنکھیوں سے مجھے دیکھ کے اٹھ کے سائبان میں بیٹھ رھی ۔ میں بھی مکان پر چلا آیا ۔

کیا بات ھے اس انجمن ناز کی غالب
ھم بھی گئے واں اور تری تقدیر کو رو آئے

اس دن سے خیمے میں آمد و رفت جاری ھوگئی اور سب سے بے تکلفی کی نوبت پہنچی ۔ پیر کے دن جا کے بیٹھتا تھا ۔ اگر کسی دن کوئی امر مانع ھوگیا اور جانے میں دیر ھوئی ، میرزائی خود قنات کے قریب آ کر پکارتی تھی ، یا آدمی بھیجتی تھی ۔ اکثر آدھی رات تک شطرنج ، گنجفہ ، چوسر ، یا رسم صنم آمد ، بیت بازی ، چیستان ، پہیلی وغیرہ میں گذر جاتی تھی ۔

چونکہ بی جان وغیرہ سب ھی بے تکلف ھوگئی تھیں ، اس وجہ سے جس عورت کے پاس جی چاھتا ، میں بیٹھ رھتا ، مگر بایں ھمہ خانم جان بھٹکی بھٹکی رھتی تھی ۔ لوگوں کے سامنے

Marfat.com

بہت ہی کم بات کرتی تھی اور کمال ضبط و احتیاط سے اس قسم کا برتاؤ کرتی کہ مجال نہیں کسی کوئی گمان تک ہوسکے :

کون ایسا ہے بھلا اس کا جگر دیکھیں تو
یار ہو سامنے دیکھے نہ اُدھر دیکھیں تو

اس رات کو میں خیمے سے جب آیا تو اس کی رنجش کا خیال بے چین کیے ہوئے تھا اور طبیعت سخت پریشان تھی ۔ رہ رہ کے کلیجا دھڑکتا تھا اور بیٹھا جاتا تھا ۔ دل چاہتا تھا پھر خیمے میں چلا جاؤں ، بغیر صفائی کیے میں کیوں آیا :

محفل یار سے اٹھنے کو تو اٹھے ، لیکن
درد کی طرح اٹھے گر پڑے آنسو کی طرح

جب صبح کو رحم اللہ آیا ، میں نے کہا ''انھوں نے کچھ کہا ہے ؟'' بولا ''نہیں ، صرف سلام کہہ دیا ہے ، اور مجھ سے کہتی تھیں رات کو میں نے ان کی تسکین کردی ہے ۔''

میں نے سوچا ، دل تو اس کا صاف ہوگیا ہے مگر خواہاں معذرت ہے ، اس لیے یہ رقعہ میں نے لکھا :

رقعۂ معذرت

''دانم کہ بگذرد ز سر جرم من کہ او
گرچہ پری وش ست و لیکن فرشتہ خوست

میری نازک مزاج نازنین !

میں نہایت محجوب ہوں ، مگر اس معاملے میں زیادہ لکھنا اور وجہ حجاب بیان کرنا ''عذرگناہ بد تر از گناہ'' ہے ۔ لہٰذا صرف ایک شعر حضرت حافظ شیرازی کا لکھے دیتا ہوں ، خدارا معاف کیجیے :

Marfat.com

گر خاطر شریفت رنجیدہ شد ز حافظ
باز آ کہ توبہ کردیم از گفتہ و شنیدہ"

"عصر کے وقت رحم اللہ آیا اور جواب با صواب بھی لایا :
میرے جفا شعار !
آپ کا رقعۂ معذرت پہنچا ، ہائے اگر معذرت قبول نہ کروں کیا کروں ؟ :

کیوں نہ چن چن کے ترے تیر جگر میں رکھ لوں
کس مزے سے یہ اڑاتے ہیں نشانہ دل کا

مگر یاد رہے :

زمانے میں ہیں یادگار زمانہ
وفائیں ہماری جفائیں تمہاری

تم نے اتنا خیال نہ کیا کہ اس بات میں کیا بات نکلے گی تڑ سے مجھے سخت کہہ بیٹھے - خیر میں اب تو درگذر کرتی ہوں لیکن خدا کے لیے آئندہ ذرا انداز حریفانہ اور کلام ظریفانہ اپنی طبیعت کو زور نہ دیا کیجیے - بغیر سمجھے بوجھے بات تم دینا عقل مندی نہیں ہے :

پیش رعنا منشاں سادہ دلی عیب بود
بار این طائفۂ پُر مکر و فسوں می باید

آپ اطمینان رکھیے ، میں ناخوش نہیں ہوں - اگر ایسی ہی باتوں کو میں لے کے بیٹھوں ، پھر نباہ معلوم ؟

مگر گنتے ہیں ہم خطائیں تمہاری

جناب عالی ! آپ کو یاد ہو گا ، میں نے پہلے کسی رقعے میں لکھا ہے کہ چند شروط میرے اور آپ کے درمیان کرنا ہوں گے قیام محبت اور دوام الفت کے لیے ضروری ہیں ؛ لہٰذا میں

Marfat.com

عہد نامے کی دو نقلیں بھیجتی ہوں ؛ اس کو ملاحظہ کر کے دونو
پر مہر و دستخط کر دیجیے ۔ میں نے بھی کر دیے ہیں ۔ ایک اپ
پاس رکھیے ، ایک مجھے واپس فرمائیے ۔

باہم اک وعدۂ فردا پہ نوشتہ ہو جائے
کہ سری سہو کی عادت ہے ، مجھے یاد رہے

نقل عہد نامہ

۱ : اگر آپس میں کسی وجہ سے رنج آئے تو اس کی اصلاح م
فوراً کوشش کرنی چاہیے ۔ یہ ضد نہ پڑے کہ قصور کس
ہے ، معذرت کون پہلے کرے ؟ اور جب عذر کیا جائے ، ا
کو بے حجت قبول کر لینا چاہیے ۔

۲ : کسی بات کو خواہ وہ کیسی ہی خفیف کیوں نہ ہو
ایک دوسرے سے چھپائے نہیں بلکہ کوئی کام بغیر آپس
مشورت کے نہ کرنا چاہیے ۔ اگر بظاہر اس میں نقصان معلو
ہوگا تو باہمی رد و قدح سے صاف ہو سکے گا ۔

۳ : حاضر و غائب ایک دوسرے کی رضامندی اور دل جو
مناسب طور سے ہمیشہ ملحوظ رکھنی چاہیے ۔

۴ : جھوٹ نہ بولا جائے ، گو خطا ہی ہوگئی ہو ۔

۵ : ایک دوسرے کی بات کو جھٹلانا نہ چاہیے اور بیہودہ خیالا
و بدگمانیاں بالکل نہ آنے پائیں ۔

۶ : چغل خوروں اور حاسدوں کی باتوں پر اول تو اعتبار ہی
کرنا چاہیے اور اگر خیال آجائے تو فوراً کہہ دینا چاہیے ، جس
تصفیہ ہوجائے گا ؛ دل میں رکھ چھوڑنا اور گھات م
رہنا سخت معیوب بات ہے ۔

Marfat.com

محبت کی ترقی اور اس کے نباہ میں ہر وقت ساعی رہنا چاہیے، موجودہ حالت کو غنیمت سمجھ کے آئندہ کا خیال چھوڑ دینا حماقت ہے۔

جو کچھ اس میں لکھا ہے بجان و دل منظور ہے

العبد

خانم جان (مہر)

جو کچھ اس میں لکھا ہے، قبول ہے

العبد

حسن شاہ (مہر)

میں نے یہ عہد نامہ دیکھ کر اس کی عقل پر آفرین کہی اور مہر اور دستخط کر کے ایک قطعہ اس کے پاس واپس کر دیا۔

Marfat.com

بیتا بیاں ، نکاح ، وصل

ہر چند خیمے میں آمد و رفت شروع ہو گئی تھی اور پہروں سے یکجائی کا اتفاق ہوتا تھا ، تنہائی میں بھی کبھی کبھی مل جا تھی ، اقرار بھی ہوتا تھا ، تسلی بھی کی جاتی تھی ، مگر ان باتوں اور خالی دل افزائیوں سے اور بھی اضطراب بڑھتا تھا ؛ جس قدر مفارقت کو طول ہوتا تھا ، میری الجھن کو ترقی ہوتی تھی سرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

مار ڈالا انتظار یار نے
اس قدر بھی آرزو اچھی نہیں

ہر وقت بے قراری ، آہ و زاری سے کام تھا ؛ پہروں اس تصور میں تڑپتا اور اشعار پڑھتا ۔ آخر میں نے ایک رقعہ لکھا وہ یہ ہے :

میری فریاد رس پیاری !

واضح ہو کہ اپنے اضطراب کا حال میں لکھ نہیں سکتا تمہارے وصل کی تمنا میں تارے گن گن کے راتیں کاٹتا ہوں مگر ہائے ! وصل کی کوئی صورت نظر نہیں آتی ۔ مجھے دنیا و مافیہ کی خبر نہیں ، سوائے تمہارے وصل کے کوئی خواہش نہیں :

غرض ز مسجد و بتخانہ ام وصال شماست
جز ایں خیال ندارم خدا گواہ من است

اگر چندے اسی طرح میں محروم رہا تو یقین جانو ، دیوانہ

---

۱ - حضرت کے عشق کی بس اتنی کائنات ہے ۔ (مترجم)

Marfat.com

جنگل کو نکل جاؤں گا یا کوئی مہلک عارضے میں مبتلا ہو جاؤں گا - پس اگر خبر لینا ہو تو جلد لو ورنہ پھر افسوس کرو گی -

مجھ سا جانباز وفادار نہ پاؤ گے کوئی
لاکھ ڈھونڈو گے چراغ رخ زیبا لے کر

تم کو تمام باتوں کا سلیقہ خدا نے دیا ہے مگر تدبیر وصال میں کوئی عیاری آپ کی میں نے نہیں دیکھی، گویا اس بات کا سبق ہی نہیں پڑھا - ہاں تم کو سب کچھ آتا ہے ، میری بدقسمتی کا کیا علاج ؟

کیسے گلے رقیب کے کیا طعن اقربا
تیرا ہی جی نہ چاہے تو باتیں ہزار ہیں

امید کہ اس کا جواب با صواب جلد عنایت کرو ، ورنہ مجھ سے ہاتھ دھو ڈالو -"

ظہر کے وقت رحم اللہ یہ جواب لایا :

"میرے بیقرار دوست' !

آپ کا رقعہ پہنچا - اضطراب اور قلق کا حال معلوم ہوا ، مجھے بڑا صدمہ ہوا - مگر محبت والوں کو ہمیشہ یہ دکھڑا رہتا ہے، آپ کی کچھ خصوصیت نہیں ہے :

نوسیدی عاشقان قدم است
مخصوص بہ روزگار من نیست

آپ جانتے ہیں کہ میں اس فکر سے غافل ہوں ؟ حاشا ایسا نہیں ہے مگر یہ بھی نہیں کہ جلدی میں آئندہ کے خیالات چھوڑ دوں

۱- حضرت کے عشق کی بس اتنی کائنات ہے (مترجم)
مجبور تمنا نے اظہار مدعا کی یہی صورت نکالی - مگر فاضل مترجم کو مذاق اڑانے کا موقع ہاتھ دیا - (مرتب)

Marfat.com

اور وقت موجودہ ھی کو غنیمت سمجھوں - جلد باز بہت ھی بڑی ٹھوکر کھاتا ھے اور پھر سنبھلنا دشوار ھو جاتا ھے - لہذا صبر کرنا اور خدا پر بھروسہ کرنا چاھیے - یقین ھے کہ کوئی صورت نکل آئے ":

غم اٹھانے کے واسطے دم ھے
زندگی ھے اگر تو کیا غم ھے

رات کو میں نے دوسرا رقعہ لکھا :

''میرے زخم جگر پر مرھم رکھنے والی ! خوش رھو - آپ کا رقعہ دیکھا - یہ باتیں تسکین و تسلی کی میرے درد دل کے لیے دوا نہیں ھو سکتیں -

نتیجہ یہ نکلا تھکے سب پیاسی
یہاں آتے آتے ، وھاں جاتے جاتے

مجھ میں اب صبر کی طاقت نہیں ، ضبط کا یارا نہیں ، دم الجھتا ھے ، دل گھبراتا ھے ، ضبط ھو نہیں سکتا ، وحشت کی ترقی ھے یاس و حرماں کا زور ھے -

اتنی ھے عرض گردش لیل و نہار سے
راتیں ھوں وصل یار کی ، دن ھوں شباب کے

تم تو موقع اور وقت کی منتظر ھو اور یہاں میرا دم نکلا جاتا ھے - آخر وہ وقت کب آئے گا ؟ کیا برھمنوں اور نجومیوں سے پوچھنے کی ضرورت ھے ؟ جب تک وقت آئے ، خدا جانے کیا ھوگا ؟ کل کا حال کسے خبر ھے ، اب اور کیا لکھوں ؟ تمھاری عنایت کا امیدوار ھوں ، ٹالے بالے جانے دیجیے '':

Marfat.com

وصل میں اب تاکجا یہ لیت و لعل
مدتوں سے ہو رہا ہے آج کل

صبح کو رحم اللہ رقعہ لے گیا اور عصر کے وقت یہ جواب لایا :

''میرے بہت ہی بے قرار ہونے والے !

آپ کے جوش اشتیاق کو دیکھ کر مجھے تعجب ہوتا ہے - یہ سچ ہے کہ آپ کو بہت بے چینی ہے اور سلامتی سے سوائے وصل کے اور کوئی بات اچھی نہیں لگتی ، مگر میں بھی غافل نہیں ہوں اور نہ بے درد ہوں ؛ بلکہ میرے دل کا حال تمھیں نہیں معلوم - نہیں ہائے وائے تو کرتی نہیں مگر اندر ہی اندر جل کے خاک سیاہ ہوئی جاتی ہوں :

رنج فرقت کو پہنچتی نہیں ایذا کوئی
دل میں بیٹھا ہوا ملتا ہے کلیجا کوئی

ضبط پر میرا بے شک پورا قابو ہے ، گو جان جائے مگر اف نہ نکالوں گی : مترجم

سوز تپ فراق کا لب پر بیاں نہیں
میں چپکے چپکے جلتی ہوں لیکن دھواں نہیں

میں ہر وقت انھیں فکروں میں رہتی ہوں مگر کوئی تدبیر نہیں بن پڑتی - شاید خدا نے کوئی وقت خاص اس کا مقرر کیا ہو گا - اب تو سوائے خاموشی اور صبر کے کوئی چارہ نہیں :

ز حسرت سوختم وز شرم دودے برنیاوردم
الٰہی ! آتش اندر خانۂ ناموس و ننگ افتد

میرے پیارے ! یہ میں جانتی ہوں کہ سواصلت حسب دلخواہ

Marfat.com

بہت ھی مشکل سے ھوسکے گی - آپ کو معلوم ھے کہ اس گنہگار کو فعل حرام ھرگز گوارہ نہیں ھے - اگر خدانخواستہ مجھے منظور ھوتا تو یہ مصیبتیں کیوں اٹھاتی، لوگوں کی باتیں کیوں سنتی - ظلم مجھ پر ھوئے، طعنے مجھے دیے گئے، پھبتیاں مجھ پر اڑیں ؛ میں نے سب شربت کے سے گھونٹ پی لیے مگر اپنی آبرو ریزی گوارہ نہ کی - میں اس بے پردگی کو جو میری بدقسمتی سے ھے، خدا جانے کس مصلحت سے گوارہ کرتی ھوں - ورنہ کیا مجال تھی کہ میرا رونگٹا بھی کوئی دیکھ سکتا - اغیار کے سامنے بیٹھنے یا بات کرنے کا جب مجھے اتفاق ھوتا ھے ؛ جی چاھتا ھے زمین پھٹے اور میں سما جاؤں ، مگر مجبور ھوں ، لاچار ھوں - ان حرام خوروں کے ھاتھوں میں پڑی ھوں ، خدا ھی نجات دے تو دے - عاقبت کا خوف نہ ھوتا تو میں اپنی جان دے دیتی - ایسی بے حیا زندگی سے ھزار درجہ موت بہتر - یہ بھی قصد نہیں ھے کہ ان ظالموں سے اپنا حال ظاھر کروں یا کسی سے مدد کی خواھاں ھوں بلکہ اگر انھیں ذرا بھی خبر ھوجائے تو کم بخت آفت جوت دیں -

اللہ کس قدر رہ مقصود دور ھے
پیک خیال راہ میں تھک تھک کے رہ گیا

پس ایسی صورت میں آپ کی خواھش پوری ھوتی نہیں معلوم ھوتی - لیکن ساتھ ھی اس کے دو چار باتیں ایسی میرے خیال میں آئی ھیں جس سے ھمہ تن وصل کی فکر میں پڑی ھوں ، اور ایک نہایت ضروری بات اس کو سمجھتی ھوں - یعنی :

(۱) زن و شوھر میں کوئی آمیزش خون نہیں ھوتی ، مگر بایں ھمہ تمام اعزائے قریب سے زیادہ ایک دوسرے پر شیفتگی اور حفظ ناموس کا خیال ھوتا ھے - حکیم مطلق کی خاص حکمت اسی کی مقتضی ھے کہ اس نے باھمی وصال کا حیلہ سب

Marfat.com

خصوصیتوں اور قرابتوں سے زیادہ مؤثر اور قوی کر دیا ہے ،
اس لیے مواصلت ضروری چیز ٹھہری ۔

۔) واقعی انجام کار کی کس کو خبر ہے اور زندگی کا کیا بھروسا ،
لہذا جو کچھ ہو جائے ، غنیمت سمجھنا چاہیے اور یہی
مال زندگی ہے ۔

۔) آپ کی جوانی اور شباب پر رحم آتا ہے کہ مفت بیکار
تی ہے اور پھر غم عشق و مہاجرت آپ کو کھائے جاتا ہے ۔
ھے اس کا بڑا خیال ہے اور در حقیقت عین جوانی میں ایسی آفتوں
ی برداشت کرنا ہر طرح مضر صحت و سلامتی ہے ، جو آئندہ
حصۂ عمر کو بہت ہی خراب کرنے والی چیز ہے ۔

اس لیے میں سوچتی ہوں اور ان شاءاللہ کچھ راستہ نکل ہی
ئے گا ۔ آپ ہوشیار رہیے ، میں وقت پر اطلاع دوں گی '':

خود ہماری نا رسائی پر تاسف ہے انھیں
لو ہمارے بخت اب کچھ کچھ رسا ہونے لگے

اس رقعے کے دیکھنے سے میں بہت ہی مسرور ہوا جس کی حد
یں ۔ جب معمول کے وقت وہ آ کر کھڑی ہوئی ، میں نے بے اختیار
ئیں لے لیں اور کہا '' خدا تم کو خوش رکھے ، میری جان تم
نے بچالی ۔ اب مجھے یقین ہوا ، کچھ دنوں زندگی باقی ہے ۔''
وہ مسکرا کے چلی گئی ۔ میں نے پانچ[1] روپے رحم اللہ کو

۱- پہلے بھی دو روپے دیے گئے تھے اور پھر پانچ ، کل سات ہوئے ۔
ڑی سخاوت کی ۔ (مترجم)

جس زمانے کا یہ ذکر ہے ، اس وقت یہ رقم کچھ کم نہیں ۔ اعتراض
مہمل ہے ۔ (مرتب)

Marfat.com

دیے ، آس نے نہ لیے ۔ میں نے خفا ہوکے کہا ''تجھے جب کچھ دیا ہوں ، تو نہیں لیتا ، کیا خانم جان نے منع کیا ہے ؟''

اس نے کہا ''منع تو کسی نے بھی نہیں کیا لیکن آپ خود ہی سوچیے ، اگر میں روپیہ لوں تو لامحالہ ماں باپ کے پاس لے جاؤں ۔ وہ اگر پوچھیں گے کہ کہاں پائے ؟ تو میں کیا جواب دوں گا ۔ میں جوان اور خود مختار بھی نہیں ہوں جو اور ضروریات میں صرف کروں ۔ رہے پیسے ٹکے یا بازار کی چیزیں آس کے لیے خانم جان کو خدا خوش رکھے ، اس قدر عنایت کرتی ہیں کہ میں آکتا گیا ہوں اور جب سے آپ کے پاس آنے جانے لگا ہوں ، پانچ پیسے[1] روز خانم صاحبہ نے مقرر کر دیے ہیں ، وہ میرے کھیل کود کو کافی ہیں ؛ پھر آپ ہی فرمائیے مجھے کیا ضرورت ہے جو آپ سے لوں ۔''

میں نے دل میں کہا کہ خانم جان تو براق تھی ہی یہ لونڈا کیسا آفت کا پرکالہ ہے ۔ کیسی ہندی کی چندی نکالی ہے ۔ قاضی کے گھر کے چوہے بھی سیانے ۔

رات کو میں نے یہ رقعہ شکریے میں لکھ رکھا :

''میری باعث زندگانی ، سلامت رہو !

مژدۂ جانفزا ، یعنی تمہارا خط میرے حق میں مسیحائی کرگیا ۔ میں کیونکر شکریہ ادا کروں اور کہاں سے زبان لاؤں جو تمہاری عقل و تدبیر کی تعریف کروں ۔ خدا تم کو خوش رکھے کہ اس ڈوبتے کو سنبھال لیا اور مرتے ہوئے کو زندہ کر دیا ۔ آئندہ بھی جلانا مارنا تمہارے اختیار میں ہے ۔ دیکھوں وہ دن کب

۱۔ جناب مترجم یہاں معترض نہیں ہوئے ۔ معلوم ہوتا ہے صرف غریب حسن شاہ کی سادگی کا ہی مضحکہ اڑانے کی تاک میں رہتے ہیں (مرتب)

Marfat.com

ئے کہ میں اپنے آغوش تمنا میں تمھیں دیکھوں اور پھر اپنی قسمت ناز کروں ۔

مے درکف و گل در بر و معشوق بکام است
سلطان جہانم بہ چنیں روز غلام است

شب مہتاب ہو، گلشن ہو، مے ہو، جام و مینا ہو
الٰہی اس تکلف سے کسی مہ وش کا مہماں ہوں
زیادہ بجز شوق کے کیا لکھوں ۔"

اس قدر تسکین ہوجانے سے میری حالت میں تغیر پیدا ہوگیا ۔ دوا بھی چھوڑ دی ، توانائی بھی آگئی ، اگلی سی رنگت نکل آئی ۔ میرے اقربا مجھے دیکھ کر خوش ہوئے کہ صحت ہوگئی ۔ میں نے غربا و مساکین کو خیرات تقسیم کی ۔

ایک ہفتے تک بالکل سکون رہا، پھر وہی حالت پیدا ہوگئی اور داد فریاد کرنے لگا ۔ بے چین ہوتا تھا اور تڑپتا تھا ؛ کبھی بدگمانی ہوتی تھی کہ میرے حال سے پھر آن کو بے خبری ہوگئی ۔ کاش کوئی انہیں یاد دلاتا ، میرا درد دل سنا دیتا ، شاید ان کو رحم آجائے ۔

علاج شدت درد جگر کرے کوئی
جنھیں خبر نہیں آن کو خبر کرے کوئی

بے اختیاری اور پریشانی کی حالت میں بجز رونے کے چارہ ہی کیا تھا ، یا جفا و استغنا کی شکایت میں اشعار پڑھا کرتا تھا :

ہدف سینہ ز من ناوک مژگاں از تو
سخت جانی ز من و سستی پیماں از تو
کرد روزے کہ قضا شادی و غم را قسمت
چشم خوں بار ز ما شد لب خنداں از تو

Marfat.com

رقعه به فقرات نو[1]

آرام بخش دل بیتاب من !

دیشب بدرگاه او تعالیٰ شانه می نالیدم و در حالت اضطرا
در تصور آن نگار دو چار شده میگفتم ، خدایا ! آن صیاد راچه دام است
که در مرغزار الفت صیدوش زخم کاری خورده ، آن کیاد را چه نا

۱- اس رقعے کا ترجمہ یا تو اپنی بے استعدادی کی وجہ سے یا جو کچھ سمجھ لیا جائے ، میں نے مناسب نہیں سمجھا ، لہذا اصل رقعہ نقل کردیا اور جواب بھی اصل ھی درج ھوگا۔ ناظرین دونوں کی نسبت فیصلہ کریں ۔ (مترجم)

''ھے کچھ ایسی ھی بات جو چپ ھوں'' والا معاملہ نظر آتا ھے ۔ ناظرین کو آپ کی بے استعدادی پر شبہ کرنے کا حق ھے ، نہ مصنف کو ۔ اس طرح مورد الزام و اعتراض بنانے کا جو شیوہ آپ (مترجم) نے اختیار کیا ھے ، آپ کو اصل پر چند اعتراض کرنا تھے، غالباً اس لیے بجنسہ نقل کرنا مناسب سمجھا ۔ ھم اصل کے ساتھ دونوں رقعوں کے تراجم بھی پیش کرتے ھیں ۔'' (مرتب)

ترجمہ رقعہ ٔ ھذا

''اے میرے دل بیتاب کے آرام !

میں خداوند تعالیٰ کی بارگاہ میں روتا اور اس محبوب کے تصور اور اضطراب میں بے چین ھوکر (اپنے آپ سے) کہتا ھوں ، خدایا ! وہ کون صیاد ھے ، اس کا دام کیا ھے کہ میں اُلفت کے مرغزار میں صید کے مانند کاری زخم کھا کر ، سوختہ‌جگر ھو کے رہ گیا ھوں ؟ اس کا کیا نام ھے کہ جس کی محبت کی کمند سے رستم کے مانند (گھبرا) تعلق ھے ؟ وہ چوکڑی بھولا ھوا آھو کون ھے جو ذرا سی صرصر میں بھی سخن کی ھوا باندھتا ھے ، وہ خوشبودار نافہ کون سا ھے کہ جو ایک ھی اشارے اور کنائے سے پلک جھپکتے (دل) چھین لیتا ھے ؟ وہ کون سا گل رعنا

بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر

Marfat.com

ست که از کمند محبت رستم مثال یاری بسته ؟ آن آهوئے رم خورده یست که در اندک از صرصر هوائے سخنان می گریزد ، آن فۂبو کرده کیست که از یک اشاره وکنایه به تندی می ستیزد ، آنچه ل رعنا است که برنگ گل قرار ندارد و آنچه دل بر تمنا است که یک شوق اصرار نه آرد و آن که شائق است که باطالب خود س وصلت نمی تازد و آن کدام فائق است که به مشتاق خود د موافقت نمی بازد ، گاهے در اقرار ست گاهے در انکار ، گاهے مشتاق

ہے جس کے رنگ کی (خوبی سے) بچنا محال ہے ؟ وہ کون سا آرزو مند ہے جو صرف ایک ہی شوق پر اصرار یا اکتفا نہیں کرتا بلکہ یہ بھی چاہتا ہے کہ اپنے طالب کو وصال سے محروم رکھتا رہے ؟ اور وہ کون سا فائق (محبوب) ہے جو اپنے مشتاق سے کبھی موافقت نہیں کرتا ؟ کبھی اقرار کرتا ہے اور کبھی انکار ، کبھی اپنے یار کا مشتاق ہوتا ہے اور کبھی اس سے بے زار ہو جاتا ہے ، کبھی ناز میں سرمست ہو جاتا اور کبھی ہوشیار ہو جاتا ہے، کبھی مہربان ہوتا ہے اور کبھی غضب ناک ' کبھی لطف و عنایت بر آمادہ ہوتا ہے اور کبھی (ظلم و ستم) ڈھانے لگتا ہے ، کبھی عتاب پر اتر آتا ہے اور کبھی رعایت کرنے لگتا ہے ــــ خطاب کے وقت کبھی دل موہ لیتا ہے اور کبھی ستم گار بن جاتا ہے ، کبھی خوش خو ہو جاتا ہے اور کبھی جفا جو' کبھی سردانہ وار مروت دکھاتا ہے کبھی نسائیت کے انداز میں مواصلت کو تیار ہوتا ہے ۔ اگر اس کے دل میں آلفت (حقیقی) ہے تو پھر انکار کیوں ہے ، اگر اس کے سینے میں مفارقت ہے تو وہ بے زار کیوں ہے ۔ عاشق بے چارہ حیران ہے کہ کہاں جائے اورکس سے کہے۔ وہ تو بس یہی کرسکتا ہے کہ کوئی گوشۂ سکوت تلاش کرلے اور بے قراری کا دامن پھیلائے رکھے ؛ اس وقت تک کہ ایک دن آپ کو اس کے حال پر رحم آئے اور آپ شربت وصل سے اس کے شوق کی تشنگی دورکریں ۔ وہ کب تک رنجور و مہجور رہے ۔ آخر بشر ہے ، آہ میں اثر ہے ، ہر آغاز کا کوئی انجام ہے اور ہر کام کا کوئی انعام ــــ

بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر

Marfat.com

یار است گاهے بیزار ، گاهے مست ناز است گاهے هوشیار ، گا
مہربان است گاهے غضبان ، گاهے بر سرعنایت است ، گاهے
سرعتاب ، گاهے برسر رعایت است گاهے برسر خطاب ، گاهے دلدار است
گاهے ستم گار ، گاهے خوشخو است ، گاهے جفا جو ، گاهے در مرو
مردانه وار است گاهے در مواصلت زنانه کردار ۔ اگر بدل الف
دارد انکار چراست ، اگر در سینه صداقت دارد بیزار چراست

اگر (مشکل) آسان هو جائے یا میں اپنی مراد کو پہنچ جاؤں تو تعج
کی کوئی بات نہیں — اے خدا ! وہ زید کون ہے جو کسی کے دام محب
میں اسیر ہے ؟ وہ صید کون ہے جو کسی کے تیر محبت کا شکار ہے
وہ نخچیر کون ہے جو نگاہ تغافل کی چوٹ جگر پہ کھائے ہوئے ہے
وہ جلاد کون ہے جو ابروے تساھل کی جنبش کے بغیر دل کو پارہ پ
کردیتا ہے ؟ وہ کون سا مرغ ہے جو دانے کے بغیر دام میں گرفتار ہے
وہ کون قلندر ہے جو سیم و زر کے بغیر مقروض ہے ؟ وہ کون
صراحی ہے جس کے ساتھ پیالہ بھی ہے اور وہ کون سی گلابی ہے
بادے سے ھمرنگ ہے ؟ اس کا کیا نام ہے جو مواصلت
بغیر صداقت شعار ہے ؟ وہ خادم کون ہے جو (مخدوم کا) نام سنتے
دل و جان سے خدمت کرنے لگتا ہے ؟ وہ بیگانہ کون ہے جو باوج
بیگانگی کے یگانگت رکھتا ہے اور اپنے یگانوں سے بیگانہ ہے ؟ وہ دیوانہ ک
ہے جو دیوانگی کے باوجود از راہ دانائی انکار کرنے میں هوشیار ہے ؟
بے نظیر (محبوب) کون ہے جو ھجر کے باوجود (حقیقت میں) دیک
والے کے سامنے موجود ہے ؟ وہ بدر منیر کون ہے جو مفارقت کے باو
دیکھے بغیر نظر کے سامنے رھتا ہے ؟ وہ کون سا جرس ہے جو بغیر
لیلیٰ کے ناقہ سے ربط رکھنا چاھتا ہے ؟ وہ کون سی ھوس ہے جوفرھاد
مانند فرہاد کیے بغیر شیریں سے اختلاط کرنا چاھتا ہے ؟ خدا کی قسم ظا
جواب دے گئی ہے اور بندہ کا کام تمام ہو چلا ہے ۔ اب بندہ کے
ہر ضرور ترس کھانا چاھیے ۔ یہ ناز و انداز کا وقت ہے ، نہ غرور
بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر

Marfat.com

ے چارہ عاشق حیران ست کجا رود یا کہ گوید ، بجز آنکہ کنج
موشی گزیند و دامن بے قراری فراچیند تا باشد کہ روزے برحالش
احم آرندہ بہ آب وصالش تشنگیٔ فراقش فرونشاند ، تاچند مہجور ماند
کجا رنجور باشد ۔ آخر بشر است ، ہر آہ را اثراست ، ہر آغاز را انجام
ت ، ہرکار را انعام ۔ اگر آسان شود چہ تعجب ، اگر بکام رسد چہ عجب
ی آن زید[1] کیست کہ در بند محبت کسے محبوس است ، آن
ید چیست کہ در دام الفت کسے مانوس است ، آن نخچیر کدام
یاد است کہ از تیر نگاہ تغافل جگر زخیم[2] دارد ، آن کدام جلاد
ت کہ بے جنبش ابروئے تساہل دل دو نیم دارد ، آنچہ مرغ
ت کے بےدانہ در دام است ، آن کہ قلندر است کہ بے سیم و زر
وام است ، آنچہ صراحی است کہ با پیالہ در جنگ است ، آنچہ
لابی است کہ بہ بادہ ہمرنگ است ، آن آدم[3] را چہ اسم است
ہ بے رسم مواصلت جسم برسم محبت صداقت شعار است ، آن خادم
چہ اسم است کہ از ساعت ہم بچشم خدمت گذار است ، آن بیگانہ
دام است کہ از راہ یگانگی باوجود بیگانگی از یگانہ ہائے خود بے زار
ت ، آن دیوانہ را چہ نام است کہ از راہ دانائی باوجود دیوانگی

مند کا ۔ بندہ جواب باصواب کا امیدوار ہے اور اس کی چشم انتظار اس
پر لگی ہوئی ہے ۔ (مرتب)

۱۔ زید کی ایک ہی ہوئی (مترجم)

کچھ ہویا نہو فاضل مترجم نے اعتراض کی قسم جو کھائی ہوئی ہے ،
پوری ہو گئی (مرتب)

۲۔ نیا لغت ہے (مترجم)

معلوم نہیں یہ کس لغت کی طرف اشارہ ہے اور کن فقروں پر اعتراض
جو یقیناً بے محل اور بے معنی ہے ۔ (مرتب)

۳۔ دونوں فقرے لاجواب ۔ (مترجم)

Marfat.com

از کار کسے هشیار است ، آں بے نظیر کیست که باوجود مہاجرت بدون نظر بمقابل ناظر است ، آں بدر منیر چیست که باوجود مفارقت بغیر نگاه بحضور حاضر است ، آں چه جرس است که بے آواز باناقه لیلیٰ ارتباط خواه است ، آں چه هوس است که بے فریاد فرهاد به شیریں اختلاط خواه است ـ بخدا طاقت طاق است و کار به‌استخوان رسید ، رحم بر حالش ضرور ، نه وقت ناز ، نه جائے غروز ، جواب باصواب را امید وار چشم انتظار براه آں دو چار ـ

جواب فقرات از طرف آں نگار بطرز نو

فقراتے که در تصور من نوشته اند جوابش اینست : دانی کیست ، دلدار [1] کسے است ، غمخوار کسے است ، محبوب کسے است ، مرغوب کسے است ، طالب دیدار کسے است ، شائق گفتار کسے است ، خیر خواه طلبگار است ـ آرام‌ده غمگسار است ، شمع خلوت دلدار است ، فانوس جلوت غمخوار است ، زیب ده کاشانه کسے است ، انیس خوئے کسے است ، جلیس پہلوے کسے است ، بسته موئے کسے است ، خسته خوئے کسے است ـ سرور سینهٔ شاد است ، امید دل نا مراد است ، دل دوختهٔ دوریٔ کسے است ، جگر سوختهٔ مہجوریٔ کسے است ، جویائے یار آشنا است ، خواهان طلبگار باوفا است ، گاهے در حیرانی است ، گاهے در پریشانی ، گاهے گریان گاهے بریان ، گاهے لرزان گاهے ترسان ـ منتظر وقت و بخت

(ترجمه) میری نسبت جو جملے لکھے گئے هیں ان کا جواب یه هے : جانتے هو (وه) کون هے ، دلدار کون هے ؟ غم خوار کون هے ؟
بقیه حاشیه اگلے صفحه پر

Marfat.com

ت ، نه دل سخت است ، امید وار عنایت خدا ست ، نه آنکه
و رحم و بے وفاست ، چندے جبر برخود اختیار باید کرد ، وقت
و را انتظار ۔

اے لعل تو افگندۂ شورے بہ شراب اندر
مہر تو بدل دارم ، چوں بو بہ گلاب اندر
اظہارم و پنہانم ، چوں عکس در آئینہ
بنشینم و برخیزم ، چوں موج بہ آب اندر
بسیارم و کمیابم ، چوں وعدۂ معشوقاں
لب تشنہ و سیرابم ، چوں وصل بخواب اندر
می خندم و می گریم ، چوں گل بہ تہ شبنم
می سوزم و می سازم ، چوں خوں بہ کباب اندر
در خلوت و در سیزم چوں روح بخواب خوش
در خانہ و در راہم چوں پا بہ رکاب اندر

بوب کون ہے ' طالب دیدار کون ہے ، شائق گفتار کون ہے ،
یر خواہ و طلبگار کون ہے ، غم زدہ کا آرام جان کون ہے ، انیس خوش خو
ون ہے ' جلیس پہلو کون ہے ، دل شاد کون ہے ، امید نا مراد
ون ہے ؟

دل دوختہ و جگر سوختہ کون ہے ، مہجور کون ہے ، وہ یارآشنا
طلبگار کون ہے اور یار وفادار کا خواستگار کون ہے ؟ کبھی وہ حیران
پریشاں ، کبھی گریاں و بریاں ، لرزاں و ترساں ، خوش بختی کے
حات کا منتظر ہے ۔ وہ سنگ دل نہیں ، عنایت خداوندی کا امیدوار
ہے ، وہ بے رحم و بے وفا بھی نہیں ۔

کچھ دیر کے لیے اپنے آپ پر اختیار رکھنا چاہیے اور مناسب
وقع و محل کا انتظار کرنا چاہیے ۔

(غزل کے ترجمے کی ضرورت نہیں)

بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر

Marfat.com

در وصل پریشانم ، چوں زلف به رخسارش
نا محرم و هم رازم ، چوں ظن برباب اندر

وهر چه که در خیالات خود نگاشته اند ، جوابش اینست : دانی کیست ؟ طلبگار من ست ، غم خوار من است ، وابستهٔ من است ، جگر خستهٔ من است - مشتاق لقائے من است ، رفیق بقائے

اور جو کچھ اپنے خیالات کی پریشانی کے بارے میں لکھا گیا[1] ہے اس کا جواب یہ ہے :

جانتے ہو وہ کون ؟ وہ میرا طلبگار اور میرا غم خوار ہے - وہ مجھ سے وابستہ اور میرا ہی جگر خستہ ہے - وہ ملاقات کا مشتاق اور میری زندگی کا رفیق ہے - وہ طالب دیدار ہے اور میرا منت کش ہے - وہ میرا محرم راز اور ہمدم و دم ساز ہے - وہ ایک مستانہ ہے لیکن ہوشیار ہے ، وہ دیوانہ ہے لیکن ناز و نیاز کو بروے کار لاتا ہے - وہ دل محمود کے لیے ایاز کا درجہ رکھتا ہے اس نے اپنی غمگین زندگی کے ساتھ دل سے معاہدہ نہیں کیا - وہ بار خاطر نہیں یار شاطر ہے ، وہ جگر دوز نہیں بلکہ دل سوز ہے ؛ طالب زر نہیں ، پہلو نشینی کا امیدوار ہے ، وہ تماشائے گل و خار نہیں بلکہ آرزومند بوس و کنار ہے - گدا نہیں شاہ ہے ، وہ اپنے حسب و نسب پر خود گواہ ہے - اور وہ محب ولی ہے ، فرزند علی ہے - اگر اسے مشتری یا گاھک کہا جائے تو بجا ہے ، کیونکہ وہ جنس وفا کا خریدار ہے ، اور شربت وصل کا خواستگار ہے - موہوم امیدوں اور محال تمناؤں کا مجموعہ ہے - اسے چاہیے کہ خاطر جمع رکھے ، دست دعا کے لیے بلند کرے ؛ ممکن ہے وہ کسی دن اپنی مراد کو جا پہنچے - کیونکہ سونا سنار کے لائق ہے - اگر میں اس سے وصل کروں تو بجا ہے - اگر میں اس کی محبت کا جواب دوں تو درست ہے ، کیونکہ وہ یار وفادار ہے ، اور دل و جان سے میرا خریدار ہے -'' والسلام !

۱- چوٹ ہے - (مترجم)

Marfat.com

من است ؛ طالب دیدار است ، منت کش صد بار است ؛ محرم راز است ، همدم سر انداز است ؛ مستانه است ولے هشیار ، دیوانه است ولے با کارا ، برندۂ ناز است ، آرندۂ نیاز است ؛ دل محمود را ایاز است ، جان غم آمود را دمساز ؛ بار خاطر نیست ، یار شاطر است ؛ جگر دوز نیست ، دل سوز است ؛ طالب زر نیست ، امیدوار برست ؛ تماشاے گل و خار نیست ، آرزو مند بوس و کنارست ، گدا نیست ؛ شاه است' ، بر حسب و نسب خود گواه است ؛ محب ولی است ، فرزند علی است ۔ اگر مشتری شود سزا وار است ، جنس وفا را خریدار است ؛ بستۂ آرزوے محال است ؛ خاطر خود جمع دارد ، دست به دعا دارد ، روز به منزل رسد ، چرا که زر در کیسۂ زرگر سزد ۔ اگر به وصلش در آیم می شاید ۔ اگر به محبتش برایم می باید ، چرا که یار وفادار است ، بجان و دل خریدار ۔ والسلام ۔

اس جواب سے نہایت تسکین ہوئی ۔ صبح کو وہ پری جمال قنات کے قریب آئی اور مجھ سے کہا کہ آج اپنا بنگلہ خالی کر رکھو ۔ اور چار شخص مل سکیں تو بہتر ، ورنہ دو ہی آدمی تجویز کر رکھو ۔ رات کو ایک ضرورت پڑنے والی ہے ۔

میں نے کہا ''بہتر ہے'' اور رحم اللہ سے پوچھا ''تمہارے یہاں آج کوئی نئی تقریب ہے ؟''

اس نے کہا ''نہیں ، البتہ میوہ جان کی لڑکی کی مسّی ہے ، وہاں جانے کی سب تیاریاں کر رہے ہیں ۔''

میں نے کہا ''خانم جان بھی جائیں گی ؟''

اس نے کہا ''ضرور ، کیونکہ جس کی مسّی ہے ، وہ

۱- بے شک ۔ (مترجم)

Marfat.com

خانم جان صاحبہ کی سہیلی ہے اور بہت ہی آپس میں محبت ہے ۔"
میں حیران ہوا کہ یہ کیا اصرار ہیں۔ مجھ سے تو بنگلا خالی کر رکھنے کو کہا اور آپ جلسے میں جانے کو تیار ہیں. کہیں دم تو نہیں دے دیا ۔

وہ وعدے کے سچے وہ پیماں کے پورے
سزا ہائے دے گا مکرنا کسی کا

بایں ہمہ میں نے کسی حیلے سے اپنے بھائیوں کو جو اکثر یہاں مقیم رہتے تھے ، جاج سئو بھجوا دیا اور ایک حالت بیم و رجا میں شب کا منتظر رہا ۔

کس نے وعدہ گھر میں آنے کا کیا
آپ سے باہر ہوئے جاتے ہیں ہم

تمنائیں مچلی جاتی تھیں ، آرزوئیں پھولی نہ سماتی تھیں ؛ دل اچھلتا تھا ، چھاتی ڈھڑکتی تھی ، کسی بات پر قرار نہ تھا ۔ بدگمانیاں سو سو خیال پیدا کرتی تھیں : سالک

خیال گزرے کہاں کہاں کا ارادہ ان کا ہو گر یہیں کا
نہ کچھ ٹھکانا مرے گماں کا ، نہ کچھ ٹھکانا مرے یقین کا

وہاں کا تماشا سنیے کہ سارے دن تو وہ عربدہ جو تیاریوں میں رہی ؛ کبھی کپڑوں کی دیکھ بھال ، کبھی زیور کی ٹھیک ٹھاک ؛ بناؤ سنگار ، کنگھی چوٹی کرکے ہمہ تن آفت ، سراپا قیامت بن گئی :

رنگ نکھرا ، جو بن امکا ، فتنے برپا ہوچکے
قابل تعظیم ہے اٹھتی جوانی آپ کی

Marfat.com

بہاروں[1] پہ ہے حسن زیبا کسی کا
اٹھانوں پہ ہے جو بن آیا کسی کا
جو سینے سے ڈھلکا دوپٹا کسی کا
سِل ڈالا ظالم کلیجا کسی کا
اسے پیسا ، پا مال اس کو کیا ہے
مچائے ہے اندھیر سرما کسی کا
غضب دخت رز آج نکھری ہوئی ہے
تماشا ہے ٹوٹے جو تقویٰ کسی کا
دوپٹے کی تقدیر ہیکل کی قسمت
کہ ہاتھ آ گیا جوبن ابھرا کسی کا
سر طور کیا خاک باقی ہے موسیٰؑ
ادھر آؤ دکھلائیں جلوا کسی کا
چلو ہم بھی پوچھیں مزاج مبارک
سر طور انجم ہے جلوا کسی کا

جب چلنے کا وقت آیا ، اٹوائی کھٹوائی لے ، لحاف اوڑھ پلنگ پر لیٹ گئی ۔ میرزائی نے پوچھا ''بیٹا خانم خیر تو ہے ؟ یہ تمہیں کیا ہوگیا ؟''

جواب دیا ''ابھی ابھی میرے سر میں شدت کا درد ہونے لگا اور اعضا شکنی سی معلوم ہوتی ہے ۔ جی بھی متلاتا ہے ۔''

وہ سب ذرا کی ذرا تھم گئے ۔ اتنے میں آپ نے تھوڑی سی قے بھی کی ۔

۱- ناظرین ہنس پڑیں گے کہ یہ بے وقت کی راگنی کیسی مگر اپنے لخت جگر سب کو اچھے معلوم ہوتے ہیں ۔ ٹوکنے کی بات نہیں ۔ (مترجم)

اس لوٹ کا مفہوم ہی ناظرین کے فہم سے بالا تر ہے ۔ (مرتب)

Marfat.com

آدھر میوہ جان نے آدمی بھیجا ۔ میرزائی نے سب کو تر
سوار کردیا ، آپ ٹھہر گئی ۔ کچھ دوا دامن کی فکر کرنے لگی ۔
چار گھڑی رات گئے اس نے میرزائی سے کہا کہ میر
مزاج کسی قدر درست ہے ، مگر کھڑے ہونے کی سکت نہیں
ہے ۔ چونکہ ہم قومی کا معاملہ ہے تم کو جانا چاہیے ، اور میری
طرف سے عذر کر دینا کہ اس تقریب کی خوشی مجھ سے زیاد
کس کو ہوگی ، مگر مجبوری ہوگئی ۔ اگر پہر رات گئے تک
بھی میری طبیعت سنبھل گئی تو میں ضرور آؤں گی ورنہ صبح کو
تلافیٔ مافات کردوں گی ۔

میرزائی ، رحم اللہ کی ماں اور زعفران لونڈی کو چھوڑ کر
سوار ہوگئی ۔ مگر دم پر دم آدمی خبر کو بھیجتی تھی ، یہاں
تک کہ میوہ جان سوار ہو کر پہنچی ۔ اس کو بھی سبز باغ
دکھا کر ٹال دیا اور کہا ''مجھے نیند معلوم ہوتی ہے ، اگر سو
رہوں گی تو مزاج بحال ہو جائے گا ۔

میوہ جان نے کہا ''بہتر ہے ، اس وقت تکلیف نہ کرو او
آرام ہو جانے کے بعد کل آنا '' اور چلی گئی ۔

اب سب طرح سے اطمینان ہوگیا ۔ ادھر میری بے چینی
کو کچھ نہ پوچھو ، کبھی کہتا تھا :

ذرا شام ہو لے تو ہم رنگ لائیں
اندھیرے میں لوٹیں گے جوبن کسی کا

کبھی بدگمانیاں زور کرتی تھیں کہ اگر وہ نہ آئے ؟ او
حسینوں کا کیا اعتبار :

ٹھہرتی نہیں ایک حالت پہ دم بھر
طبیعت بھی میری ہے وعدہ کسی کا

شام کے وقت چار اجنبی آدمیوں کو جو غریب مسلمان تھے

Marfat.com

لوا لیا اور رات کو کھانا کھلوا کے انھیں ٹھہرایا کہ آج یہاں ایک شخص کا نکاح ہے ، اس سے فراغت کرکے آپ کو رخصت کردوں گا ۔

پھر رات گئے خیمے کی قنات جہاں اس کا پلنگ تھا ، اٹھا کے آواز دی ''کوئی ہے ؟'' میں تو منتظر سراپا گوش ہو رہا تھا ، جھپٹ کے قریب گیا اور کہا :

رواق منظر چشم من آشیانۂ تست
کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست

چشم و دل ہیں مقام خلوت کے
اور پردے پڑے ہیں غفلت کے

(ریاض)

یہ کہہ کے میں نے ہاتھ تھام لیا اور چاہتا تھا کہ گود میں اٹھا کر لے آؤں مگر مچھلی سی تڑپ کر نکل گئی ۔ مترجم

شب وصل میں پاؤں اتنے نہ پھیلا
تمنا سے کہہ دو کہ بیٹھے سنبھل کر

میں نے منت سے کہا ''آئیے میں الگ رہوں گا ۔''

بارے بنگلے میں آ کر مجھ سے پوچھا '' جن آدمیوں کے لیے میں نے کہا تھا ، وہ موجود ہیں یا نہیں ؟''

میں نے کہا ''حاضر ہیں ۔''

پھر فرمایا کہ خیمے میں چلنا مناسب نہیں ، تم اپنے سونے کے کمرے میں جہاں مسہری لگی ہے ، شمع رکھوا دو ، میں وہیں ٹھہروں گی ۔

میں نے کہا '' یہ سب پہلے ہی سے تیار ہے ، تم اندر چلو '' اور ہاتھ پکڑ کر مسہری میں لا بٹھایا ۔ قنات کو بدستور

Marfat.com

درست کر دیا اور میں بھی آ کے بیٹھا ۔ مترجم

وہ چھپ کر آئے ہیں ڈرتے ہوئے ہمارے گھر
رقیب کو نہ خدایا خبر کرے کوئی

پھر ان چار آدمیوں کو بلوا کے میں نے تعین مہر کے بعد ایجاب قبول کے الفاظ ان کے سامنے کہے ۔ شیرینی اور کچھ نقد دے کے اُن کو رخصت کیا ۔

میری مہ جبین دلارام نے کہا "اب یہاں بیٹھنا مناسب نہیں ہے ، آؤ خیمے میں چلیں ۔"

وصل کی رات ہے گھبرا کے یہ کہتا ہے وہ شوخ
دیکھ لو بھال لو ایسا نہ ہو آئے کوئی

میں ساتھ ہو لیا اور قنات کی طرف سے خیمے میں دونوں چلے آئے ۔ اب کیا پوچھنا تھا ، مدتوں کی دبی ہوئی آرزوئیں ہمک آئیں ، تمنائیں آزاد کر دی گئیں ۔

یک چند دریں کرشمہ سازی
کردند دو غنچہ بوسہ بازی
گشتند بہ جلوہ ہائے گستاخ
پیچیدہ نخل شاخ در شاخ
افتاد بہ حجلہ نگارین
اندر شفق از شہاب پروین[1]

میں تو اپنی سر مستیوں میں بے خود ہو رہا تھا ، ادھر اس نازنین کو غش آ گیا ۔ ریاض

۱- یہاں پر ایک پرانی مثنوی کے بہت سے شعر بھی لکھے ہیں جو بے مزہ ہونے کے علاوہ کسی قدر فحش بھی ہیں ۔ میں نے سب چھوڑ دیے ۔ انداز بیان کو میں نے بہت سنبھالا ہے اور مصنف نے اس زمانے کی تہذیب کا خیال کچھ نہ کیا تھا ۔ (مترجم)

Marfat.com

تیغ نے کا ہے کو خون شہدا دیکھا تھا
ڈر کے لپٹی ہے وہ قاتل کی کمر سے کیا کیا

جب میرے حواس درست ہوئے اور یہ حالت دیکھی گھبرا کبھی سر دباتا ، کبھی تلوے سہلاتا تھا ؛ بازو پر زور سے مال باندھ دیا ، مٹی پر پانی چھڑک کر سنگھایا ۔

ساقی نے سنگھائی غش میں مٹی
سوندھی سوندھی مجھے سبو کی

بڑی مشکل سے دیر کے بعد اس کو ہوش آیا اور آنکھیں کھول دیں ، مگر حجاب کے مارے جھکی کی جھکی رہ گئیں ۔

صبح کو بعد وصال اللہ رے اُن کا حجاب
سر جھکا لیتے ہیں میری سمت ہر دم دیکھ کر

تھوڑی رات رہے میں وہاں سے چلا آیا اور چلتے چلتے کہا :

دم رخصت کہا میں نے یہ صورت پھر بھی دیکھیں گے
تو کس انداز سے ہنس کر کہا ، دیکھیں خدا جانے

اُس نے لحاف اوڑھ لیا اور سو رہی ۔ آفتاب نکلنے کے وقت رزائی پہنچی اور ماتھے پر ہاتھ رکھا ۔ رات کی تکان سے شدت کا ر چڑھا ہوا تھا ۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ فتنۂ خفتہ بھی جاگی ۔ رزائی سے اپنے بخار کا حال بیان کیا کہ دیکھو مجھے اب تک قہ نہیں ہے ۔ رات بڑی بے چینی سے گذری ، تم ناحق کو یں ۔ برادری کا معاملہ ہے ، سب رسمیں پوری کر کے آنا نا ۔ اب بھی چلی جاؤ ، اچھا ہے ۔ میرا جانا بھی نہ ہوا ، تم بھی جاؤ گی تو شکایت ہوگی ۔

میرزائی مجبور ہو کے چلی گئی ، عصر کے وقت سب کے ساتھ پس آئی ۔ اُس وقت بھی وہی شدت کی تپ موجود تھی ۔ چہرہ تایا ہوا ، بدن پر چنے بھون لو ، ہاتھ نہیں رکھا جاتا تھا ۔

Marfat.com

قنات کے پاس آ کر مجھے پکارا - میں خیمے میں گیا - میرزائی نے کہا "آپ نے بھی ہماری خانم کی خبر کچھ نہ لی - دیکھو کل عین جانے کی خوشی میں دفعتاً کیسا شدید بخار دشمنوں کو ہو آیا کہ اس وقت تک کم ہونے کا نام نہیں لیتا - اتنی سی صورت نکل آئی ہے - چرمر ہو کے رہ گئی - کل سے ایک کھیل تک اس کے منہ میں نہیں گئی - بڑے میر صاحب سے کہہ کے کچھ نسخہ لکھوا دیجیے -"

میں نے کہا "تین دن تک اس کو دوا دینی نہ چاہیے - اگر حمیٰ یومی[1] ہے تو بغیر علاج کے دفع ہو جائے گا - صرف تسکین کے واسطے رات کو کیوڑے میں حل کر کے تھوڑی دوأالمسک کے ساتھ جو میرے پاس موجود ہے، دے دو - اس سے بہت جلد افاقہ ہو جائے گا -"

یہ کہہ کے میں اس کے پلنگ کے نزدیک گیا اور منہ سے رضائی ہٹا کے دیکھا تو عرق عرق ہو رہی تھی اور آنکھیں سرخ کبوتر کی طرح - مجھے دیکھ کے منہ چھپا لیا - میں نے کہا :

تو شبانہ سی نمائی بہ بر کہ بودی امشب
کہ ہنوز چشم مستت اثر خمار دارد

جواب دیا :

نہ پوچھو کہ نالے شرر بار ہیں کیوں
یہ لو کے تمہارے لگائے ہوئے ہیں

آخر دو تین روز تک طبیعت ناساز رہی ، اس کے بعد صحت ہوگئی -

۱- میعادی بخار -

Marfat.com

کمال محبت اور بدگمانیاں

شکر رنجیاں

چونکہ خیمے میں آمد و رفت بکثرت جاری ہوگئی اور بے تکلفی تو پہلے ہی ہو چکی تھی ، لہذا بلا قید وقت جب میرا جی چاہتا تھا ، چلا جاتا تھا ۔ اور پہروں بی جان اور خانم جان وغیرہ سے لطیفہ بازیاں اور ہنسی دل لگی ہوا کرتی تھی ۔ مگر اس سے جو بات ہوتی تھی ، پتے کی اور بہت ہی پر مغز الفاظ میں ، البتہ تنہائی میں راز و نیاز یا بوس و کنار کا بھی اتفاق ہو جاتا تھا ۔

آخر اس نے مجھ سے کہا ''اب آپ زیادہ بڑھ چلے ہیں اور بعض وقت بے موقع حرکت کر بیٹھتے ہیں ، لہذا مناسب یہ ہے کہ ذرا الگ الگ رہا کیجیے تاکہ کسی کو شبہ نہ ہو ۔

تاکید شام ہی سے ہے ان کی شب وصال
بے موقع ہم سے آج کوئی گفتگو نہ ہو

اور ان لوگوں سے اور بھی زیادہ بے تکلفی بڑھانی چاہیے کہ بجائے خود ہر شخص کو میلان خاص تمہاری طرف رہے ۔ اس میں یہ مصلحت ہے کہ ان کے دلوں میں بدگمانی کا موقع ہی نہ آنے پائے گا ۔ بلکہ میرزائی اگرچہ سن رسیدہ ہیں مگر ان کی شوقینی اور طبیعت داری اب بھی جوان ہے ، بقول نظیری :

گر رود عشق از مزاج پیر لذت کے رود
بوئے مے باقی بود گر بشکنی پیمانہ را

Marfat.com

میں نے کہا ''یہ سچ ہے لیکن میں اس قدر ہرجائی مزا ہونا پسند نہیں کرتا کہ سب سے اختلاط کرتا پھروں ۔''

اُس نے کہا ''گو جی نہ چاہے مگر مصلحتاً ایسا ضرور کر چاہیے ۔ یہ بات ایک دن کام آئے گی ۔''

میں نے کہا ''شاید تم کو ناگوار ہو اور ناحق آپس میں رنج آئے ۔''

اُس نے کہا ''میں اس قدر بے وقوف نہیں ہوں کہ جس بات کی خود ہی صلاح دوں ، پھر اسی میں رنج کروں ۔ کیا مجھ اتنی بھی تمیز نہیں ہے جو اس کو نہ جانچ سکوں کہ خلاصا رغبت سے ہے یا دکھانے کے لیے ۔''

میں نے کہا ''خیر تمھاری جو مرضی ہو مگر :

آتش رشک عدو خاک کرے گی ہم کو
لاگ کی آگ بری ہوتی ہے جلنے کے لیے

چنانچہ میں نے اس کی تجویز پر عمل کیا اور سب سے محبت کے پینگ بڑھائے ۔

ایک بار چاندنی رات میں ہم سب بیٹھے مزے مزے کی باتیں کر رہے تھے ۔ میرزائی کو شبنم کی وجہ سے درد سر ہونے لگا ، وہ اندر اُٹھ گئی ؛ اسی طرح ایک ایک کر کے اور لوگ بھی چلے گئے ؛ خانم جان بھی کسی ضرورت کو اُٹھ گئی ۔

خورشید کی ہے راہ جدا مہ کی ہے جدا
ایکا کبھی معشوقوں میں دم بھر نہیں ہوتا

صرف بی جان اور میں دونوں بیٹھے رہے ۔ خالی میدان پا کر بی جان مجھ سے لپٹ گئی اور پیار کی باتیں کرنے لگی ۔ خانم جان نے آتے آتے یہ دیکھ لیا ، مگر فوراً اُلٹے پاؤں پلٹ گئی ۔ میں نے دیکھا تو نہیں مگر بی جان سے کہا ''الگ ہو بیٹھو ،

Marfat.com

یادا خانم جان آ جائیں اور دیکھ لیں تو اچھا نہیں ھے ۔''

آشیانوں میں نہ غافل رھیں سرغان چمن
ان دنوں باغ میں صیاد بہت آتا ھے

اُس نے کہا ''خانم جان کیا ھے ، اگر دیکھ لے گی تو
یری کون سی جاگیر ضبط کر لے گی ۔ اُس کا خوف ھی کیا،
ہ کیا چیز ھے ۔''

یہ باتیں بھی اُس نے سن لیں ۔ میں چاھتا تھا کہ کچھ
واب دوں مگر خانم جان سر پر آ پہنچی :

رقیب[1] آ ھی گیا مرگ ناگہاں کی طرح

ر آئی تو اس طرح کہ ذرا بھی اُس کے تیور یا انداز سے نہیں
ایا گیا کہ اُس نے کچھ بھی دیکھ یا سن لیا ھے ۔ اُسی معمولی
خندہ پیشانی سے آ کر بیٹھ گئی :

نہ پنداری کہ چشمش رسم عیاری نمی داند
نماید آن چناں خود را کہ پنداری نمی‌داند

گر میرے دل کا چور نہ گیا اور بی جان بھی کچھ سٹ پٹا سی گئی ۔
م دونوں سکوت میں ھو گئے اور میں چپکے سے اُٹھ کر اپنے
گلے کو چلا آیا ۔ صبح کو قنات کے پاس آ کر مجھے اشارے سے
لایا اور فرمایا :

شنیدہ ام ز تو سیگفت دوش بد خواھے
کہ خوب نیست چو مظہر در انجمن باشد

''رات کو بی جان سے کیا چوچلے اور اختلاط ھو رھے تھے؟''

۱۔ کیا خوب فرمایا ھے ۔ یہ محبوبہ کی آمد تھی کہ رقیب کی ۔ اس برجستہ یاوہ گوئی کی داد نہیں دی جا سکتی ھے ۔ معلوم نہیں یہ مصنف کی اپج ھے یا اس مصرع کا استعمال جناب مترجم کے دل کی اُمنگ ۔ (مرتب)

Marfat.com

میں نے خیال کیا ، اگر سچ سچ کہہ دوں تو اور بھ
غصہ آئے گا اس لیے میں نے کہا ''کچھ نہیں یوں ہی دل لگ
ہو رہی تھی ۔''

کہا '' خیر ایسا ہی ہوگا '' اور چلی گئی ۔ میں نے ہر چنا
کہا ''ایک بات سنتی جاؤ'' مگر وہ کب مانتی :

قسمت کی طرح پلٹ گئی وہ

میں نے سوچا کہ شاید ضرور اس نے وہ سب باتیں سن لی
ہیں ۔ مجھے چھپانا نہ چاہیے تھا ، مگر وہ تو ہوا کے گھوڑے پ
سوار تھی ، کہتا تو کس سے کہتا ۔

اسی پیچ و تاب میں پھر دن چڑھنے کے بعد میں خیمے میں
گیا اور حسب معمول سب سے دل لگی ہونے لگی ۔ مگر اس کا منہ
غصے سے سرخ اور طبیعت میں گرانی پائی جاتی تھی ۔ میں سمجھا کہ
اب تک مزاج بگڑا ہوا ہے ، خدا خیر کرے :

چتون بھی چڑھی ہوئی ادا سے
کاکل بھی پڑی ہوئی بلا سے

ہر چند موقع ڈھونڈھتا رہا مگر کوئی بات نہ کر سکا
کیونکہ شدت غصہ سے اس کی صورت پر غضب کا جلال تھا ۔
بار بار تیوریاں بدلتی تھی ، منہ لال بھبوکا ہو رہا تھا ، نگاہ خشمگین
تیر برسا رہی تھی ، ابرو کے بل تلوار کا گھاٹ دکھاتے تھے ۔

بھویں تنتی ہیں خنجر ہاتھ میں ہے تن کے بیٹھے ہیں
کسی سے آج بگڑی ہے جو وہ یوں بن کے بیٹھے ہیں

مجبوراً جلد اٹھ کے چلا آیا ۔ رحم اللہ بھی باوجود تلاش
نہ ملا اور اتفاق کی بات دو روز تک کوئی صورت معذرت یا
بات چیت کی نہ نکلی ۔

Marfat.com

ادھر وہ بدگمانی ہے ادھر یہ ناتوانی ہے
نہ پوچھا جائے ہے اس سے نہ بولا جائے ہے مجھ سے

تیسرے دن کچھ دن چڑھے میں خیمے میں گیا ۔ دیکھا میرزائی سائبان کے نیچے تخت پر بیٹھی مسّی لگا رہی ہے ۔ اس کے قریب کرسی گھسیٹ کے میں بھی بیٹھ گیا ۔ میرزائی نے کہا ''ابھی ابھی میں نے آپ کو یاد کیا تھا اور چاہتی تھی کہ کسی کو بھیج دوں ۔ دو دن سے آپ کو دیکھا ہی نہیں ۔ اللہ جانتا ہے آپ ایک دن نہیں آتے تو جی خراب رہتا ہے ۔ معلوم نہیں آپ کو بھی ہمارا خیال آتا ہے یا نہیں ۔''

میں نے کہا ''لو اور سنو ، اجی میرا تو یہ حال ہے :

کسے دیوانہ باشد کز سرکوئش رود جائے
دل ایں جا ، دوست ایں جا ، مدعا ایں جا ، امید ایں جا

پھر میں نے دیکھا کہ میری بگڑی ہوئی سہ جبین بھی ایک طرف بیٹھی مسّی لگا رہی ہے ۔ مترجم

بجلی دانتوں کی چمک پر بسمل
مسّی کو دیکھ گھٹا لوٹ گئی !

اس کے بعد کنگھی ہونے لگی اور آئینہ سامنے رکھا گیا ۔

سنبھلے گی نہ چوٹ روبرو کی

جب کنگھی چوٹی ہوگئی ، پان کھایا اور زعفران لونڈی مہندی پیس کے لائی ۔ پوچھا کہ پاؤں میں بھی مہندی لگاؤ گی ؟ اس وقت میں نے غور سے دیکھا تو ہاتھوں میں مہندی رچی ہوئی تھی۔

تم کو خواہش تھی کہ ہو شوخ حنا کی رنگت
کیوں نہ ہاتھوں میں ملا میرا کلیجا لے کر

اب پاؤں کی باری آئی :

Marfat.com

باندھ کر ھاتھ ادب کے ۔مارے
پائے جاناں پہ حنا لوٹ گئی

چونکہ میں دو دن سے پریشان تھا ، میرزائی نے کہ ''میر صاحب ! آپ کا چہرہ اترا ھوا ھے اور کچھ متفکر سے معلو ھوتے ھیں ۔''

میں نے کہا ''کچھ نہیں ، ذرا طبیعت ناساز تھی ، آج تیسر دن ھے ۔ یقین ھے کہ اس وقت کسل مزاج جاتا رھے ۔''

محفل میں گو نہ سمجھے کوئی اس سے بحث کیا
پہنچانتے ھیں وہ تو مرے اضطراب کو

پھر ایک رباعی میں نے پڑھی ۔ اس نے کہا کہ اس وقت آپ کی طبیعت حاضر معلوم ھوتی ھے ، کچھ شعر اچھے اچھ پڑھیے ، دو تین دن کا عوض بھی ھو جائے گا ۔ میں نے چند شعر اس کی خاطر سے پڑھے ۔ اتنے میں کوئی آ گیا ، میرزائی اس سے باتیں کرنے لگی ۔ میں کرسی پھرا کے اس پری‌وش کی طرف پھر بیٹھا ۔ آپ نے مجھے دیکھ کے مسکرا دیا :

دیکھ کر مجھ کو وہ ھنس دیتے ھیں
آنکھ چھپتی ھی نہیں یاری کی

میں سمجھا کہ اب غصہ کم ھو گیا ھے ۔ میرزائی تو اُدھر باتوں میں لگی ھوئی تھی ، میں کرسی سے اٹھا اور اپنا سایہ اس کے قدموں پر ڈالا ۔ مطلب یہ کہ تمھارے پاؤں پر سر رکھتا ھوں ، میرا قصور معاف کرو ۔ اس ستم‌گر نے ایک لات زمین پر رسید کی ۔

لاکھوں لگاؤ ایک چرانا نگاہ کا
لاکھوں بناؤ ایک بگڑنا عتاب کا

زعفران سے کہا ''چل ھم یہاں نہ بیٹھیں گے ، اندر پلنگ

Marfat.com

پر بیٹھ کے مہندی لگا دے ۔"

جور کا یہ بھی اک انداز ہے ورنہ ظالم
مہندی کچھ غیر نہیں پاؤں میں ملنے کے لیے

اس نے کہا " اے بی جان ! یہاں ٹھنڈی ہوا آ رہی ہے ۔ اندر گرمی میں جا کر کیا کروگی ۔"

چونکہ بھری ہوئی تھی اور غصہ اتارنے کا کوئی حیلہ نہ ملا تھا ، اس بات پر لپک کر ایک طمانچہ تو زعفران بیچاری کو جڑا اور مہندی پر ٹھوکر ماری کہ وہ جا گری :

اٹھے فتنہ نگاہ خشم گیں سے
گلے ملتے ہوئے چین جبیں سے

کچھ چپکے چپکے کہا اور غصے میں جس طرح اٹھی تھی پھر بیٹھ گئی :

خفا کس پر ہو بتلاؤ غضب سے رخ پہ لالی ہے
جبیں[1] پر چین ہے ، ترچھی نظر ہے منہ میں گالی ہے

میں پھر اٹھا اور سر کا سایہ اس کے زانوں پر ڈالا اور بڑھ کے کہا :

قتل کر ڈالو و یا اب جرم الفت بخش دو
لو کھڑے ہیں ہاتھ باندھے ہم تمہارے سامنے

غصے میں ترے ہم نے عجب لطف اٹھایا ہے
اب تو عمداً اور بھی تقصیر کریں گے

اس پر اس نے مسکرا کے میری طرف دیکھا اور اپنے سر کو اس قدر جھکایا کہ گویا سینے میں لگ گیا ۔

۱۔ نسخہ اول "چین بہ جبیں" چھپا ہے ۔ (مرتب)

Marfat.com

آئینے سے لپٹ گئے بے اختیار آج
اب اپنے عکس سے وہ ہم آغوش ہو گئے

میں سمجھ گیا کہ میرا قصور معاف ہوا اور میرے سا۔ کو گلے سے لپٹا لیا۔ پھر اٹھ کے میرے قریب ہو کے چلی ، یہ شعر آہستہ پڑھتی ہوئی :

معشوقوں کی بخشی نہیں جاتی ہیں خطائیں
جرم ان کے کبھی عفو کے قابل نہیں ہوتے

تھوڑی دیر کے بعد میں بھی خیمے کے اندر گیا ۔ وہاں گانے کا سامان ہو رہا تھا ۔ میرزائی نے مجھ سے کہا کہ کوئی غزل یاد دلائیے تو ہم گائیں ۔''

میں نے کہا ''یہ غزل یاد ہو تو سناؤ'' :

اس نے میری دل ربا سے کہا ''آؤ تم بھی شریک ہوجاؤ ۔''
اس نے کہا ''آپ شروع کیجیے میں بھی آئی ۔''
غرض میرزائی نے میری فرمائش کی غزل شروع کی :

غزل

دل از من برد و روی از من نہاں کرد
خدا را با کہ ایں بازی تواں کرد
شب تنہائیم در قصد جاں بود
خیالش لطف ہائے بے کراں کرد

وہ ستم گر گانے میں میری طرف دیکھ کر مسکراتی جاتی تھی ۔ جب غزل تمام ہوئی ، اس کو شروع کیا :

Marfat.com

غزل

چو گل هر دم ببویت جامه بر تن
کنم چاک از گریبان تا به دامن
بقول دشمنان بر گشتی از دوست
نه گردد هیچ کس با دوست دشمن
تنت در جامه چون در جام باده
دلت در سینه چون در میم آهن
چو دل را بست در زلف تو حافظ
بدینسان کار او در پا میفگن

اس وقت گانا بڑے مزے کا تھا ، میرے آنسو جاری ہوگئے در میں نے میرزائی سے بہت تعریف کی اور اس غزل کی فرمائش ی کی :

غزل

دارم امید عاطفتی از جناب دوست
کردم جنایتے و امیدم به عفو اوست
دانم که بگزرد ز سر جرم من که او
گرچه پری وش ست و لیکن فرشته خوست
حافظ بدست حال پریشان تو ولے
بر بوے زلف یار پریشانیت نکوست

میری معشوقه نے ہنس کے میرزائی سے کہا ''دیکھو مجھے کیسی زل یاد آئی ہے ، اور یہ گانا شروع کیا :

Marfat.com

غزل

گر ز دست زلف مشکینت خطائے رفت ، رفت
ور ز هندوے شما برمن جفائے رفت ، رفت
برق عشق از خرقۂ پشمینه پوشی سوخت سوخت
جور شاه کامراں گر بر گدائے رفت ، رفت
گر دلے از غمزۂ دلدار بازی برد ، برد
ور میاں جان جاناں ماجرائے رفت ، رفت
از سخن چیناں ملامت ها پدید آید ولے
گر میان هم نشیناں نا سزائے رفت ، رفت
در طریقت رنجش خاطر نباشد می بیار
هر کدورت را که بینی چوں صفائی رفت ، رفت
عیب حافظ گو مکن زاهد که رفت از خانقاه
پائے آزادی چه بندی گر بجائے رفت ، رفت

اس کے بعد گانا موقوف هو گیا اور دوپهر هو جانے سے میر بھی اٹھا - میرزائی نے کہا که کیا جلدی پڑی هے ، تھوڑی دیر اور بیٹھیے -

میں نے عذر کیا اور یه دو شعر پڑھ کے چلا آیا :

شب وصل است و غم هجر هماں ست که بود
دل پُر از حسرت دیدار هماں ست که بود
آتش عشق هماں ست - ولے از چه سبب
گرمئی داغ تو با دل نه چناں ست که برد

اسی دن عصر کے وقت خانم جان معمولی مقام پر آ کے کھڑی هوئی - میں نے کہا ''اس گناہ گار سے کیا خطا هوئی - نه - دو تین روز سے خود آپ یہاں آئیں ، نه رحم الله کو بھیجا -''

Marfat.com

جواب دیا کہ تم خود ہی سوچو ، کیا تقصیر ہوئی ،
پھر بے کہنے کی کیا ضرورت ہے ۔
میں نے کہا :

تیرے سوا کسی سے محبت صنم نہیں
تیری قسم نہیں ہے خدا کی قسم نہیں

فرمایا ”اس قدر تو ڈھٹائی اچھی نہیں ہے ۔ چوری اور
سینہ زوری ، دیکھو عہد شکنی خوب بات نہیں ہے ، خبر
شرط ہے :

سنیں سرگوشیاں غیروں سے اشارے دیکھے
ہم نے آنکھوں سے کرشمے ترے سارے دیکھے

میں نے اپنی آنکھ سے آپ کے اور اس سردار کے چوچلے
دیکھے اور نالائق باتیں اس کی سنیں ۔ پھر سنکر ہونا تو اور مشتبہ
ہے ۔ مجھے رنج تو بیشک ہوا ، آپ کے نزدیک چاہے یہ کوئی
بات نہ ہو ۔“

میں نے ہاتھ جوڑ کے کہا کہ تمھاری رنجیدگی سے میں نے
مفصل حال ظاہر نہیں کیا ، یہ البتہ میرا قصور ہے ، لیکن :

ہم پہ بہتان اور کی الفت کے ہیں
لے ترے سر کی قسم کھاتے ہیں

میں نے چاہا تھا کہ تم سے سب حال کہہ دوں مگر تم
غصے کے سبب سے ٹھہری ہی نہیں ، اس لیے مجبور ہوگیا ۔
بہر حال میں عذر کرتا ہوں ، معاف کر دو ۔“

اس پر کہا ”جو کچھ مجھے ملال تھا ، اب کچھ باقی نہیں ہے ،
اور نہ تم سے فی الحقیقت میں نا خوش تھی ، صرف اس کی نالائق
باتوں پر مجھے رنج تھا ۔ یہ بھی میں نے فضول رنج کیا
کیوں کہ میں نے خود ہی تم کو اجازت دی تھی ۔ خیر اب

Marfat.com

اس ذکر کو جانے دو :

جھکی ذرا چشم جنگجو بھی نکل گئی دل کی آرزو بھی
بڑا مزا اس ملاپ میں ہے جو صلح ہو جائے جنگ ہو کر

اس واقعے کے بعد جانبیں کی محبت اس درجہ کمال کو پہنچ کہ اگر دونوں میں کسی کو کوئی صدمہ یا عارضہ ہوتا تو بعینہ وہی حالت دوسرے کی ہوتی تھی ۔

چنانچہ ایک دن میں سیر کے لیے اپنے گھوڑے پر سوار ہو دریا کی طرف چلا ۔ راستے میں ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں نے گھوڑ کو ایسا گرمایا کہ کلیلیں اور شوخیاں کرنے لگا ۔ میں نے بہ سنبھالا مگر کسی طرح نہ رکا ، آخر کار میں گر پڑا ۔ بائیں ہات میں سخت چوٹ آئی ۔ صاحب نے پالکی بھیج کے مجھے اٹھوا منگایا میری عیادت کو صاحب بہادر اور میرزائی دونوں ساتھ آئے باتوں باتوں میں میرزائی نے کہا کہ آج کا اتفاق بھی عجیب ہے آپ کو اس طرح چوٹ آئی ، اور میں آج خانم جان اور بی جا کے ساتھ باغ کی سیر کر رہی تھی ، خانم جان پھول اچھالتے اچھالتے چبوترے سے گر پڑی ۔ اس کے بھی الٹے ہاتھ میں اس قدر چوٹ آئی کہ شانہ تک ورم کر گیا :

کھلائی فصد لیلیٰ نے تو واں مجنوں کے خون نکلا

میں یہ سن کے بہت پریشان ہوا ۔ جب صاحب چلے گئے خیمے میں گیا ۔ میرزائی نے کہا ''آپ نے کیوں تکلیف کی ۔ میں نے کہا ''وہاں اکیلے پڑے پڑے اور بھی جی گھبراتا تھا ، اس لیے چلا آیا کہ دل بہلے گا اور تمہاری زبانی سنا تھا کہ بی خانم جان کے بھی چوٹ لگی ہے ، ان کی عیادت ضروری تھی'' اور یہ مطلع جرأت کا میں نے پڑھا :

Marfat.com

گل بازی کا رتبہ ھی دلا کاش تو پاتا
ھاتھوں سے جو گرتا تو وہ آنکھوں سے اٹھاتا

اس وقت ھم دونوں ایک ھی پلنگ پر ایک ھی حالت درد میں بیٹھے تھے ۔ ڈیڑھ پہر رات تک خوش طبعی میں وقت گزر گیا پھر میں چلا آیا :

محفل کا یار کے بھی ھے کیا خوب اھتمام
دل شاد اک طرف ھیں ، تو ناشاد اک طرف

ایک دن خانم جان نے خربزے جو کھائے تو حرارت کی وجہ سے سیدھی آنکھ آ گئی اور مارے درد اور سوزش کے قرار نہ تھا ۔ صبح کو میں یہ خبر سن کر عیادت کے لیے جانا چاھتا تھا ، اٹھا کہ دفعتاً کوئی کیڑا میری بھی سیدھی آنکھ میں پڑ گیا ۔ میں نے آنکھ مل ڈالی جس سے ایک آگ سی لگ گئی اور آنسو بہنے لگے ۔ میں بے تاب ھو کر مسہری پر لیٹ گیا اور بے قرار ھو کر لوٹنے لگا ۔ تھوڑی دیر کے بعد آنکھ کھولی تو پھر گرم گرم آنسو بہنے لگے اور دفعتاً آنکھ سوج گئی کہ کھلنا دشوار ھوگیا[1] ۔

عجب رنگ آپس میں لائے ھوئے ھیں
وہ ھم میں ، ھم ان میں سمائے ھوئے ھیں

میرزائی کا آدمی مجھے بلانے آیا تھا ، اس نے میرا یہ حال جا کے کہہ دیا ۔ وہ آئی اور کہنے لگی کہ خوب تماشا ھے ۔ میں نے جو اس وقت آپ کو بلایا تھا ، اس لیے کہ میری خانم جان آنکھ کے درد سے رات بھر نہ سوئی ، آپ سے کچھ دوا پوچھوں گی ، اس کو سر اٹھانا دشوار ھوگیا ھے :

---

۱ ۔ اتفاق امور کو غلبۂ محبت پر محمول کیا گیا ھے ، حالانکہ یہ محض سبکسری ھے ۔ (مترجم)

Marfat.com

روتے روتے سوج آئی ہیں آنکھیں
کوئی جانے کہ آئی ہیں آنکھیں

مگر آپ کی یہ حالت ہوئی ۔ مجھے اس کو دیکھ کے خانم جان کی حال
بھول گئی ۔"

میں نے کہا "کچھ محل تشویش نہیں ہے ۔ میں نے جو د
بنوائی ہے ، یہی ان کی آنکھ میں بھی لگاؤ ، صحت ہو جائے گی ۔"

غرض کہ جس دن اس کو آرام ہوا ، اسی دن میری آنکھ
بھی اچھی ہو گئی ۔

کوندنا برق تجلی کا یہ کہتا ہے کلیم
کوئی بے چین ہے پردے سے نکلنے کے لیے

برسات کا موسم تھا اور اندھیری رات کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ
سوجھتا تھا ۔ میں معمول کے موافق بنگلے کی غلام گردش میں سو رہ
تھا ۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ شدت کا پانی پڑ رہا ہے
اور سناٹے کی ہوا چل رہی ہے ۔ بجلیاں چمکتی ہیں ، بادل گرج
ہے ؛ گویا میں پلنگ پر بیٹھا ہوں اور وہ وفا شعار خیمے سے نکل
میرے سامنے میدان میں کھڑی بھیگتی ہے ۔ ہر چند کہتا ہوں
اندر چلی آؤ مگر نہیں آتی ، اور بجلی ہے کہ اب گری ، اب گری ۔

میں بے اختیار ہو کے اٹھا کہ گود میں اٹھا لاؤں ، ویسے
ہی میری آنکھ کھل گئی ۔ دیکھا تو واقعی مینہ برس رہا ہے اور
وہی حالت ہے جو خواب میں دیکھی تھی ۔ میں نے سردی کے
سبب سے کھیس اوڑھ لیا اور سو گیا ؛ پھر وہی معاملہ خواب
میں دیکھا :

لطف ہے خواب میں حاصل مجھے بیداری کا
تیرے صدقے مری آنکھوں میں سمانے والے

اب تو میں مضطرب ہو کے جاگ پڑا اور خیمے کی طرف بہ غور

Marfat.com

دیکھنے لگا ۔ بجلی کی چمک میں بنگلے کے سامنے قنات کے قریب معلوم ہوا کہ کوئی کھڑا ہے ۔ مجھے گمان ہوا ، کہیں چور نہ ہو ۔ پھرتی سے طپنچہ سرہانے سے کھینچ لیا اور مستعد ہو بیٹھا ۔ پھر آنکھ گڑو کہ اُدھر دیکھا اور یقین ہوا کہ ضرور کوئی کھڑا ہے ، مگر مطلق بے حس و حرکت ہے ۔ خیال آیا کہیں وہ با وفا تو نہیں ہے ، میرا خواب شاید سچا ہو ۔ میں نے یہ شعر باآواز بلند پڑھا :

همدما شبهائے تنهائی ست بے تابی مرا
گوئی از بیداریٔ بخت ست بے خوابی مرا

اس کے جواب میں یہ شعر سنائی دیا :

واقف نیۂ ز درد دل ناتوان من
اینک بلب رسید ز درد تو جان من

یہ سنتے ہی میں ننگے پاؤں دوڑا اور اس کو گود میں اٹھا لیا ۔ دیکھا تو شدت بارش سے بھیگ کر کپکپا رہی ہے اور سردی کے مارے دانت بجتے ہیں ۔

میں نے کہا ''یہ آپ کی کیا حرکت ہے ؟'' کچھ جواب نہ ملا ۔ جلد جلد میں نے وہ شرابور زعفرانی پوشاک جو شام کو اسے پہنے دیکھی تھی ، اتاری اور پاؤں دھلوا کے رضائی اندر سے لے آیا اور اس کو اڑھائی ۔ آگ جلانے کا موقع نہ تھا کیوں کہ میرے بھائی بنگلے میں سو رہے تھے ۔ لہٰذا اپنے سینے سے لپٹا کر اس کو گرم کیا اور لونگیں وغیرہ کھلائیں ۔ مگر اب تک بات نہیں کی جاتی تھی ۔

دو گھڑی کے بعد اس قدر کہا ''مجھے بات کرنے کی طاقت نہیں ہے ، ذرا ٹھہر کے اپنا حال کہوں گی ۔''

جسم میں روح ہے مضطر وہ ہجوم غم ہے
کوئی رستہ نہیں ملتا ہے نکلنے کے لیے

Marfat.com

جب خوب گرمی پہنچی اور حواس درست ہوئے، بیان کیا کہ آج شام سے میری طبیعت گھبراتی تھی ، اتفاق سے تم بھی رات کو نہ آئے اور الجھن بڑھ گئی - ہر چند پلنگ پر لوٹی پوٹی ؛ بے اختیار روئی اور یہ شعر پڑھتی تھی :

بے یار سر شام سے ہے جان پہ نوبت
اللہ ابھی چار پہر رات پڑی ہے

بار بار جی چاہتا تھا کہ تم کو دیکھتی - آخر بے چین ہوکر اٹھ کھڑی ہوئی :

دل میں آتا ہے جگر سے تو جگر میں دل سے
درد اٹھا ہے ذرا آج ٹہلنے کے لیے

بنگلے کے باہر پہنچی تو تم کو سوتا پایا اور ساتھ ہی پانی برسنے لگا - میرے دل نے گوارا نہ کیا کہ تم کو جگا کر بے چین کروں - مگر وحشت اور خوف اور بھی ترقی کر گیا اور میں رونے لگی - اس وقت یہ شعر پڑھتی تھی :

من و شمع صبح گاہی سزد ار بہم بگریم
کہ بہ سو ختیم و از ما بت من فراغ دارد

اسی طرح دیر سے کھڑی بھیگا کی ، آخر تم جاگے -
میں نے کہا ''میری جان! ہزار راحتیں تم پر قربان تھیں -

---

۱ - یہ تو سب زبانی باتیں ہیں ، خواب راحت کے مزے لیتے اور بار بار خواب میں محبوبہ کو سامنے کھڑے بارش میں بھیگتے دیکھتے رہے - چور کے ڈر یا نیند کے غلبے سے چادر میں منہ چھپا لیا - حسینہ وفا شعار تھی - بیچاری کو نمونیہ ہو جاتا اور ہیرو صاحب چلے طپنچہ چلانے - معلوم ہوتا ہے ان کی سادہ لوحی حماقت کی حد سے گزر چکی تھی اور بزدل بھی خاصے تھے - مترجم نے ان باتوں کو اتفاق کہا ہے ، مگر یہ کمال محبت ہے - (مرتب)

Marfat.com

نے مجھے فوراً جگا دیا ہوتا ۔ دیکھو میں طپنچہ لے کر مستعد ہوگیا تھا ۔ اگر چور کے دھوکے میں چلا بیٹھتا تو رو سیاھی کے علاوہ میری جان بھی کیوں رھتی ۔ تم نے بڑا غضب کیا ، کوئی ایسی نادانی کرتا ھے ؟"

جواب دیا " خیر جو خدا کی مرضی ھوتی ، محبت والوں کے نزدیک ایسی باتیں کچھ تعجب نہیں ھیں" ۔

که عشق از پردۂ عصمت برون آرد زلیخا را

دل خانه خراب کی سوزشوں کے سامنے جان کی کیا حقیقت ھے ۔ اگر اس قسم کی احتیاط کی جائے تو پھر محبت ھی کیا اور عشق کیسا ۔ تم آرام سے بسر کرتے ھو ، تمھیں بیچارگان ھجران کے تڑپنے کی کیا خبر اور بے چینی سے کیا سروکار[1] ۔"

تم کو آشفته مزاجوں کی خبر سے کیا کام
تم سنوارا کرو بیٹھے ھوئے گیسو اپنے

یہ کہہ کے زار و قطار رونے لگی اور کہا "دیکھو ، یاد رھے میرا ھاتھ ھوگا اور تمھارا گریبان ۔"

خراب باده سرجوش کردۂ ما را
به هوش باش که بے هوش کردۂ ما را

میں نے اس کے آنسو پوچھے اور کہا کہ میری جان ! تم خود ھی ایسی حرکت کرو اور مجھے ملامت کرتی ھو ۔ آخر یہ رنج و غم اور زحمت بے فائدہ کس لیے ؟

فرمایا " صاحب ! یہ اختیاری فعل نہیں ھے ۔ یہ وہ حالت

---

۱ - بالکل بجا ھے ۔ ھیرو کی حالت کا صحیح تجزیہ ھے ۔ مگر بیچارہ طبیعت سے مجبور تھا ، گو سچا اور ایمان دار تھا ۔ اپنی نادانیوں اور حماقتوں کا اظہار بھی بے کم و کاست کر دیا ھے ۔ (مرتب)

Marfat.com

ھے جس کو نہ خوف روک سکتا ھے ، نہ مصلحت اندیشی دبا سکتی ھے - بڑے سے بڑے اور جبار سے جبار بادشاہ کے اختیار میں نہیں ھے کہ وہ شوریدگان شوق کے مزاحم ھوسکیں - ھائے دیکھوں میرا انجام کیا ھو - جب تک یہ کچھ نہ تھا ، ایک حالت بیم و رجا میں گذرتی تھی ، اب تمھارے پالے پڑی ھوں ، ھزاروں طرح کے خیالات دور دراز نے مجھے گھیر لیا ھے ، جس کو میں بھی جانتی ھوں ، تم کو کیا خبر'' :

اب یہ جانا کہ اسے کہتے ھیں آنا دل کا
ھم ھنسی کھیل سمجھتے تھے لگانا دل کا

پھر ایک آہ بھری اور کہا ''یہ رباعی میرے حسب حال ھے'' :

رباعی

تو پنداری کہ من بجانم زندہ
یاچوں دگراں بہ آب و نانم زندہ
جانا نہ بہ ایں ولے بہ آنم زندہ
غم ھائے تو می خورم ازانم زندہ

یہ سب عشق کم بخت کی بدولت ھے ، خانہ خراب ھو محبت کا مجھے ڈبویا -''

میں نے کہا '' یہ باتیں نہ کرو ، میرا دل دکھتا ھے - میں تمھارا ھر حال میں تابع دار ھوں - کیا کروں مجبور ھوں ورنہ اس قدر بیگانہ وار رھنا مجھے کیوں کر گوارا ھو سکتا - خدا کے فضل پر نظر رکھنی چاھیے - انشا اللہ انجام بخیر ھو گا -''

غرض کہ دیر تک اسی قسم کی باتیں ھوا کرتیں ، جب ذرا

Marfat.com

طبیعت سنبھلی اور خوب گرم ہوئی ، میں نے وقت کو غنیمت سمجھ کے عرض کیا :

کرم ہائے تو ما را کرد گستاخ

موقع سے بھی پاتے ہیں تو کچھ بن نہیں پڑتی
ہم سے تو یہ معشوق ستائے نہیں جاتے

یہ سنتے ہی وہ نہایت بدمزہ ہوکر بولی ''اس قدر بے حیائی کیا ضرور ہے ۔ معلوم ہوتا ہے تم ایسی ہی بات کے طالب ہو ۔ اگر ایسا ہے تو یہ اور بھی میری کاہش جان اور سوہان روح کا باعث ہے ۔''

میں نے کہا میری جان ''این امرخلاصہ جمیع معاملات است ۔''

اس نے کہا ''شاید ہو بھی مگر اس طرح اس کے لیے گرویدہ اور بندۂ ہوس ہونا ''از صاحبان لطافت مزاج و خوش طبعان میرزا منش نہایت نازیبا و نا گوار است ۔''

میں نے کہا ''میرا تو یہ عقیدہ ہے'' :

گذشتہ خواب آیندہ خیال است
غنیمت داں ہماں دم را کہ حال است

جواب دیا کہ ہاں :

فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

غرض کہ'' بہ عجب لطف کامیاب بہ کام دلی شدم و شکرانہ بجا آوردم و بخواب شدم ۔''

صبح کے قریب اس کی آنکھ کھلی ، گھبرا کے اٹھ بیٹھی ۔ میں بھی جاگ پڑا ۔ اس نے وہی بھیگی ہوئی پوشاک پہن لی اور چلنے کا قصد کیا ۔ میں نے کہا ''اس وقت جاکے کیا کرو گی ، اب تو کچھ تدبیر بھی نہیں ہوسکتی ۔''

Marfat.com

کہنے لگی ''یہ بھی ایک ھی ھوئی ۔ اجی کوئی شخص جو کام کرتا ھے ، اس کا انجام سوچ ھی لیتا ھے ۔ دیکھ لینا میں کیا کروں گی ۔ آپ جس طرح دام نقد کے معتقد ھیں ، سب کو ویسا ھی جانتے ھیں ۔''

میں نے کہا ''بہتر ھے ، جائیے ۔''

وہ چلی گئی ۔ مجھے اس وقت آس کا جانا اور اپنی تنہائی بہت شاق ھوئی ۔ مترجم

الجھن تھی ، اضطراب تھا ، کاھش تھی ، درد تھا
جانا تمھارا رات قیامت ھوا مجھے

آپ نے وھاں جا کے زعفران کو جگایا کہ آٹھ مجھے غسل کے لیے پانی دے ۔ میں پیشاب کرنے کو گئی تھی ، چوکی سے گر پڑی ، تمام غلاظت اور کیچڑ میں کپڑے خراب ھوگئے ۔

اس نے پانی غسل خانے میں رکھ دیا ۔ جلد جلد نہا دھو کے کپڑے بدلے اور پلنگ پر سو رھی ۔

صبح کو جب میرزائی وغیرہ سب گھر کے آدمی سو کے اٹھے ، میرزائی نے کہا ''خیر تو ھے ، آج خانم جان نماز کے لیے نہیں اٹھی ؟''

زعفران نے ماجرا بیان کیا ۔ اس نے زعفران پر غصہ کیا ''مجھے کیوں نہ جگا لیا'' اور خانم جان کے پاس آ کر بدن ٹٹولا تو اچھا خاصا بخار چڑھا ھوا تھا ۔

تین چار گھڑی دن چڑھے قنات کے پاس آ کر مجھ سے سارا حال بیان کیا ، اور کہا دیکھیے کس قدر شدت کا بخار ھے ۔ میں نے جا کر نبض پر ھاتھ رکھا ، اس نے فوراً آنکھیں کھول دیں

میں نے کہا ''عاقبت اندیشی کیوں نہ کر لی ۔''

یہ سن کر آنسو بھر لائی اور کچھ جواب نہ دیا ، منہ چھپا لیا

Marfat.com

اتنے میں معلوم ہوا کہ منگ صاحب آتے ہیں ۔ میرزائی اور بی جان ان کے استقبال کو گئیں ۔ میں نے پوچھا ''میری بات کا جواب نہ دیا ۔'' اس پر بولی :

ہست در شرع محبت رسم و آئین دگر
خوردن خوں جائز است و دم زدن دستور نیست

''سب آپ ہی کی عنایت ہے ۔ ابھی دیکھو تو سہی کیا کیا ہوتا ہے'' اور زار زار رونے لگی ۔

مجھ سے ضبط نہ ہوسکا ، میرے بھی آنسو نکل آئے ۔ اس نے میرے آنسو اپنے آنچل سے پونچھے اور کہا ''تمہاری بلا روئے اور رنج کرے ، رونا تو مجھے ہے'' :

فرقت میں آپ روتے ہیں ہم اپنے حال پر
آنکھیں ہیں بند اور نظر ہے مآل پر

ذرا دیر میں صاحب بھی آ گئے ۔ میں الگ ہوگیا اور کہا ''اس وقت نانا صاحب ہوتے تو کوئی نسخہ تجویز کرتے ۔''

اس نے کہا ''اچھا ابھی سواری بھیج کر بلوا لو ۔''

چنانچہ حکیم صاحب تشریف لائے اور نبض دیکھ کر نسخہ تجویز کر دیا ۔ دس بارہ روز میں اس کو شفائے کلی حاصل ہوئی ۔

ہمارے صاحب کا خانساماں امام بخش ایک دن خانم جان کو راستے میں ملا اور سلام کیا ۔ اس نے اخلاق سے جواب کے ساتھ خیر و عافیت بھی پوچھی ۔ اچھی صورت والے ہر کسی کی آنکھوں میں کھٹکا کرتے ہیں :

اے حسن تیری وجہ سے وہ کشمکش میں ہیں
لاکھوں ہیں دست شوق ہزاروں کنار شوق

اس پاجی کو لطف و آدمیت سے اور ہی خیال پیدا ہوا اور سمجھا کہ یہ مال اچھا ہے ، اس سے راہ و رسم پیدا کرنی

Marfat.com

چاہیے - چونکہ اعظم جی سب لوگوں سے راہ و رسم رکھتا تڑا ، خانساماں نے محمد افضل کے ہاتھ ایک سونے کی انگوٹھی جس پر یاقوت کا نگ جڑا تھا اور ایک زربفت کے بٹوے میں کچھ الائچیاں وغیرہ تحفہ بھیجا اور اپنی بے قراری اور عاشقی کا پیام کہلا بھیجا -

خانم جان نے وہ چیزیں رکھ لیں مگر اتنا کہلا بھیجا ''اچھا معلوم ہوا ، یہ آپ کے تحفے صاحب کے سامنے پیش ہوں گے - تم نے اچھے کے ہاتھ سودا کیا - مینڈکی کو بھی لو زکام ہوا -''

یہ سن کے اس کے آئے حواس گئے اور غریب اس فکر میں پڑا کہ کسی طرح وہ چیزیں واپس ہوجائیں ورنہ عاشقی بڑا رنگ دکھائے گی - رحم اللہ نے بھی افضل سے یہ حال سن کر سارا قصہ میرے سامنے بیان کیا اور اپنا نام بتانے سے منع کر گیا - مجھ کو اس سے بڑا رنج ہوا -

بعد مغرب خیمے کی طرف میں جاتا تھا کہ رحم اللہ راستے میں ملا ، کہا ''میں آپ کو دیکھنے جاتا تھا -'' میں اس کے ساتھ خیمے میں جا کر میرزائی کے پاس بیٹھ گیا اور وہ انگوٹھی خانساماں کی اس کے ہاتھ میں دیکھی :

تیری شرارتوں سے جگر داغ داغ ہے
گل کھانے کو رقیب کا چھلا منگا دیا

میرے تن بدن میں آگ لگ گئی اور خیالات فاسد آنے لگے - آخر مجھ سے وہاں بیٹھا نہ گیا ، جلد اٹھ کر چلا آیا - اور سوچتا تھا کہ دیکھو مجھ سے اس کا تذکرہ[1] تک نہ کیا - کچھ نہ کچھ

۱- اس واقعے میں چند عقل مندیوں کے انبار مصنف نے لگا دیے ہیں - (مترجم)

Marfat.com

ل میں کالا[1] ہے ۔ اسی غصے میں میں دوسرے روز دوپہر تک
ہے میں نہ گیا ۔
میرزائی نے تیسرے پہر کو آدمی بھیجا کہ آج اب تک
یوں نہیں آئے ۔ میں نے کہا ''خیریت ہے ، کچھ خانساماں سے
عاملہ در پیش تھا اس لیے نہ آ سکا ۔''
تھوڑی دیر میں رحم اللہ آیا اور کہا خانم صاحبہ کہتی
ہیں ''آج کیوں نہیں آئے ۔''
میں نے کہلا بھیجا کہ شکر ہے دو دن کے بعد تو میں یاد آیا ۔
میں تمہارے اور خانساماں کے جھگڑے میں پھنسا ہوا ہوں اس لیے
تم کو بھول بیٹھا ہوں اور یہ شعر ایک پرچے پر لکھ کر
حوالے کیا :

بلبل ز تاب درد رقابت به خود نه دید
از دست باغبان و گل و گلستاں گذشت

اس نے کہلا بھیجا ''اچھا عصر کے وقت اس کا جواب
دوں گی ۔''

میں غصے کی وجہ مٹنے چاہتا تھا کہ عصر کے وقت بغیر ملے
سوار ہوجاؤں کہ اتنے میں وہ قنات کے پاس آ گئی اور مجھے اشارے
سے بلایا ۔ میں قریب گیا اور یہ شعر پڑھا :

نه دانم که زند حرفے که از خلوت سرائے دل
بگوشم گفتگوے مردم بیگانه می آید

۱۔ دل میں کالا ہو یا نہ ہو مگر دل ضرور کالا تھا ۔ (مترجم)
اس میں بے وقوفی کی بھی کیا بات ہے ؟ اور اعتراض کیوں ؟ انصاف
شرط ہے '' عشق است و ہزار بدگمانی '' ہیرو کا دل تو سادہ اور صاف
تھا ' آپ کا (مترجم کا) کالا نہ ہو جو خواہ مخواہ اعتراض ہے ۔ (مرتب)

Marfat.com

کہنے لگی ''میں اس کا مطلب ذرا بھی نہیں سمجھی ، کہ کچھ خفا ہو ؟''

میں نے کہا ''اپنے دل میں سوچو ، کوئی بات خفگی کی تم سے ہوئی ہے یا نہیں ۔''

جواب دیا ''صاف کیوں نہیں کہتے ، یہ پہیلیاں تو میری سمجھ میں نہیں آتیں ۔ مگر ہاں میں سمجھی ۔ اچھا یہ تو بتاؤ تم نے سنا کیا اور کس سے سنا ؟''

مجھے جو کچھ معلوم تھا بیان کر دیا ۔

اس نے کہا ''ہاں یہ تو ہوا ، لیکن میں نے جو جواب دیا وہ بھی آپ کو معلوم ہے ؟''

میں نے کہا ''زیادہ تر ملال کا باعث تو یہی ہے کہ تم نے مجھ سے چھپایا ۔ مجھے کیا خبر کہ کس قسم کا جواب تم نے دیا ۔''

کہنے لگی ''اول تو تم کل سے خیمے میں بیٹھے ہی نہیں دوسرے جب کہ میں نے خود تدارک کردیا تو آپ سے کہنے کی چنداں ضرورت نہ معلوم ہوئی ۔ وہ بات ہی کیا تھی کہ مشورے کی ضرورت ہوتی ۔ خیر اب بھی اسی سے پوچھ لو کہ میں نے کیا کہلا بھیجا ۔ شاید میرے کہنے کا یقین نہ آئے ۔''

میں نے کہا ''بہتر ہے ۔''

اسی وقت اس کو بلوا بھیجا اور اس سے حال پوچھا ۔ پہلے تو وہ کانپنے لگا اور بولا مجھ سے قصور ہوا ، معاف کیجیے اور اس کا چرچا اب ہونے نہ پائے ورنہ میرے لیے خرابی ہے ۔''

میں نے اس کو مطمئن کیا اور کہا ''آخر خانم جان نے جواب کیا دیا ؟''

اس نے کہا ''پہلے تو مجھ پر بہت خفا ہوئیں ، پھر خانساماں

Marfat.com

و کہلا بھیجا کہ تیرا تحفہ صاحب کے سامنے پیش ہوگا۔''

یہ سن کر مجھ کو بدگمانی جاتی رہی۔ صبح کو رحم اللہ کو بلوایا تاکہ اپنے اطمینان کی کیفیت کہلا بھیجوں۔ وہ آیا تو بچی اور ڈلی کھاتا ہوا۔ میں نے کہا ''تو نے یہ کہاں سے لیں؟''

اس نے لڑکپن سے صاف کہہ دیا ''خانساماں نے جو مصالحہ بھیجا تھا، آج خانم صاحبہ نے سب کو وہ تقسیم کر دیا، مجھے بھی حصہ دیا''

میں نے زور سے اس کے کان پکڑ کے کہا ''دور ہو مردود یہاں سے'' اور الائچیاں وغیرہ چھین کر زمین پر فوراً پھینک دیں۔''

وہ روتا ہوا خانم جان کے پاس گیا اور میری نالش کی کہ مجھے منشی جی نے ناحق مارا، میں نے ان کا کیا بگاڑا تھا۔

اس نے اس کو سمجھا بجھا کر چپ کیا اور اسی کے ہاتھ مجھے بلا بھیجا اور یہ بھی کہا کہ اچھا اس کے عوض آپ کی گوشمالی منگ صاحب کے سامنے نہ کروں تو سہی۔

مجھے یہ سن کر اور بھی غصہ آیا اور کہلا بھیجا کہ جا کہہ دے میں نہیں آؤں گا، اب میرا وہاں کیا کام ہے۔

تمام دن اسی رنج میں مبتلا رہا۔ رات کو خیمے میں بھی نہیں گیا۔ مگر جب غصہ مدھم ہوا تو میں نے سوچا ناحق بے چارے لونڈے کی گوشمالی کی؛ سب واقعہ تو معلوم ہوچکا تھا، پھر ایسی حرکت کرنا میری ہی زیادتی ہے۔ تاہم میں نے شکایت میں ایک رقعہ لکھا اور صبح کو جب رحم اللہ آیا، میں نے اس سے پوچھا ''ان کا مزاج اچھا ہے؟''

اس نے کہا ''ہاں اچھی ہیں مگر رات سے کھانا نہیں کھایا ہے، بالکل خاموش اور اداس ہیں۔''

Marfat.com

میں نے کہا ''اچھا یہ رقعہ دے دینا اور کہنا مز
پوچھا ہے۔''

رقعہ

جان من !

میری تمہاری محبت کا اندازہ مشکل ہے، اس لیے کہ تھوڑی با
بھی زیادہ ناگوار ہوتی ہے ، اور تم سخت بات کہہ گذرتی ہ
جس سے میرے دل پر چوٹ لگتی ہے اور مجھ سے برداشت نہیں
ہو سکتی۔

بجائے سنگ طفلاں برگ ہائے گل بباید زد
چو مظہر میرزا دیوانۂ نازک طبیعت را

یاد رہے کہ بے وفائی اور ستم گری اچھی نہیں ، رسم محبت
کو برباد کرنا سخت نازیبا ہے ، آئندہ تم کو اختیار ہے۔''

ظہر کے وقت چمن میں ٹہل رہا تھا کہ رحم اللہ نے جواب لا
کے دیا۔

جواب رقعہ

میرے یار سرا سر عیار !

دیکھو بلبل ایک بے تمیز جانور ہے اور پھول میں سوائے
رنگ و بو کے کیا دھرا ہے مگر ہر وقت اس کے صدقے ہوتی
رہتی ہے ، بلکہ تڑپ کے جان بھی قربان کر دیتی ہے۔ حیف ہے
کہ انسان اشرف المخلوقات ہو کے محض بدگمانی اور ذرا سی
خلاف مزاج بات پر اس طرح بگڑ جائے اور عقل سے مطلق کام نہ لے

Marfat.com

مگر آپ کا قصور نہیں ہے ، یہ میری ہی خطا ہے ۔

جزائے ایں کہ بہ ہمچو توے وفا کردم
بہرجفا کہ دلت خوش شود سزائے من است

تقدیر ہی بری ہے تمہاری خطا نہیں

اب اتنی عرض یہ ہے کہ میں نے قصور کیا ہے یا نہیں اس سے غرض نہیں ۔ لہذا میری خطا معاف فرمائیے اور اپنے دل کو صاف کر ڈالیے ۔ مہربانی کرکے تھوڑے پھول اپنے باغ سے بھجوا دیجیے ۔ آج بسنتی جوڑا میں نے بدلا ہے ، پھولوں کی ضرورت ہے ، اور اگر خود بھی عصر کے وقت حسب معمول قنات کی طرف آئیے تو عنایت ہے ۔ خاطر جمع رکھیے ، میں ایک حرف بھی شکایت کا زبان پر نہ لاؤں گی ۔"

نہ ہوں وہ اب جو کھلیں شکوۂ جفا کے لیے
وہ ٹوٹیں ہاتھ اٹھیں جو کہ بد دعا کے لیے

مگر جی جلتا ہے تو آہ کرکے رہ جاتی ہوں :

چین تجھ کو نہ ملے میرے ستانے والے
تو بھی ٹھنڈا نہ رہے جی کے جلانے والے

رقعہ پڑھ کے میں رونے لگا ۔ جب عصر کے وقت اس سے ملاقات ہوئی ، پہلے ہی یہ شعر اس نے پڑھا :

جفا کشان محبت لب از فغاں بستند
گرہ ز جبہ کشادند و بر دہاں بستند

۱- روتے آپ ضرور تھے مگر افسوس عقل کو کبھی نہ روئے ۔ (مترجم)

حسن شاہ غریب کے پاس تو سوائے رونے کے اور چارہ ہی کیا تھا ۔ اور پھر وہ عقل کو روتا تو آپ کو یہ موقع کیسے نصیب ہوتا (مرتب)

Marfat.com

جو کچھ کرتے ہو خوب کرتے ہو ، اب میری طرف سے ایک حرف بھی نہ سنو گے ۔ آپ بڑے عقلمند ہیں ، عقلمند کی دور بلا :

ولے گرفتۂ ما مشکل است باز شود
که قفل بر در میخانه از درون زده اند

میں نے ہاتھ جوڑ کے کہا :

گر زهر دهی شکر توان گفت
ور سنگ زنی گهر توان گفت

اس نے کہا ''آپ کو خیرت ہے ؟'' اور چل دی ۔ ناچار مغرب کے بعد خیمے میں گیا ، وہ تنہا صحن میں کرسی پر بیٹھی تھی ۔ مجھے دیکھ کر سر جھکا لیا ۔ میں نے قریب جا کر کہا ''مجرا عرض کرتا ہوں'' اس پر ہنس پڑی اور کہا '' چہ خوش ، یہ دوسری ہوئی ، خیر جائیے اندر بیٹھیے میں بھی آئی ۔''

میں بہت ہی پریشان خاطر میرزائی کے پاس بیٹھا ۔'' تھوڑی دیر کے بعد وہ سب کھانے کو اٹھ گئے ۔ اس نے کہا ''مجھے بھوک نہیں ہے ، میں اس وقت نہ کھاؤں گی ۔''

جب تنہائی ہوئی ، مجھ سے بگڑ کے کہا ''اب جو کچھ کہنا ہو فرمائیے ۔ یہ کیا آپ کی عقلمندی ہے کہ ناحق جب دیکھو ایک نیا سوانگ کرتے ہو ۔ سامنے تو بھیگی بلی بنے رہتے ہو ، میٹھی میٹھی باتیں کرتے ہو ، جب الگ ہوتے ہو کچھ خیال ہی نہیں رہتا ۔''

ان تلوں تیل ہی نہ تھا گویا
آپ سے میل ہی نہ تھا گویا

یہ عیاریاں اور سخن سازیاں مجھے ناپسند ہیں ۔ آدمی صاف

Marfat.com

صاف کہے تو اُس کا حال معلوم ہو ، نہیں آپ کی طرح آنکھیں ہوئیں چار دل میں آیا پیار ، آنکھیں ہوئیں اوٹ جی میں آئی کھوٹ ۔''

میں نے کہا :

بر من از جور تو ہر چند کہ بیداد رود
چوں رخ خوب تو بینم ہمہ از یاد رود

کہنے لگی ''بھلا یہ آپ کی کیا حماقت تھی کہ نہ اصل بات کو دریافت کیا اور نہ کچھ سنا ۔ اُس لڑکے کو مار بیٹھے اور اس طرح بگڑ گئے گویا جان پہچان تک نہ تھی ۔ کیا سوجھتا نہیں ہے کہ میں کیسے لوگوں میں پھنسی ہوں ۔ اگر یوں ہی آپ کی تنگ مزاجیاں اور زود رنجیاں ہوتی رہیں گی تو خدا ہی حافظ ہے ۔''

میں نے کہا ''ایک تو تم نے مجھے سخت جواب کہلا بھیجا ، دوسرے یہ کہ میں نے سمجھا اگر اس پاجی کے حال پر مہربانی نہ ہوتی تو اُس کے ہدیے کو کیوں قبول کر لیتیں اور خوش خوش سب کو تقسیم کرتیں ، بلکہ صاحب سے کہہ کے اس کو سزا دلواتیں ۔''

بولی ''صاحب ! آپ کو کچھ خبر ہے ، سمجھتے بھی ہو یا یوں ہی جو چاہتے ہو کہہ ڈالتے ہو ؟ تو اُس کا تحفہ تقسیم کر دینا آپ مہربانی پر محمول کرتے ہیں ؟ پھر میں کیا کہوں ! خدا کی عنایت سے آپ تو مجھ سے زیادہ عقلمند ہیں ۔ ذرا سوچیے تو سہی ؛ جب کہ میری ایک ذرا سی دھمکی میں اُس کے ہوش آڑ جائیں اور سارا نشہ ہرن ہو جائے ، پھر اُس کے آقا تک وہ بات پہنچانا اپنی ہی سبکی اور کم ظرفی ہے یا نہیں ؟ گئی گذری بات کا بتنگڑ کرنا اور اپنے آپ کو نکو بنانا

Marfat.com

مجھ سے تو نہیں ہو سکتا تھا ۔ سب سے زیادہ اُس کی سزا یہی تھی کہ اُس کی چیزیں اُس کو واپس نہ ہوئیں ۔ ایسے پاجیوں کو نقصان ہی پہنچانا بڑی تنبیہ ہے ۔ اور جو کچھ میں نے کیا اس میں آپ کے مشورے کی بھی ضرورت نہ تھی ۔ یہ کوئی ملکی اور مالی نازک مسئلہ نہ تھا کہ صلاح و مشورہ کیا جاتا ، توپ اور تلوار کا انتظام ہوتا ۔ آپ نے ناحق ناحق اُس کو اتنا طول دیا ، رائی کو پہاڑ ، سوئی کو بھالا بنا دیا ۔ مگر مجھے معاوم ہوتا ہے بی جان کی باتوں سے ابھی تک سرکار کے کان بھرے ہوئے ہیں ، دماغ میں کچھ اور ہی بو بسی ہوئی ہے ۔ تہمتیں تراشی جاتی ہیں ، فقرے سوچے جاتے ہیں ، کہ کسی طرح چھدا رکھ کے الگ ہو جائیں ۔ یہ بھی بے پردگی یا منگ صاحب کے ساتھ باتیں کرنے کا رشک ہوا ، جس کو بارہا آپ کہا کرتے ہیں :

وہی بے پردگی شیشے میں بھی ہے
بنی ہے دختر رز پارسا کیا

میں اُس کو آپ کی غیوری اور مردانگی پر محمول کرتی تھی کہ اُن سے نہیں دیکھا جاتا ۔ یہ نہ سمجھتی تھی کہ اس پردے میں کچھ اور ہی مطلب ہے ۔ ذرا آپ کو خیال نہیں آتا کہ خدا نے اپنے حبیب پاک کے صدقے میں میرا مزاج ایسا نہیں بنایا ہے ، ورنہ کیا ممکن تھا کہ ان لوگوں میں رہ کے میں اچھوتی رہ جاتی ؟ یا مجھے ایسا ہی منظور تھا تو اور کوئی مجھے نہیں جڑتا تھا ، جو خانساماں سوئے پر ریجھنے جاتی ۔ میں تو خدا کی قسم اس قدر بے پردگی کو بھی عذاب جان سمجھتی ہوں ، اور خصوصاً تمہارے ہوتے اگر کسی غیر مرد سے صاحب کے یہاں بات کرنے کا اتفاق ہوتا ہے تو جان

Marfat.com

ے دینے کو جی چاہتا ہے ۔ پھر یہ سب جانتے بوجھتے آپ کی
ی باتیں خالی از علت نہیں معلوم ہوتیں ۔ آگے آپ کے دل
حال خدا کو معلوم ہے ۔''

میں نے کہا '' کیا کروں ، اُس وقت بے اختیار طبیعت
ھ سے جاتی رہی اور اس لڑکے کو گوشمالی کر بیٹھا ، اس
منگ صاحب کے طعنے پر اور بھی رنج ہوا :

ناز پرورد وصالم گوش بر حرفم مکن
آرزو بسیار باشد طبع محبوب مرا

اُس نے کہا '' آئندہ آپ کو اختیار ہے '':

بدنام ہو گے جانے بھی دو امتحان کو
تم سے کرے گا کون عزیز اپنی جان کو

میں نے کہا ''اب انشاالله میری طرف سے سوائے تمھاری
مندی کے کوئی فعل نہ ہوگا ۔''

یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ میرزائی آ گئی ۔ گو میرے دل
سب گلا جاتا رہا تھا مگر بی جان کے طعنے سے سخت انقباض
اور کانٹا سا جگر میں کھٹکتا تھا ۔ چونکہ طبیعت افسردہ تھی ،
اسی وقت رخصت ہو کے چلا آیا ۔

صبح کو دن بھر خیمے میں نہیں گیا اور دونوں وقت ٹالنے
لیے سوار ہو کے چلا آیا ۔ رحم الله مجھے ڈھونڈھ بھی
۔ مغرب کے وقت پھر آیا اور کہا '' خانم صاحبہ نے دوبار
کو دکھلوایا اور انتظار بھی کرتی رہیں ، مگر آپ نہ آئے
چلیے ۔''

میں نے کہا ''وہاں بی جان بھی ہے ، میں کیسے آؤں ۔''

شوخیاں ہم نے دکھائیں شب وصلت کیا کیا
وہ اگر من گئے دم دینے سے ہم روٹھ گئے

Marfat.com

اگرچہ یہ کہلا بھیجا مگر دل بے قرار تھا ، کہیں جی نہ لگتا تھا ۔ کبھی اندر بنگلے میں جاتا تھا ، کبھی باھر آتا تھ دوسرے دن ظہر کے وقت رحم اللہ نے یہ رقعہ لا کر دیا :

رقعہ

اے بو قلموں نگار گردت گردم !

ھر بار رنجش بے جا کا سبب نہیں کھلتا ۔ اگر کسی کے کہنے سننے پر آ گئے ھیں تو خدا حافظ ۔ معلوم ھوتا ھے ابھی تک آپ کی طبیعت میں خامی باقی ھے کہ دشمنوں کی بات کا اعتبار کر لیتے ھیں ۔ بہر حال جو کچھ رنج ھو نکال ڈالیے ۔ اس قدر بے اعتنائیاں اچھی نہیں ۔ اگر فیصلہ منظور ھے ، رات کو آئیے اور چھوٹی بیاض اپنے ساتھ لیتے آئیے ورنہ یاد رھے کہ اس ایک رنجش کے عوض میں بہت سی صلحیں آزاد کرنا پڑیں گی او کچھ بنائے نہ بن پڑے گا ۔

کتنے ستم تمھارے ھیں کتنا ھے میرا صبر
آج آؤ کچھ ھمارے تمھارے حساب ھو

رقعہ دیکھ کر میں رونے لگا اور دل میں نادم ھوا مغرب کے بعد خیمے میں گیا ۔ میرزائی اور بی جان اور میری معشوق سب گانے میں مشغول تھیں ۔ میرزائی نے کہا ”خوب آپ اس وقت آ گئے ، کسی غزل کو فرمائیے ، ھم حکم کی تعمیل کریں ۔ میں بیٹھا ھی تھا کہ خانم جان نے یہ غزل شروع کی :

Marfat.com

حافظ

اے که با سلسلهٔ زلف دراز آمدهٔ
فرصتت باد که دیوانه نواز آمدهٔ
ساعتے ناز مفرما و بگردان عادت
چون به پرسیدن ارباب نیاز آمدهٔ
پیش بالاے تو میرم چه بصلح و چه بجنگ
که به هر حال برازندهٔ ناز آمدهٔ
آب و آتش بهم آمیخته از لب لعل
چشم بد دور که بس شعبده باز آمدهٔ
آفریں بر دل نرم تو که از بهر ثواب
کشتهٔ غمزهٔ خود را به نماز آمدهٔ
زهد من با تو چه سنجد که یغماے دلم
مست و آشفته به خلوت گهه راز آمدهٔ
گفت حافظ دگرت خرقه شراب آلود ست
مگر از مذهب این طائفه باز آمدهٔ

اس کے بعد یہ چند شعر گائے :

دل ربایانه دگر بر سر ناز آمدهٔ
از دل ما چه بجا مانده که باز آمدهٔ
دربغل شیشه و در دست قدح در بر چنگ
چشم بد دور که بسیار بساز آمدهٔ
مے بده ، لے بستاں ، نائے بزن ، دست بکوب
به خرابات نه از بهر نماز آمدهٔ
این قدر باش که من از سرجاں برخیزم
چون به غمخانه ام اے بنده نواز آمدهٔ

Marfat.com

پھر میں نے اس غزل کی فرمائش کی :

غزل

شراب لعل کش و روے جبیناں بیں
خلاف مذهب آناں جمال ایناں بیں
به زیر دلق ملمع کمند ها دارند
دراز دستیٔ ایں کوته آستیناں بیں
به خرمن در جهاں سر فرو نمی آرند
دماغ کبر گدایان و خوشه چیناں بیں
گره ز ابروے پُرچیں نمی کشاید یار
نیاز اهل دل و ناز نازنیناں بیں
غبار خاطر حافظ ببرد صیقل عشق
صفاے همت پاکان و پاک دیناں بیں

اس کے بعد خانم جان نے یه غزل شروع کی اور میری طرف دیکھ کر مسکرا دیا :

زاں یار دل‌نوازم شکریست با شکایت
گر نکته دان عشقی خوش بشنو این حکایت
بے مزد بود و منت هر خدمتے که کردم
یارب مباد کس را مخدوم بے عنایت
چشمت به غمزه مارا خون خورد و می پسندی
جان روا نه باشد خون‌ریز را حمایت
هر چند بردی آبم روی از درت نتابم
چون از حبیب خوش تر کز سدعی رعایت

Marfat.com

در این شب سیاهم گم گشت راہ مقصود
از گوشۂ برون آ اے کوکب ہدایت
اے آفتاب خوباں مے سوزد اندرونم
یک ساعتم بگنجاں در سایۂ عنایت
عشقت رسد بہ فریاد از خود بسان حافظ
قرآں ز بر بخوانی در چاردہ روایت

بعد اس کے میرزائی نے کہا "بی خانم! تم عصر کے وقت کچھ گنگنا رہی تھیں - اس غزل کی کیا اچھی لے تھی - میں نے کچھ کچھ سنا تھا، ذرا گانا تو سہی اسے۔"
خانم جان نے کہا "اچھا لیجیے"!

غزل حافظ

بالا بلند عشوہ گر سرو ناز من
کوتاہ کرد قصۂ زہد دراز من
مست ست یار و یاد حریفاں نمی کند
یادش بخیر ساقیٔ مسکیں نواز من
یاراں بناز و نعمت و ما غرق محنتیم
یارب بساز کار من اے کار ساز من
گفتم بدلق زرق بپوشم نشان عشق
غماز بود اشک و عیاں کرد راز من
نقشے بر آب می زنم از گریہ حالیا
تا کے شود قرین حقیقت مجاز من
می ترسم از خرابیٔ ایماں کہ می برد
محراب ابروے تو حضور نماز من

Marfat.com

بر خود چوں شمع خندہ زناں گریہ میکنم
تا با تو سنگ‌دل چکند سوز و ساز من
از آب دیدہ بر سر آتش نشستہ ام
کو فاش کرد در ہمہ آفاق راز من

آہستہ سے مجھ سے کہا ''یہ شعر سن رکھو'' :

حافظ ز گریہ سوخت ، بگو حالش اے صبا
با شاہ دوست پرور دشمن گداز من

اس کی آنکھوں میں آنسو چھلکتے جاتے تھے مگر اس طرح پی جاتی تھی کہ ایک قطرہ نہیں ٹپکنے پاتا تھا ۔ بی جان سے اس نے کہا ''کوئی ہولی چھیڑو'' اور خود ہی یہ ہولی آڑانے لگی :

ہولی

آیو رے پھاگن ماس اے سجنی
ڈاروں گی رنگ بنائے بنائے
ماروں گی گیندا اور کمکمے
سب دکھ دوں گی بھلائے بھلائے
اور رنگ پیا روس رہو گے
تو میں لوں گی منائے منائے

اس ہولی کا ایسا سماں بندھا اور فصل کی چیز کچھ اس طرح کا مزہ دے گئی کہ میں تو بیتاب ہو گیا ۔ خانم جان سے ضبط نہ ہو سکا ، مگر فوراً اٹھ کے صحن میں چلی گئی ۔ میرزائی نے گانا موقوف کر کے کھانا مانگا ۔ میں نے کہا ''میں بھی باہر انگنائی میں بیٹھتا ہوں ۔''

اس نے کہا ''بہتر ، لیکن میرے سر کی قسم چلے نہ جائیے گا ۔''

Marfat.com

کھانے پر خانم جان کو بھی بلایا ، اس نے کہا ''میں شام کہہ چکی ہوں ، دن کا کھانا ہضم نہیں ہوا ہے ، رات کو نہ ؤں گی ۔ پس آپ سب کھائیے ، مجھے بالکل بھوک نہیں ہے ۔''
میرزائی نے کہا '' بہتر ہے ، اگر سونے کے وقت تک یعت صاف ہو جائے تو کھا لینا ۔ اور مجھ سے کہا دو تین مہینے خانم کی بھوک بالکل جاتی رہی ہے ، خصوصاً چار پانچ روز تو شاید دو تین وقت کچھ غذا کھائی ہو ۔''
میں نے کہا '' حکیم صاحب آئیں تو کوئی جوراش تجویز ں دوں گا ۔''
غرض کہ میں اور وہ دو ہی رہ گئے ۔ اس وقت اس نے کہا ب تم نے میرے دل کا حال معلوم کرلیا اور جو خواہش تھی وہ ری ہوگئی ، تو اس طرح کی مہمل باتیں شروع کی ہیں ، جس سے ری روح کو صدمہ ہے ، اور میری اوقات معینہ اور وضع میں ق آنے لگا ہے ۔ کیوں مجھے جلا کر خاک سیاہ کرتے ہو اور ری بدنامی کے خواہاں ہو ۔ میری رسوائیاں کیا صرف میرے ی تک ختم ہوجائیں گی ؟ نہیں آپ بھی بچ نہ رہیں گے ۔''

اور بڑھ جائیں گی بد نامیاں رسوا ہوگے
آزماؤ نہ خدا کے لیے الفت میری

''تم کو میں نے اس وقت خاصۃً اس لیے بلوایا ہے کہ را قصور کیا ہے جو تم اس قدر برہم ہو رہے ہو اور یہ حرکتیں رتے ہو ۔''
چونکہ در حقیقت میرا سلال غیر واجبی اور محض میری لط فہمی کے باعث تھا ، میں سخت شرمندہ ہوا اور بہت ہی عذرت کی ۔
اس نے کہا ''اب تو عذر کرتے ہو مگر افعال ایسے کرتے

Marfat.com

ہو جس میں دونوں بد نام ہوں ، اور افشاے راز ہوجائے ۔ م
نے اس وقت گاتے گاتے اسی لیے کہا تھا کہ یہ مصرع سن رکھو

کر دی تو فاش در ہمہ آفاق راز من

میں برابر طرح دیتی چلی جا رہی ہوں ، اور طول کر
مناسب نہیں سمجھتی ، ورنہ قدر عافیت معلوم ہوجاتی :

از حرف شکوہ طبع تو بر ہم نمی زنم
شمشیر می زنی تو و من دم نمی زنم

میں نے کہا ''طول تو تم نے دیا ، یعنی عذر تو گیا گذ
ہوا ، اس کے بدلے غصہ آمیز باتیں مجھے کہلا بھیجی ، اس
مجھے رنج ہوا ۔''

جواب دیا '' صاحب عذر کس بات کا ۔ میں نے قصور ہ
کیا کیا تھا ۔ ایک لڑکے کو بہلا دینے کے واسطے میں نے مصلح
وہ بات کہہ دی ، تو آپ کو سمجھنا تھا کہ اس میں کچ
مصلحت ہوگی ۔ افسوس عہد نامے کی تم نے خوب تعمیل کی
سچ پوچھو تو حق شکایت مجھے تھا ۔ میں نے تو جانے دیا ، الٹے
آپ ہی خفا ہوگئے ، یہ نیا طریقہ دیکھا ۔ پھر دعویٰ یہ کہ
عاشق ہیں ، مرتے ہیں ۔ واہ ! ایسی عاشقی کو سلام ہے '' :

الٹے وہ شکوے کرتے ہیں اور کس ادا کے ساتھ
بے طاقتی کے طعنے ہیں عذر جفا کے ساتھ

میں نے کہا :

ہم بھی بدلے جو مزاج بت بدخو بدلا
سو رہے پھیر کے منہ اس نے جو پہلو بدلا

کیا کروں ، مجھ سے تحمل نہیں ہوسکتا ۔ بہرحال معاف کر دو
میں اپنی حرکتوں سے شرمندہ ہوں ۔ میں اپنی عادت سے مجبو
ہوں ، ذرا سی خلاف مزاج بات گوارہ نہیں ہوتی :

Marfat.com

عاشق ہوں پہ معشوق فریبی ہے مرا کام
مجنوں کو برا کہتی ہے لیلیٰ مرے آگے

اس نے ایک آہ بھری اور کہا ''دیکھو جلے ہوؤں کو جلانا اچھا نہیں ، جو خود ہی خاک میں ملا ہو ، اس کو اور بھی پامال کرنا کیا ضرور ہے ۔''

میں اور یہ اضطراب خاطر
تم اور یہ شیوہ دلبری کا

کل میں بہت ہی درد ناک اور پریشان تھی ، بے اختیار یہ شعر پڑھتی تھی اور روتی تھی :

دل در خون طپیدۂ دارم
جان بر لب رسیدۂ دارم
گر رسیدی نمی روم از جا
خاطرِ آرمیدۂ دارم
از برائے نثار او واقف
جان بر لب رسیدۂ دارم

نہایت شدت درد جگر ہے
مسیحا کچھ ہماری بھی خبر ہے

دل دیا جان کے کیوں اس کو وفا دار اسد
غلطی کی کہ جو کافر کو مسلماں سمجھے

ایک بار پھر سمجھاتی ہوں کہ ایسا نہ کرنا چاہیے ۔ آئندہ تم کو اختیار ہے ۔''

Marfat.com

میں نے کہا ''بہ سر و چشم قبول ہے ۔''

سر نہ پیچم ز جفایت بوفاے تو قسم
نہ کنم شکوہ ز جورت بجفائے تو قسم
اینک اینک من و اینک سر و اینک شمشیر
راضیم ہر چہ تو خواہی بزضاے تو قسم

القصہ بعد بہت سی رد و بدل کے اس کا غصہ جاتا رہا اور بالکل صفائی ہوگئی :

للہ الحمد میان من و او صلح فتاد
حوریاں رقص کناں ساغر مستانہ زدند

اب میرزائی بھی آ گئی اور کہنے لگی '' میں نے ایک شعر بھی نہیں سنا ، اب ہمارا حصہ ہے ۔''

میں نے کہا ''بہتر ہے ، لیجیے سنیے ۔''

غرض آدھی رات کے قریب میں اٹھ کے چلا آیا ۔ اور اس دن سے کوئی ایسا واقعہ پیش نہیں آیا جو لکھنے کے قابل ہو ۔ البتہ آپس کے رمز و کنائے یا باہم اختلاط اور خلوتوں کے لطف تحریر سے خارج ہیں ۔ صرف خاص خاص واقعات قلم بند کر دیے ۔

Marfat.com

جدائی جدائی آہ جدائی

یہی تھا خیال ہمیں دم بدم کہ بہار دیکھیں گے اب کے ہم
جو چھٹے اسیر قفس سے ہم تو سنا خزاں کے دن آ گئے

قریب ایک سال کے اعظم جی کا طائفہ منگ صاحب کی سرکار میں نوکر رہا ۔ یکایک کیمپ کی بدلی کی خبر مشہور ہوئی کہ پورب کو یہ فوج تبدیل ہوگی ۔

چنانچہ ایک دن صاحب نے میرزائی سے کہا کہ اب میں فوج کے ساتھ کلکتے جاتا ہوں ۔ اگر میری واپسی جلدی ہوئی تو میں پھر تمہارے طائفے کو بلوا لوں گا ورنہ خیر ۔ اور مجھ سے دو تین دن کے بعد فرمایا کہ آج کی تاریخ تک ان کا حساب کر دو ، اور ان کو موقوفی سنا دی جاوے ، اور دو سو روپیہ خانم جان اور نی جان کو اور سو روپیہ میرزائی کو انعام دے دینا ۔ میں نے جیسے ہی یہ حکم سنا ، میرا کلیجا پھٹ گیا اور اوسان خطا ہو گئے ۔ اسی طرح خانم جان کو صدمہ عظیم ہوا ، بلکہ قریب بہ دیوانگی کی حالت ہو گئی ۔

عصر کے وقت قنات کے پاس آ کے کہا کہ لیجیے زمانۂ جدائی آ گیا ۔ (مومن خان دھلوی)

لو سنا تم نے سفر ٹھہر گیا
اپنا جانا پس اُدھر ٹھہر گیا
ملنے کے دھیان رہے جی ہی میں
جی کے ارمان رہے جی ہی میں

Marfat.com

سوچتے رہتے تھے تدبیر وصال
تھے ملاقات کے کیا کیا نہ خیال
یوں جدائی کی خبر کاہے کو تھی
دور گردوں پہ نظر کاہے کو تھی
کہیں کیا آہ جو کچھ سمجھے تھے
نہ ہوا آہ جو کچھ سمجھے تھے

میں نے کہا ''جس وقت سے صاحب نے مجھے حکم دیا ، میرے ہاتھوں کے طوطے اڑے ہوئے ہیں اور کوئی تدبیر بن نہیں پڑتی - یہ سن کے وہ چلی گئی -

میں شب کو خیمے میں گیا - وہاں کا عالم ہی اور تھا - یا تو چہچہے قہقہے رہتے تھے یا آج سناٹے کا عالم - ہر شخص اداس ، قیامت کی افسردگی چھائی ہوئی ، لوٹا ہوا کاروان یا شب ماتم کا حال تھا - میں بھی پریشان بیٹھ گیا - تھوڑی دیر میں وہ سب کھانے کو اٹھ گئے - میری مہ جبین بیٹھی رہی اور بے اختیار رو کے کہنے لگی ''آہ اسی روز سیاہ کے ہولوں نے میرا خون خشک کر رکھا تھا اور ایک دن بھی میرا خوشی میں نہ گزرا ، آخر وہی ہوا - خدایا اب کیا ہو گا -''

عیش بے رنج کہاں غم کدۂ عالم میں
نظر آتی ہے خوشی خندۂ بیمار مجھے

میں نے کہا ''آسمان کی نظر کھا گئی ، چند روزہ اتفاق پر ظالم جل گیا - میں اپنی حالت قلب و جگر بیان نہیں کر سکتا -''

فرمایا ''میں تو سنتی تھی کہ سال آئندہ فوج کی بدلی ہوگی ، دفعتاً کہاں سے آفت نازل ہوگئی ، ہمارے دشمن جان سب ہی ہو گئے '' :

Marfat.com

بڑھا دے شوق سے صیاد کچھ طول اسیری کو
مزے لوٹے ہیں ہم نے بھی بہت اگلی بہاروں میں

میں نے اس کی تسکین کے لیے کہا ''گھبرانے کی بات نہیں ہے، غالباً خدا چاہے گا تو کوچ موقوف ہو جائے گا ؛ یا جو فوج دوسری آئے گی ، اس میں کسی سردار کے پاس بی جان نوکر جائے گی ، کوئی صورت یک جائی کی نکل آئے گی ۔''

اس نے کہا ''یہ باتیں دم دھاگے کی اور کسی سے کہیے ، مجھ سی ابلہ فریبیاں میں خوب جانتی ہوں ۔ اگر تم کو کچھ محبت ہے اور میری زندگی درکار ہے تو کوئی اور تدبیر سوچیے تاکہ مفارقت ہونے نہ پاوے ورنہ مجھ سے ہاتھ اٹھاؤ ۔''

میں نے کہا :

بہ ہر چہ حکم کنی بندہ ایم فرماں بر
بہ ہر چہ حکم شود چا کریم خدمت گار

الغرض چند روز اسی طرح قلق و اضطراب میں گزرے ۔ ہرش اعظم جی وغیرہ نے یہ مشورہ کیا کہ اب یہاں دوسرے کیمپوں کے انتظار میں پڑے رہنا مفت زیر بار ہونا ہے ۔ معلوم نہیں فوج بدلہ کب آئے اور پھر کیا اتفاق ہو ۔ اس لیے مناسب ہے کہ یہاں سے پیش از پیش چنار گڑھ کو ہولیر صاحب کے پاس چلیں ، جس نے بی جان کا سر ڈھانکا تھا ، غالباً نوکر رکھ لے گا ۔

چنانچہ یہ صلاح پختہ ہوگئی اور کشتی کی تلاش ہونے لگی ۔ اسی دن رات کو اس نے مجھ سے کہا کہ کیوں صاحب ! اب کیا کرنا چاہیے ۔ ہائے میں نے کیا سوچا تھا کیا ہوا ۔ جو صورت ملاقات تم سے ہوئی تھی ، یہ میں نے اپنے دل کی زبردستیوں اور تمیز تمام عمر کے نباہ کے لیے کی تھی ۔ اور میرا عہد تھا کہ میں شادی بھی نہ کروں گی اور چند روزہ زندگی یوں ہی بسر کر دوں گی

Marfat.com

یا اگر اعظم جی وغیرہ فعل حرام پر ایسا ہی مجبور کریں گے
اپنی جان دے دوں گی ۔ خود کشی ایک نہایت ہی مذموم ا
نالائق حرکت ہے ، مگر اس بے حیائی سے میں اس کو ترجیح دیتی
وائے تقدیر کہ اب اور ہی معاملہ پیش آ گیا ، اور یہ ملاقات ا
میرے خیالات ایک افسانہ اور خواب کا سا واقعہ ہے ۔ اب مجھے زیا
تر جان کا کھٹکا ہے ، اور بے شک یہ شدنی امر ہے ، اس لیے
یہ ناخدا ترس لوگ وہاں جا کر خدا معلوم کیا سلوک کریں
ایک بار میں عیاری کر کے بچ گئی ، صرف بچنا ہی نہیں بلکہ تنخو
بھی ان کی بسر اوقات کے موافق مقرر ہوگئی ، سب جگہ تو ای
نہیں ہو سکتا ۔

صیاد نہ ہر بار شکار ببرد
باشد کہ یکے روز پلنگش بدرد

یہ کہہ کر زار زار رونے لگی اور یہ شعر پڑھے :

دل نمی دانم کجا زیں آستانم می کشد
مرگ می بینم کہ از ہجران عنانم می کشد
ہر سر مو برتنم دارد خروش و درد و داغ
ہجر پیوند تو از رگ ہائے جانم می کشد
داشتم در سینہ پیکانے ، خدنگ کاردے
دست غیرت ایں زماں از استخوانم می کشد
قصۂ وارستگی امروز پیش دل گذاشت
طرفہ حرفے ناامیدی از زبانم می کشد

میں نے کہا ''درحقیقت جو کچھ تم کو رنج ہو ، تھوڑا ہے
میری تو عقل ہی کچھ کام نہیں کرتی ، کیا کروں ، لیکن میر
تابع فرمان ہوں ۔ جو کچھ کہو گی ضرور کروں گا''

Marfat.com

تا دامن کفن نکشم زیر پائے خاک
باور مکن کہ دست ز دامن بدار ست

مجھے یقین ہے کہ جو معاملہ میرے اور تمہارے درمیان ہوا ہے ، اللہ خدا کی مرضی اور حکمت سے ہوا ہے ، انشا اللہ وہی انجام خیر کرے گا ۔''

فرمایا ، ''جی ہاں ، آپ یہ سوچتے ہیں اور مجھے تو یہ معلوم ہوتا ہے ۔''

در دلم بود کہ بے دوست نباشم ہرگز
چہ توان کرد کہ سعئی من و دل باطل بود

میں نے کہا ''پھر اگر تم کہو تو جان پر کھیل جاؤں[1] اور جس طرح ہو سکے تم کو لے کر الگ نکل چلوں ۔''

اس نے کہا ''ایسی بات کی صلاح میں کیوں دینے لگی جس میں جان و آبرو کا خوف ہو ۔ ہاں اور کوئی تدبیر عاقلانہ سوچنا چاہیے ، جو پیش بھی چلے اور اس مصیبت سے نجات بھی ملے ، ورنہ تم تو خیر لیکن میری جان ضرور جائے گی ۔''

میں نے کہا ''پھر تمہیں کچھ بتاؤ کہ میں اس کو پورا کروں[2] ۔''

جواب دیا ''کہیں سے دو گھوڑے عمدہ بہم پہنچانا چاہیے تاکہ قابو دیکھ کر یہاں سے چلے جائیں ۔ یہ تو معلوم ہے کہ جانبین کے ورثا کچھ ایسے صاحب دولت نہیں ہیں کہ

---

۱ ۔ ''ایسا غضب نہ کرنا ۔ جانے دو ، اپنی طرف دیکھو'' ۔ (مترجم)

نہایت بے محل اور بھونڈا مذاق ہے ۔ وہی مثل ہے:
''کسی کا ل جلے اور ان کو دل لگی سوجھے'' (مرتب)

۲ ۔ مگر خود ہم سے کچھ نہیں ہو سکتا ۔ (مترجم)

Marfat.com

زمین و آسمان ایک کر دیں گے اور خواہ مخواہ دنیا جہان چھان ماریں گے ، بجز اس کے کہ کچھ دوڑیں دھوپیں گے ، آخر تھک کر بیٹھ رہیں گے ۔ گلبدن چلی گئی ، کسی نے کیا بنا لیا ، کانپور سے دو قدم بھی باہر جا کر تلاش نہ کیا ۔''

میں نے کہا ''بہت بہتر ہے ، مجھے کچھ عذر نہیں ہے ۔''

چنانچہ چند روز خفیہ طور پر گھوڑوں کی تلاش کی لیکن خاطر خواہ نہ ملے ۔

جب سے صاحب نے طائفہ موقوف کر دیا تھا ، چند روز تک وہ لوگ بہت پریشان ہوئے اور افسردہ رہے ، مگر جس وقت سے وہ مشورہ قرار پا گیا ، مطمئن ہو گئے ۔ صرف کشتی کی تلاش ہوا کرتی تھی اور ہر روز میرزائی میرے دل بہلانے کے لیے گانے کا چرچا ضرور کرتی تھی اور اس طرح اشعار اور غزلیں فراقیہ گاتی تھی کہ کلیجے کے ٹکڑے ہو ہو جاتے تھے ۔ چنانچہ میرزائی کو قرینے سے معلوم ہو گیا تھا کہ ان دونوں میں کوئی تعلق ضرور ہے ، اور چوں کہ خود بھی بامذاق طبیعت رکھتی تھی ، میری خاطر داری انتہا سے زیادہ کرتی ۔ دو دو پہر رات گئے تک باتیں کیا کرتی ، اکثر پہلی صحبتوں کا تذکرہ اور آئندہ مفارقت کا رنج ظاہر کرتی تھی ۔ بی جان وغیرہ بھی اس کی ہم زبان ہو جاتی تھیں ، مگر میری گل عذار ایک حرف بھی منہ سے نہیں نکالتی تھی ، خاموش سنا کرتی ۔ کبھی کبھی یہ کہہ دیا کرتی تھی کہ تم کیسی باتیں کرتی ہو ، میر صاحب بڑے ہوشیار اور دور اندیش ہیں ۔ اسی دن کے خیال سے انھوں نے زیادہ ربط نہیں بڑھایا اور دور دور رہے ۔ ہر چند بی اماں آپ نے کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا مگر انھوں نے اعتدال سے کام لیا ۔ اور درحقیقت یہ نہایت دانش مندی کی بات تھی ورنہ آج بے فائدہ رنج اٹھانا پڑتا ۔

Marfat.com

نہیں ملتا ہے دل جب تک نہیں یہ دل سے ملتے ہیں
حسیں ملتے تو ہیں لیکن بڑی مشکل سے ملتے ہیں

غرض اس طرح باتیں ہوا کرتی تھیں جس کی تفصیل فضول ہے۔

ایک رات میں اور وہ تنہا بیٹھے تھے۔ اس نے اپنا صندوقچہ کھولا اور کہا "اس میں جس قدر زیور ہیں اس کو میں اپنے ساتھ ضرور لے چلوں گی۔"

میں نے کہا "زیور کی وجہ سے یہ لوگ ضرور پیچھا کریں گے۔"

اس نے کہا "اچھا جس قدر ان لوگوں سے مجھے ملا ہے، وہ چھوڑ دوں گی، باقی جو کچھ میری ماں کا متروکہ ہے اسے ضرور لے لوں گی۔"

میں نے کہا "وہ الگ کرو، میں دیکھوں تو سہی۔"

جب علیحدہ کیا، میں نے کہا "اولاً تو کچھ بھی لینا نہ چاہیے اور اگر تمہاری طبیعت نہیں مانتی تو صرف یہ الماسی ہیکل جڑاؤ آرسی، موتیوں کی مالا، زمرد کے پتے اور ثمرن، چمپاکلی مرصع اور دو انگوٹھیاں ہیرے کی، ایک زمرد کے نگ کی لے لو۔ میں نے بھی سو اشرفیاں اور دو سو روپے علیحدہ کر لیں۔ اس قدر مختصر چیزیں خورجی میں بھی کچھ نہ معلوم ہوں گی، گھوڑے پر ڈال لیں گے۔ مگر افسوس اس وقت تک گھوڑے نہیں ملے۔"

اس نے کہا "پھر آپ نے دوسری کون سی فکر کی ہے؟"

میں نے کہا "میری رائے یہ ہے کہ اعظم جی نے بڑی کشتی اولاک ڈھاکہ والی کرایہ کی ہے۔ میں بھی ایک چھوٹی کشتی بلوار، جو نہایت تیز رو ہوتی ہے۔ ٹھہرا لوں۔ جب ان کی کشتی روانہ ہو جائے، تین پہر کے بعد میں بھی اپنی کشتی

Marfat.com

پر سوار ہوکر پیچھے پیچھے چلوں ، بہت جلد تمھاری کشتی کے قریب پہنچ جاؤں گا اور الگ رہوں گا ۔ موقع دیکھ کے تم میری کشتی پر چلی آنا ، پھر تم کو یہاں لا کے کہیں چلے جائیں گے ۔ کشتی کے اوپر وہ چار خانے کی لنگی جس کو تم نے اکثر دیکھا ہے ، بہ طور نشان کے باندھ دوں گا ، اسے شناخت کر لینا ۔ میں لنگر کے وقت علیحدہ اپنی کشتی رکھوں گا اور دن کو نکلوں گا بھی نہیں ۔ اگر کشتی پر ان لوگوں کو تمھارا چلا جانا معلوم ہوگا تو عین حالت سفر میں ، اور وہ بھی دریا کا سفر ، کچھ تردد نہ کر سکیں گے اور خاموش ہو رہیں گے ۔ میں نے جاج مئو میں ایک حویلی بھی اپنے دوست کے نام سے خالی کرا رکھی ہے ، اس میں اتر پڑنا ۔''

اس نے اس مشورے کو بہت پسند کیا مگر کہا ''در حالیکہ تم کو بھی منظور ہے ، ابھی سے مجھ کو جاج مئو میں کیوں نہیں پہنچا دیتے ، اس قدر وقت کی کیا ضرورت ۔''

میں نے کہا ''اس میں افشائے راز ہوجائے تو قبل روانگی ایسا فعل کرنے سے تمھارے ساتھیوں کو تلاش کا موقع بہت ہے اور سفر میں دشوار ہے ، کیونکہ راستے سے کانپور واپس نہیں آ سکتے ، چنار گڑھ پہنچ کے کچھ فکر کریں گے ، وہ بے سود ہے ۔ آئندہ جو تمھاری مرضی ہو ، مجھے عذر نہیں ۔''

تڑپ کے ہم نے جو توڑیں بھی تیلیاں تو کیا
غلاف کی بھی کئی اک تہیں قفس پر ہیں

اس نے کہا ''بہتر ہے مگر جلد کشتی ٹھہرا لو ۔ وہ لوگ جمعے کو سوار ہوجائیں گے ۔ ایسا نہ ہو تم کو کشتی نہ ملے ۔''

میں نے کہا ''نہیں ، میں آج کشتی مقرر کیے لیتا ہوں

Marfat.com

انچه سعی است من اندر طلبت بنمایم
ایں قدر هست که تغییر قضا نتواں کرد

غرض که میں نے ایک بلوار ڈھاکه والی تلاش کرکے دس ملاح ملازم کر لیے ۔ گویا کشتی میری نوکر هوگئی ۔ کھانے پینے کی چیزیں ، میوے ، فواکہات وغیرہ بھی ایک پٹارے میں بند کرکے اس پر رکھوا دیے ۔ ایک آدمی خاصۃً نوکر رکھ کے کشتی پر مقرر کر دیا ۔ اس طرف سے اطمینان حاصل کرکے سرکاری حساب و کتاب کی ترمیم و درستی میں مشغول هوا ۔ منگ صاحب نے فرمایا ''پانچ مہینے سے حساب نہیں هوا ھے اور کوچ عنقریب در پیش ھے ، اس لیے مہاجنوں کا چکوته جلد کر دینا چاهیے ۔''

میں اس حکم سے پریشان هوا که مدت تھوڑی ھے اور حساب بہت ھے ، کیسے فراغت هوگی ۔ تاهم میں نے خیال کیا که برادر عزیز حسین شاہ کو کاغذات دے کے میں جاج مئو کے بہانے سے چلا جاؤں گا ، مگر اتفاق سے میرزائی کو متواتر انگریزوں کے یہاں مجرے کرنا پڑے ، جس سے آٹھ دس روز ان کی روانگی میں توقف هوگیا ۔ مجھے یه فرصت مغتنم تھی ۔ میں نے جلد جلد سب کاغذات درست کر دیے اور حساب کا فیصله کر دیا ۔ صاحب سے کاغذات دیکھنے کو عرض کیا ۔ اس نے کہا ''دو دن مجھے فرصت نہیں ھے ، پرسوں ضرور کاغذات دیکھوں گا ۔ آج چند انگریزوں کو دعوت ھے ، میرزائی کا مجرا بھی هوگا ۔''

میں بھی یه سن کر خیمے میں گیا ۔ میرزائی نے کہا ''آج ھمارا مجرا صاحب بہادر کے یہاں ھے ۔ متواتر مجروں کی وجه سے ھمارے جانے میں توقف هوگیا ۔ مگر پرسوں غره جمادی الثانی کو بروز جمعه ضرور روانه هوجائیں گے ۔ آپ سے جس قدر ملاقات اور یک جائی هو ، غنیمت ھے ۔''

Marfat.com

میں نے دیکھا کہ سب لوگ مجرے کی تیاریاں کر رہے ہیں ۔ ٹہلتا ہوا صحن میں چلا گیا ۔ خانم جان بھی جانے کی تیاری میں تھی ۔ میں نے کہا ''خوب روز مجرے ہو رہے ہیں ، ہم کو خبر تک نہیں ۔''

آپ گاتی ہیں تو سو جاتی ہے میری قسمت
ساز کے پردے میں کہتا ہے فسانہ کوئی

فرمایا ''ہاں میری بدبختی ابھی کیا کیا تماشے دکھائے گی ۔'' میں نے کہا ''آج صبح باغ کی سیر کو بھی تو آپ گئی تھیں ، خوب گلگشت کی ، کاش میں بھی ہوتا ۔''

اس نے کہا ''میں کوئی کام اپنی خوشی سے نہیں کرتی ۔ جو کچھ کرتی ہوں ، محض مجبوری اور مصلحت وقت کی اقتضا سے کرتی ہوں ۔ آپ وہاں چلے آتے تو کیا مضائقہ تھا ۔ یہ کیوں نہیں کہتے کہ خود ہی نہ آئے ۔ میں تو بغیر تمہارے پھولوں کو بھی خار سمجھتی ہوں اور کسی جگہ یہ دل شوریدہ نہیں بہلتا ۔ باغ ہو ، جنگل ہو ، بیابان ہو ، شہر ہو ، ویرانہ ہو ، کچھ اچھا معلوم نہیں ہوتا'' :

ان آنکھوں کو ہے اس رخ پر نور سے مطلب
کوٹھے سے حسینوں کے نہ کچھ طور سے مطلب

تھوڑی دیر کے بعد میرزائی اور بی جان وغیرہ آ گئیں ۔ میرزائی نے کہا ''میر صاحب خدا جانے آپ نے کیا سحر کر دیا ہے کہ آپ کی مفارقت سخت ناگوار ہے ، اور بہ خدا بہت ہی یاد آئیے گا ۔ آپ کی جدائی تڑپائے گی ۔ کم بخت فکر معاش کا خانہ خراب ہو ورنہ کاہے کو آپ سے جدا ہوتے ۔''

بی جان نے بھی اس کی تائید کی کہ میں اپنے دل کا حال نہیں کہہ سکتی، کس قدر آپ کی مفارقت کے خیال سے بے چینی ہے ۔''

Marfat.com

اس پر میری مہ جمال نے فرمایا ''ایسی منہ دیکھی باتیں مجھے نہیں بھاتیں ۔ اس قدر خوشامد کی کیا ضرورت ہے ۔ ان کا دیکھنا خدا اور رسول کا دیکھنا تو معاذ اللہ ہے نہیں کہ خواہ مخواہ یاد بھی آئیں گے ۔ یہ بھی کہنے کی بات ہے ورنہ یاد کرنا اور کسی کا غیبت میں خیال رکھنا بڑی ہی مشکل بات ہے ۔ بڑے بڑے ثابت قدم اور دعوے داران محبت کے پاؤں ڈگ جاتے ہیں ، ہماری تو کیا ہستی ہے ۔ اور صاحب میں پوچھتی ہوں یاد آنے کی ضرورت ہی کیا ہے ۔ ہاں چند روز کی ملاقات تھی ، وہ جاتی رہی :

مل گئے گر کہیں تو یاد اللہ

اس کے لیے اس قدر مبالغوں کی حاجت نہیں ۔''

میرزائی نے کہا '' تمہارا کیسا چڑچڑا مزاج ہے ۔ یہ باتیں اکل کھرے پن کی اچھی نہیں ۔ میر صاحب کی خوبیاں اور ان کے احسانات و مراعات ایسے نہیں ہیں کہ ہم کبھی بھول سکیں ۔ سوا اس کے ماشا اللہ خوش‌رو ، خوش خلق ، شیریں زبان بھی ہیں ؛ پھر ایسے آدمی بھولنے کے قابل ہیں؟''

ایک' ہنگامۂ محفل ہوں تو اس کو روؤں
سینکڑوں باتوں کا رہ رہ کے خیال آتا ہے

اس نے کہا ''تو یہ ان کی یاد نہ ہوئی ، ان کے احسانات اور اپنے فوائد کی وجہ سے یاد ہوئی ۔ اس کا اعتبار نہیں ، بلا وجہ کوئی کسی کی یاد نہیں کرتا ۔''

---

۱ ۔ مصنف نے یہ اپنی نسبت خود لکھا ہے ۔ ایسے سادہ لوح ، مخلص شخص کی کسی کوتاہی یا نادانی کا مضحکہ اڑانا انسانی ہمدردی اور سنجیدگی کے خلاف نہیں تو کیا ہے ؟ (مرتب)

Marfat.com

میں نے کہا ''صاحبو ! کیوں تکرار کرتے ہو ، میں تو محض نا چیز ہوں ۔ مجھے درحقیقت کوئی کیوں یاد کرنے لگا ۔ بی خانم جان ! آپ خفا نہ ہوں ، آپ مجھے بھولے سے بھی یاد نہ کیجیے گا ۔''

بولی ''مجھے آپ کو یاد کرنے سے کیا غرض ۔ یہاں جو کچھ تھا محض زمانہ سازی اور انسانیت کے خیال سے تھا ۔ مجھے خوشامد سے چڑ ہے ، میں فضول باتیں بنانا نہیں جانتی ۔''

بی جان نے ہنس کے کہا ''میں جس وقت یاد کروں گی ، بی خانم کو بھی یاد دلاؤں گی کہ تم بھی یاد کرو ، تب تو شرما شرمی آپ کا ذکر کریں گی ۔''

اس نے کہا ''جی ہاں آپ ضرور یاد دلائیے گا ، اور میں ضرور یاد کروں گی ۔''

اتنے میں مٹھو آیا کہ صاحب بلاتے ہیں ۔ سب کے سب تیار ہونے لگے ۔ میں بھی بنگلے میں آیا اور عطر دان وغیرہ درست کر کے بھجوا دیا ۔ دو گھڑی کے بعد ہرکارہ آ کے مجھے بلا لے گیا ۔ میں نے صاحب سے کہا کہ اس غزل کی فرمائش کیجیے :

دوش آگہی ز یار سفر کردہ داد باد
من نیز دل بباد دہم ہر چہ باد باد
کارم بداں رسید کہ ہم راز خود کنم
ہر شام برق لامع و ہر بامداد باد
امروز قدر پند عزیزاں شناختم
یا رب روان ناصح ما از تو شاد باد
از دست رفتہ بود وجود ضعیف من
صبحم ببوے وصل تو جاں باز داد باد

Marfat.com

هر شب هزار غم به من آید ز عشق تو
یارم که دم‌به‌دم غم عشقت زیاد باد
حافظ نهاد نیک تو کاست برآورد
جان‌ها فدائے مردم نیکو نهاد باد

پھر خانم جان نے یہ غزل شروع کی :

غزل[1]

می زنم هر نفس از دست فراقت فریاد
آه اگر نالهٔ زارم نه رساند بتو باد
چکنم گر نه نکنم ناله و فریاد و فغان
کز فراق تو چنانم که بد اندیش تو باد
روز و شب غصه و خون می خورم و چون نخورم
چون ز دیدار تو دورم به‌چه باشم دل شاد
تا تو از چشم من سوخته‌دل دور شدی
اے بسا چشمهٔ خونین که دل از دیده کشاد
از بن هر مژه صد قطرهٔ خون بیش چکید
چون بر آرد دلم از دست فراقت فریاد
حافظ بی‌دل شده مستغرق یادت شب و روز
تو ازین بندهٔ دل‌خسته به‌کلی آزاد

---

۱ - یہ غزل حافظ کی نہیں ہے - دیوان حافظ مطبوعہ ایران (ص۴۵۲) میں اس کو الحاقی غزلیات میں دکھایا گیا ہے ، نیز بتایا گیا ہے کہ یہ سلمان ساوجی کی غزل ہے - اس پر یہ حاشیہ لکھا ہے -
''در مقدمهٔ حافظ خلخالی اشاره شده است'' (ادارہ)

Marfat.com

پھر یہ غزل سنائی:

آسودگی کجا دل بے تاب من کجا
شوق سفر کجا و قرار وطن کجا

چوں کہ یہ گانا اپنی حالت کا اظہار تھا اور بے انتہا درد بھرا ہوا تھا، مجلس کی حالت متغیر ہو گئی اور خود بھی خانم جان کے آنسو نکل پڑے ۔ صاحب نے بہت تعریف کی اور دو اشرفیاں انعام دیں، اور ایک اور تازہ واردانگریز نے پانچ اشرفیاں بخشیش دیں اور جلسہ برخواست ہوا ۔

صبح کو پنج شنبے کے دن میرزائی مع اپنے ہمراہیوں کے صاحب سے رخصت ہونے گئی ۔ میں بھی وہاں موجود تھا ۔ صاحب نے ان کے سامنے ہی مجھ سے کہا ''کل حاضری کے بعد میں کاغذ دیکھوں گا ۔''

جب میں رات کو خیمے میں گیا، میرزائی نے کہا ''خوب ہوا آپ آ گئے ۔ آج سارا دن پریشانی اور افسردگی میں کٹا ۔ اس وقت جی بہلانے کے لیے کچھ گانے کا ارادہ تھا ۔''

غرض کہ تھوڑی دیر کے بعد گانا شروع ہوا ۔ میں نے اس غزل کی فرمائش کی :

غزل

سرو سینا تو بصحرا می روی
نیک بدعہدی کہ بے ما می روی
مے نوازی بندۂ را مے کشی
مے نشینی یک نفس یا می روی

Marfat.com

روے پنہاں دارد از مردم پری
تو پری رو آشکارا می روی
اے تماشا گاہ عالم روے تو
تو کجا بہر تماشا می‌روی
دیدۂ سعدی و دل ہمراہ تست
تا نہ پنداری کہ تنہا می روی

پھر خانم جان نے یہ غزل گائی :

غزل[۲]

ما برفتیم تو دانی و دل غمخور ما
بخت بد تا بہ‌کجا می برد آبشخور ما
بہ دعا آمدہ ام ہم بہ‌دعا باز روم
کہ وفا با تو قرین باد و خدا یاور ما
بسرت گر ہمہ عالم بسرم جمع شوند
نتواں برد ہواے تو بروں از سر ما
فلک آوارہ بہر سو کندم می دانی
رشک می آیدش از صحبت جاں پرور ما

---

۲ - یہ غزل بھی حافظ کی نہیں ہے - دیوان حافظ مذکور (ص۴۴۶) میں اسے نزاری قہستانی کی غزل بتایا گیا ہے اور اس پر یہ حاشیہ لکھا ہے :
''مطلع این غزل در کتاب دستان داستان تالیف مرحوم میرزا علی اکبر علی خان قائم مقامے بنام نزاری قہستانی دیدہ شد ولی بشیوہ او نمی ماند نسخہ خطی آں کتاب نزد آقای شفیع قائم مقامی (محقق السلطان) خلف ایشانست'' (ادارہ)

Marfat.com

درد ندیم و خبر می‌دهد از سوز درون
دهن خشک و لب تشنه و چشم تر ما
گر همه خلق جهان برسن و تو حیف خورند
بکشد از همه انصاف ستم داور ما
هر که گوید که کجا رفت خدارا حافظ
گو بزارے سفرے کرد و برفت از برما

اس کے بعد میں نے اس کی فرمائش کی :

اے غائب از نظر بخدا می سپارست
جانم بسوختی و بجان دوست دارمت

سب کی حالت قابل بیان نہیں ہے ، اور خانم جان[1] بھی جی کھول کے زار زار روئی ؛ پھر یہ دو غزلیں اس نے گائیں :

غزل

فاش میگویم و از گفتۂ خود دل شادم
بندۂ عشقم و از هر دو جهان آزادم
طائر گلشن قدسم چه دهم شرح فراق
که دریں دام گه حادثه چون افتادم
من ملک بودم و فردوس بریں جایم بود
آدم آورد دریں دیر خراب آبادم

---

۱ - دراصل اس غزل کا مقطع خانم جان اور حسن شاہ دونوں کی پاکیزہ محبت کے حسب حال تھا - اس لیے دونوں کی حالت ناگفتہ بہ ہوئی ہو گی -

حافظ شراب و شاهد و رندی نه وضع تست
فی الجمله میکنی و فرو می‌گزارمت (مرتب)

Marfat.com

کوکب بخت سرا هیچ منجم نه شناخت
یا رب از مادر گیتی به چه طالع زادم

اس شعر پر بے قرار ہو ہو گئی اور بار بار گاتی تھی اور
لا شعر بھی کئی بار تکرار کیا :

گر خورد خون دلم مرد مک دیده سزاست
که چرا دل به جگر گوشهٔ مردم دادم
پاک کن چهرهٔ حافظ به سر زلف ز اشک
ورنه این سیل دمادم ببرد بنیادم

ایک آہ سرد کھینچی اور کہا ''ہائے میری مٹی خراب ہوئی ،
ش میں پیدا ہی نہ ہوتی اور یہ غزل شروع کر دی :

مبادکس چو من خسته مبتلاے فراق
که عمر من همه بگذشت در بلاے فراق

پھر رات گئے گانا موقوف ہوا اور جو کچھ اس کی حالت تھی
کس سے بیان ہو سکے ۔ میرزائی نے کھانا منگوایا ۔ میں بھی اٹھا ۔
میرزائی نے کہا ''اب تو بہت ہی کم زمانۂ یکجائی رہا ہے ،
س قدر جلد تو نہ جائیے ۔ جو کچھ حاضر ہے ، یہیں کھا لیجیے ۔''
میں نے کہا ''دن کا کھانا بے وقت کھایا تھا ، اب تک
شتہا نہیں ہے ، ورنہ مجھے عذر نہ تھا ۔''
خانم جان نے کہا '' وقت بے وقت کی قید نہیں ۔ آج کل کچھ
لی العموم بھوک نہیں لگتی اور جو کچھ کھاؤ تو یوں ہی رکھا
ہتا ہے ۔ اس لیے میں بھی اکثر راتوں کو غرہ کر جاتی ہوں ۔''
غرض اس حیلے سے اس نے اپنے کو اس وقت بچایا اور مجھ
سے کہا کہ ہاں صاحب ! اس دم کاغذوں کا ذکر صاحب سے تھا ۔''
میں نے کہا ''پانچ مہینے سے حساب مہاجنوں کا نہ ہوا تھا ۔
صاحب کا تقاضا کئی دن سے کاغذ تیار کرنے کا تھا ؛ چنانچہ میں

Marfat.com

نے بڑی محنت سے سب تیار کر دیے ، اسی کو اس نے کہا کہ کل دیکھوں گا ، مگر کل ہی تمہارا کوچ مقرر ہوا ہے ۔ اس اتفاق کو میں کیا کروں ، سخت حیران ہوں ۔ اب بجز اس کے چارہ نہیں کہ کاغذ تو صاحب کو سمجھا دوں جس میں لااقل دو روز صرف ہوں گے ۔ مہاجنوں کا تصیفہ بعد آنے کے بھی ہوسکتا ہے ۔ اور دو دن میں تمہاری کشتی بیس یا انتہا تیس کوس سے زائد نہ جائے گی ۔ اس میں کچھ بہ ظاہر تردد کی بات نہیں ہے ۔''

اس نے کہا ''آہ کہیں ایسا نہ ہو ، تم یہاں حساب و کتاب میں پھنس جاؤ اور وہاں میرا حساب و کتاب کراماً کاتبین ختم کر دیں ۔''

یہ کہہ کر زار زار رونے لگی :

صیاد نے کب ناوک بے داد لگایا
جب اڑنے کو ہم شاخ سے پر تول رہے تھے

میں نے کہا ''یہ بد شگونی اچھی نہیں ، اس قدر مایوسی کی باتیں کیوں کرتی ہو ۔ انشاالله میں بہت جلد کاغذات سے فراغت کرکے تمہارے پاس پہنچ جاؤں گا ۔''

اس نے کہا ''خدا کرے ایسا ہی ہو مگر مجھے آثار اچھے نہیں معلوم ہوتے ۔ شاید میری زندگی کے دن پورے ہوگئے ۔ مجھے اپنی پھوٹی قسمت سے امید نہیں کہ چین سے عمر کٹے ۔ ہائے کم بخت تقدیر نے کیا کیا رنگ دکھائے ۔ اب یہ سب سے کڑا معرکہ ہے ، جس میں ناکامی ہی نظر آتی ہے ۔: رشید و طواط

طالعے باشدم کہ از پئے آب
گر روم سوے بحر بر گردد
گر بدوزخ روم پئے آتش
آتش افسردہ تر ز یخ گردد

Marfat.com

ور ز کوہ التماس سنگ کنم
سنگ نایاب چوں گوہر گردد

آگ لگ جائے اگر چرخ سے باراں مانگوں

بہر حال جو کچھ مشورہ ہوا ہے ، اس کی تکمیل میں مستعدی کرنی چاہیے ، ورنہ تم کو خدا زندہ رکھے ، لیکن سن لو گے کہ مشت خاک خاک میں مل گئی ۔"

میں نے کہا "خدا کے لیے ایسی باتیں نہ کرو ، میرا دل کڑھتا ہے ۔ خواہ مخواہ مایوس ہو جانا اور بےکار بات کو پہلے ہی سے اپنے دل میں جما لینا عقلمندی نہیں ہے ۔ ہم تو انشاالله ساتھ رہیں گے ، اور خوشی سے زندگی بسر کریں گے ۔ بے فائدہ اپنی طبیعت خراب کرنے سے کیا حاصل ۔"

غرض کہ صبح تک ہم سب یوں ہی باتیں چیتیں کرتے رہے ؛ آخر صبح ہوگئی اور میں یہ شعر پڑھ کے روتا ہوا وہاں سے اٹھ کر چلا آیا :

صبح محشر شد و افسانۂ زلفش باقی ست
شب دریں قصہ بسر رفت و سخنہا ماندہ است

یوں ہی فسانۂ شب غم تھا بہت طویل
پھر اس پہ بیچ بیچ میں کچھ داستان دل

میں نے صبح کی نماز سے فراغت کی ہی تھی کہ میرزائی وغیرہ میرے کمرے میں آ گئیں اور مجھ سے کہا کہ آئیے میر صاحب رخصت ہو لیں :

وہ قیامت کی گھڑی وہ موت کا ہے سامنا
جب کوئی معشوق سے مل کر جدا ہونے لگے

Marfat.com

میں اس وقت عجب حال جگر گداز میں تھا ۔ سب زار زار روتے تھے مگر خانم جان ایک سکوت کے عالم میں تھی ۔ نہ آنکھ میں آنسو تھا ، نہ لب پر کلام ، مگر چہرے پر ہوائیاں اڑتی تھیں ۔ ایک رنگ آتا ، ایک جاتا تھا مگر واہ رے ضبط ۔ اگر ہونٹ ہل جائے تو ہونٹ کاٹ کے پھینک دے ، اگر زبان سے آف نکلے زبان کھچوا ڈالے ۔ پیشانی پر شکن نہیں ، چہرے پر میل نہیں ۔ میں یہ حالت دیکھ کر بے قرار ہو گیا اور زار و قطار رونے لگا ۔ میرزائی سے کہا ''اب تو جاتی ہو ، دم بھر بیٹھ جاؤ ۔''

دیدار غنیمت است بنشیں بنشیں
اے یار غنیمت است بنشیں بنشیں
ایں یک دو نفس کہ ما و تو یک جائیم
بسیار غنیمت است بنشیں بنشیں

میں نے کہا ''تم لوگوں سے محبت اور ملاقات نہ کرنا چاہیے ۔ گو میں نے عمداً کم ربط بڑھایا لیکن تمہارے اخلاق اور دل فریبیوں نے ایسا گرویدہ کر لیا کہ آج یہ جدائی سخت شاق ہے ۔ اس وقت میں تم کو کس طرح رخصت کروں ۔ میرا دل اُمڈا آتا ہے اور کلیجا پھٹا جاتا ہے ۔ خیر جاؤ صاحب خدا حافظ ۔ اگر اللہ نے چاہا تو پھر ملاقات ہوگی اور وہی گذشتہ جلسے مہیا ہو جائیں گے ۔''

جو جیتے رہیں گے تو مل جائیں گے
وگرنہ کیے کی سزا پائیں گے

وہ سب اٹھ کے چلیں ۔ میں نے تھوڑی دور مشایعت کی ، آخر میرزائی نے میرے ہاتھ چومے اور ہر شخص کو میں نے بے انتہا رنج و تعب سے رخصت کیا ۔ روتے روتے ہر ایک کی

Marfat.com

ہچکیاں بندھی تھیں ۔ کوئی اپنے ہوش میں نہ تھا ، مگر وہ متحمل مزاج ، وہ مستقل طبع ، وہ دل کو مسوس کے روکنے والی خانم جان اسی طرح مبہوت ، چپ ، سن ، گویا خود فراموشی کے عالم میں تھی ۔ نہ روتی تھی ، نہ کوئی لفظ کہتی تھی ؛ ہاں جب سلام کرکے بڑھی تو وہ میرے نزدیک ہو کے نکلی اور یہ مصرع آہستہ سے پڑھا :

ما برفیتم و تو دانی و دل غم خور ما

جب سب میری آنکھوں سے آڑ ہوگئے، میں وہیں کھڑا ہوکے چیخ چیخ کے رونے لگا ۔ کبھی بنگلے کے اندر کبھی باہر آیا ، کبھی اُن کے خیمے کی طرف دیکھ کر کلیجا تھام لیا ۔ غرض ایک ساعت چین نہ تھا ، ایک جگہ آرام نہ تھا ، دیوانے کی طرح ادھر ادھر پھرتا تھا اور صد ہا شعر پڑھتا تھا ۔

جب بنگلے میں آیا ، اعظم جی اور محمد اعظم آئے ؛ سب کو میں نے رخصت کر دیا اور بے چین و مضطرب دیوانہ وار ادھر اُدھر پھرنے لگا ۔ کسی طرح صبر نہ آتا تھا اور خفقان کی سی حالت طاری تھی ۔ اتنے میں وہ سگ جاناں ، وہ محرم راز طرفین ، وہ نامہ بر جانبین ، وہ ہد ہد خوش خبر ، وہ مژدہ گو کبوتر ، یعنی رحم اللہ آیا ۔ اُس کے دیکھتے ہی میری بری حالت ہوئی اور پھر زور زور سے رونے لگا ۔ اُس نے کہا ''آپ اس قدر کیوں بیتاب ہوتے ہیں ، خدا را چندے صبر کیجیے ۔ خانم صاحبہ مجھ سے فرماتی تھیں کہ میر صاحب نے بھی چنار گڈھ آنے کا وعدہ کیا ہے ۔''

میں نے بہ ہزار خرابی سینے پر سل رکھ کے رخصت کیا ۔ پھر دن چڑھے تک برا حال تھا ۔ صاحب نے کاغذ مانگے ۔ میں چار و ناچار حساب لے کے گیا اور ظہر تک دو مہینے کے کاغذات

Marfat.com

سمجھا دے۔

مکان پر آ کے اعظم جی کی کشتی روانہ ہونے کی خبر منگوائی۔ معلوم ہوا کہ دو پہر کو چھوٹ گئی۔ دوسرے دن پھر کاغذ دیکھا ہی رہا تھا کہ کسی انگریز کی چٹھی آئی اور صاحب نے کہا ''اب تو میں سوار ہوتا ہوں، کل صبح کو دیکھوں گا۔'' مجبوراً چپ ہو رہا اور تمام رات تڑپ کر گزاری۔

بے خودی ہے پہ رہ دوست میں چلنے کے لیے
راہ پاتے نہیں ہم گھر سے نکلنے کے لیے

تیسرے دن جی میں آیا کہ بغیر اطلاع کے چلا جاؤں مگر انجام کار سوچ کے اس قصد سے باز آیا اور صبر کر کے پھر دن چڑھے حساب لے کر گیا۔ ہر چند کوشش کی کہ آج تمام کاغذ نکل جائیں مگر ممکن نہ ہوا۔ چوتھے روز سب حساب فہمی کرا دی اور مہاجنوں کا فیصلہ اور بقیہ کاغذات مرتب کرنے کے لیے پانچ چھ روز کی مہلت صاحب سے لے لی، اور یہ بھی کہہ دیا کہ اتنے روز میں آپ کے پاس نہ آؤں گا۔ بلکہ جاج مئو میں مکان پر رہ کر اطمینان سے کاغذ بناؤں گا۔

جب صاحب سے اجازت لے لی، بنگلے میں آیا۔ برادر عزیز محمد یوسف سے کہا کہ لالہ ٹیکام رام کے پاس حساب جانچنے جاتا ہوں، کئی سو روپے کی غلطی معلوم ہوتی ہے، دو چار دن وہاں رہوں گا۔ تم یہ دو سو روپے لو، ضروری کاموں کو ملتوی نہ ہونے دینا۔ میں رات کو میر روشن علی کے یہاں رہ جایا کروں گا۔ اور حسن علی اپنے خدمت کو جو اس راز سے واقف تھا، سمجھا دیا کہ میں ضروری کام کو جاتا ہوں، کسی سے ذرا بھی ذکر نہ کرنا۔

یہ سب انتظام کر کے میں لالہ ٹیکا رام کے پاس گیا اور

Marfat.com

کاغذات اُن کو دے کر جو کچھ کہنا تھا سمجھا دیا اور بہ اطمینان دو شنبہ کے بعد نماز ظہر کشتی پر سوار ہو گیا ۔ سو اشرفیاں اپنے ساتھ لیں ، باقی ضروریات پہلے ھی سے کشتی پر موجود تھیں ۔ میں نے ملاحوں سے کہا کہ علاوہ تنخواہ کے پانچ روپے روزانہ انعام دوں گا ، لیکن دو دن کی راہ ایک دن میں طے کرنی چاھیے ۔ چنانچہ انھوں نے سخت محنت اور کوشش کرنی شروع کی ، یہاں تک کہ تیسرے دن کڑا مانک پور پہنچ گئے ۔

وھاں سے چلے تو دوراھا تھا ۔ ملاحوں نے کہا ''اب جدھر حکم ھو کشتی لے چلیں ۔''

میں نے کہا ''جس طرف آمد و رفت کشتی کی معلوم ھوتی ھو ، ادھر ھی لے چلو ۔''

چنانچہ انھوں نے ایک راہ اختیار کی ۔ میں نے ملاحوں کو دم لینے کی فرصت نہ دی ۔ شبانہ روز چلے ھی جاتے تھے ، تا آن کہ الہ آباد میں کشتی پہنچ گئی ، تب ملاحوں نے کہا ، ''کیسی ھی تیز رو اولاک کشتی ھوتی ، ممکن نہ تھا اب تک یہاں پہنچ جاتی ۔ وہ پنج شنبے کو روانہ ھوئی ھے جس کو سات روز ھوئے ۔ ھم تین دن بعد چلے ، یہاں تک تو آٹھ روز میں وہ کشتی نہیں پہنچ سکتی ۔ معلوم ھوتا ھے دوراھے سے اس طرف چلے آئے اور وہ کشتی دوسری راہ سے گئی ، ورنہ ممکن نہ تھا راستے میں ھم اسے پا نہ لیتے ۔''

میں نے اپنے دل میں سوچا ، یہ سچ کہتے ھیں ۔ یہ سب تقدیر کی خوبی ھے اور اس قدر مجھے اضطراب و قلق ھوا کہ بیان نہیں ھوسکتا ۔ میں سکوت کے عالم میں سوچتا تھا کہ کیا کروں اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے :

Marfat.com

نہیں ملتا ترے ناقے کا پتا اے لیلیٰ
چھان مارے ترے مجنوں نے بیاباں کتنے

آخر یہ صلاح ٹھہری کہ واپس چلنا چاہیے اور اس دوسرے دوراہے پر کشتی لے چلیں :

ساربان دیکھ کہیں نجد کا جنگل تو نہیں
چلتے چلتے یہ رکا ناقۂ لیلیٰ کیسے

چنانچہ وہاں سے پلٹ کے دوسری طرف کشتی روانہ ہوئی ۔ چونکہ ہوا مغربی نہ تھی ، کشتی بہت آہستہ چلتی تھی ۔ کبھی ملاح بانس سے چلاتے تھے ، کبھی رسی سے کھینچتے تھے ۔ حاصل یہ کہ تین دن تک برابر کشتی چلائی مگر اعظم جی کی کشتی کا کہیں پتا نہ لگا ۔

ملاحوں نے کہا ''یہاں سے کانپور چالیس کوس ہے ، اب جس طرف کہیے چلیں ۔ آج دس روز ہوئے اس کشتی کو چلے ہوئے ، اب اس کا ملنا غیر ممکن ہے ۔

میں نے کہا ''نہیں ابھی آگے چلو ۔''

چکر میں ہوں سوا کہیں کشتیٔ نوح سے
اشکوں نے میرا حال کیا ہے تباہ کیا

اور پورب کی طرف کشتی روانہ ہوئی ۔

عصر کے وقت ایک مقام پر ملاحوں نے کشتی باندھ دی تاکہ ذرا دم لیں ۔ میں بھی کنارے پر اترا اور ٹہلنے لگا ۔ وہاں دوسری کشتیاں ٹھہرنے کا نشان معلوم ہوا ۔ میں ایک طرف ٹہلتا ہوا چلا گیا ۔ وہاں چند لکڑیوں پر ایک کاغذ بندھا ہوا دیکھا ۔ میں نے لپک کے اس کو کھولا تو اپنی جان جاناں کا خط پہچانا ، چوم چاٹ کے پڑھنے لگا ۔ اس میں لکھا تھا :

Marfat.com

رقعه

آنجا که توئی من آمدن نه توانم
وین جا که منم تو خود نیائی دانم
میرے تغافل شعار سلامت !

جس دن سے میری کشتی گرداب مہاجرت میں مبتلا ہوئی اور میں آپ سے جدا ہو کے روانہ ہوئی ، ہر وقت اور ہر ساعت آپ کا انتظار ہے ۔ آنکھیں راستہ دیکھتے دیکھتے پتھرا گئیں ۔ مڑ مڑ کے دیکھنے سے گردن ٹوٹ گئی ۔ دن ہے تو دریا کی طرف ٹکٹکی لگی ہے ، رات ہے تو ادھر آنکھیں اٹھی ہوئی ہیں ۔ کلیجے میں پنکھے لگے ہیں ، دل بانسو اچھلتا ہے ، طبیعت گھبراتی ہے ، کسی جگہ چین نہیں ۔ دریا کے ہلکورے ، کشتی کے جھونکے جدا سر پھرائے دیتے ہیں :

بدقت بحر غم سے کشتیٔ جان حزیں نکلی
کبھی بیٹھی کبھی اچھلی کہیں ڈوبی کہیں نکلی

آج چھ دن ہوئے ، راہ دیکھ رہی ہوں مگر آپ نہ آئے پر نہ آئے ۔ تمہاری کشتی عید کا چاند ہو گئی ۔ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے دیکھتی ہوں مگر کوسوں منزلوں پتا ہی نہیں ہے ۔ معلوم ہوتا ہے کہ میری کشتئ حیات طوفانی ہوئی ۔ آپ اس خانہ خراب حساب و کتاب کے چکر میں ایسے پڑے کہ اپنی آزادی کا جہاز لنگر انداز کر دیا ۔ سچ ہے ''تا خدا نخواهد ناخدا چه کند'' :

کشتی شکست گانیم اے باد شرط خیز
باشد که باز بینم آن یار آشنا را

اب بجز رونے اور بلکنے کے کوئی کام مجھے نہیں ہے ، نہ کسی سے بات ہے نہ چیت ہے ؛ ہاں لب ہلتے ہیں تو آہ نکلتی

Marfat.com

ھے ۔ اشعار فراقیه پڑھتی ھوں :

اے که جان و دل من گشته پریشان بے تو
زود باز آے که هر یک شده حیران بے تو
وعدۂ وصل نه کردی به من خسته وفا
جان من چند کشد محنت هجران بے تو

نه انیسے نه همدے دارم
دل کجائے عجب غمے دارم
گفتۂ کیستے چه داری چشم
در غمت چشم بر نمے دارم
گرچه سست ست عهد او واقف
من به او ربط محکمے دارم

اور غضب یه ھے که ذات شریف وھاں دوستوں میں سرگرم اختلاط ھوں گے ۔ ملاقاتیں ھوتی ھوں گی ، دید و باز دید کا لطف آتا ھوگا ؛ اسی سبب سے سفر میں درنگ واقع ھے ۔

من با دو چشم گریاں بنشسته در فراقت
تو شادمان و خرم با دیگران نشسته

میں یہاں آتش مہاجرت میں پھکی جاتی ھوں ۔ کلیجا کباب ھوگیا ، دل خاک سیاہ ھوگیا ، آنکھیں دریا کے سوتے ھیں ۔ ھاے غضب اور آپ کو خبر نہیں ۔ فقط

از که نالد سپند سوخته ام
ناله خاموش کرده است مرا
بیدل از یاد خویش هم رفتم
که فراموش کرده است مرا

یه ایں همه یه لذت فراق اور صدمات مہاجرت بھی میں خوشی

Marfat.com

محنت کی ، مگر افسوس کہ آپ کا مطلب حاصل نہ ہوا ، ہماری محنت برباد ہوئی ۔ اب آپ کا جو حکم ہو ؛ ہم حاضر ہیں ، مگر بظاہر اب مقصود حاصل ہونا دشوار ہے ۔ خدا جانے وہ کشتی کدھر گئی اور کہاں پہنچی ہو گی :

دریاے الفت میں ملے کیا جانے آگے کیا بلا
چین جبین یار ہے جو موج ہے ساحل کے پاس

میں نے کہا ”تم سچ کہتے ہو ۔ معلوم نہیں میں کس منحوس ساعت میں سوار ہوا تھا کہ آج آٹھ دن ہوئے ، سرگرداں پھر رہا ہوں مگر کچھ حاصل نہ ہوا ۔“

پھر میں نے جی میں کہا ، اگر آگے چلتا ہوں اس کشتی کا ملنا دشوار ہے ۔ اگر چنار گڑھ کے قریب پہنچ کے ملی بھی تو خدا معلوم وہاں موقع ہاتھ آئے یا نہ آئے ۔ اگر وہاں ٹھہر جاؤں تو بھی کوئی تدبیر ذہن میں نہیں آتی کہ اس کو پاؤں ، پھر وہاں سے بے نیل مرام پلٹنے میں رنج کے علاوہ بیس دن کے بعد کانپور پہنچنا ہوگا جس سے اور قباحتوں کا اندیشہ ہے ۔ کاش میں ساتھ ہی ساتھ روانہ ہوتا ، اب تک کب کا مطلب حاصل ہو جاتا ۔ اب تو یہ باتیں خواب و خیال ہیں ۔ اب بجز رسوائی اور ناکامی کے کچھ فائدہ نہیں ہے ۔ بالفعل صبر کرنا چاہیے اور مجبوراً کانپور پلٹ جاؤں تاکہ وہاں پہنچ کر جو کچھ معاملات باقی ہیں ، اس کا فیصلہ کر کے پھر اطمینان سے اپنی جاناں کی تلاش میں نکلوں ، اس وقت جو ہو سب گوارا ہے ۔ چنار گڑھ میں آ کے جس طرح ممکن ہو گا ، اس کو نکال لاؤں گا ۔“

یہ خیال کر کے میں نے ملاحوں کو کانپور کی طرف چلنے کا حکم دیا :

Marfat.com

دلم بردی و در بند جفا بودی ندانستم
نمودی مہر لیکن بے وفا بودی ندانستم
غلط بود ایں کہ مے گفتم ترا آرام جان خود
توخود از بہر جان من قضا بودی ندانستم

افسوس کہ کار مشکل افتاد
قتلم بہ رضائے قاتل افتاد

مگر میں ہر حال میں آپ کی سلامتی اور عافیت کی خواہاں ہوں

آں لالہ رو کہ سوخت دل من بداغ او
روشن بود الٰہی ہمیشہ چراغ او

زیادہ کیا لکھوں - مرقوم پنجشنبہ ، ہفتم جمادی الثانی

اس خط کو دیکھ کے میں روتا ہوا کشتی پر چلا آیا ا
بے قرار ہو کے چیخنے لگا - میرا خدمت گار یہ حال دیکھ
گھبرایا اور سمجھانے لگا - مگر میری تپش دل کو ترق تھی او
کوئی بات اثر نہیں کرتی تھی - اس یار گم شدہ کی طرف مخاطب ہو
فریاد کرتا تھا اور یہ اشعار پڑھتا تھا :

نہ قاصدے نہ صباے نہ مرغ نامہ برے
کسے زبے کسئی ما نمے برد خبرے

نہ جاں را وصل دل خواہے نہ دل را قوت آہے
من حسرت نصیب از زندگانی تہمتے دارم

آخر میں نے ملاحوں سے کہا ''اب کیا صلاح ہے ، کس
طرف جایا چاہیے ؟''
انھوں نے کہا ''حضور ہم نے کشتی چلانے میں جی تو

Marfat.com

یہ صفحہ دو دفعہ لکھا گیا ہے

ت کی ، مگر افسوس کہ آپ کا مطلب حاصل نہ ہوا ، ہماری
ت برباد ہوئی ۔ اب آپ کا جو حکم ہو : ہم حاضر ہیں ، مگر
ھر اب مقصود حاصل ہونا دشوار ہے ۔ خدا جانے وہ کشتی
ھر گئی اور کہاں پہنچی ہو گی :

دریائے الفت میں ملے کیا جانے آگے کیا بلا
چین جبین یار ہے جو موج ہے ساحل کے پاس

سن نے کہا " تم سچ کہتے ہو ۔ معلوم نہیں میں کس
نحوس ساعت میں سوار ہوا تھا کہ آج آٹھ دن ہوئے ، سرگرداں
رہا ہوں مگر کچھ حاصل نہ ہوا ۔"

پھر میں نے جی میں کہا ، اگر آگے چلتا ہوں اس کشتی کا
دشوار ہے ۔ اگر چنار گڑھ کے قریب پہنچ کے ملی بھی تو
معلوم وہاں موقع ہاتھ آئے یا نہ آئے ۔ اگر وہاں ٹھہر جاؤں
بھی کوئی تدبیر ذہن میں نہیں آتی کہ اس کو پاؤں ، پھر وہاں
بے نیل مرام پلٹنے میں رنج کے علاوہ بیس دن کے بعد کانپور
پہنچنا ہوگا جس سے اور قباحتوں کا اندیشہ ہے ۔ کاش میں ساتھ
ساتھ روانہ ہوتا ، اب تک کب کا مطلب حاصل ہو جاتا ۔ اب
یہ باتیں خواب و خیال ہیں ۔ اب بجز رسوائی اور ناکامی کے
چھ فائدہ نہیں ہے ۔ بالفعل صبر کرنا چاہیے اور مجبوراً کانپور
جاؤں تاکہ وہاں پہنچ کر جو کچھ معاملات باقی ہیں ، اس
فیصلہ کر کے پھر اطمینان سے اپنی جاناں کی تلاش میں نکلوں ،
وقت جو ہو سب گوارا ہے ۔ چنار گڑھ میں آ کے جس طرح
ن ہو گا ، اس کو نکال لاؤں گا ۔"

یہ خیال کر کے میں نے ملاحوں کو کانپور کی طرف چلنے
حکم دیا :

Marfat.com

دو دفعہ یہ صفحہ لکھا گیا ہے
Dublicate

دلم بردی و در بند جفا بودی ندانستم
نمودی مہر لیکن بے وفا بودی ندانستم
غلط بود ایں کہ مے گفتم ترا آرام جان خود
توخود از بہر جان من قضا بودی ندانستم

افسوس کہ کار مشکل افتاد
قتلم بہ رضائے قاتل افتاد

مگر میں ہر حال میں آپ کی سلامتی اور عافیت کی خواہاں ہوں:

آن لالہ رو کہ سوخت دل من بداغ او
روشن بود الٰہی ہمیشہ چراغ او

زیادہ کیا لکھوں۔ مرقوم پنجشنبہ، ہفتم جمادی الثانی

اس خط کو دیکھ کے میں روتا ہوا کشتی پر چلا آیا اور بے قرار ہو کے چیخنے لگا۔ میرا خدمت گار یہ حال دیکھ کے گھبرایا اور سمجھانے لگا۔ مگر میری تپش دل کو ترقی تھی اور کوئی بات اثر نہیں کرتی تھی۔ اس یار گم شدہ کی طرف مخاطب ہو کے فریاد کرتا تھا اور یہ اشعار پڑھتا تھا:

نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے
کسے زبے کسئی ما نمے برد خبرے

نہ جان را وصل دل خواہے نہ دل را قوت آہے
من حسرت نصیب از زندگانی تہمتے دارم

آخر میں نے ملاحوں سے کہا ''اب کیا صلاح ہے، کس طرف جایا چاہیے؟''

انھوں نے کہا ''حضور ہم نے کشتی چلانے میں جی توڑ

Marfat.com

وتا ہے شاید کسی دوسری طرف وہ لوگ چلے گئے -

صاحب نے اسی وقت دوسری چٹھی روانہ کی - جواب چھٹے ن آیا - لکھا تھا " اعظم جی کا طائفہ یہاں پہنچا اور میں نے سو روپے اھوار پر بی جان کو نوکر رکھ لیا تھا ، لیکن اعظم جی کی لڑکی و یہاں کی آب و ہوا ناموافق ہوئی اور بیمار ہو گئی ، اس لیے ہ سب پریشان ہوکر اس کے علاج کے لیے پندرہ دن ہوئے کہ کھنو چلے گئے -

میں نے جیسے یہ سنا سخت گھبرا گیا کہ خدا خیر کرے - ائے میری جاناں کی طبیعت ناساز ہو گئی ، میری کم بختیوں اور اکاسیوں نے یہ دن دکھایا - اس کو صدمۂ فراق نے بیمار کر دیا - ب جس طرح ممکن ہو ، وہاں جانا چاہیے ، مگر پہلے خط سے خیر و عافیت دریافت کر لوں - چنانچہ اس پریشانی اور فکر میں تھا کہ کسی آدمی کو لکھنؤ روانہ کروں مگر کچھ بن نہ پڑتا تھا - دن رات بے کلی اور پریشانی میں گزرتی تھی - بار بار رویا کرتا تھا اور اشعار درد انگیز فراقیہ پڑھتا تھا -

غرض کہ ایک ہرکارہ تلاش کرکے قصد کیا کہ کل بروز شنبہ روانہ کر دوں گا - یکایک عصر کے وقت ایک آدمی میرزائی کا مرسلہ مع عرضی کے صاحب کے پاس پہنچا اور ایک خط میرے انا صاحب کے نام بھی لایا - اس میں لکھا تھا کہ راستے سے خانم جان کا مزاج ناساز ہوگیا - جب ہم چنار گڑھ پہنچے ، ہولیر صاحب کی سرکار میں بی جان نوکر ہوگئی اور خانم جان کا علاج شروع کیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا - بہت سا علاج ہوا ، کئی مسہل ہوئے ، تنقیہ دیے گئے ، متواتر نسخے تبدیل کیے گئے ، لیکن چنار گڑھ کی آب و ہوا زیادہ تر اس کے مخالف ہوئی ، جس سے مرض میں اشتداد اور ضعف بہ شدت ہوگیا -

Marfat.com

جواں مرگی

ڈھیر دیکھے گل رخوں کی خاک کے
واہ کیا نیرنگ ہیں افلاک کے!

میں نے اسی فکر و تردد میں ایک دن صاحب سے کہا "معلوم نہیں اعظم جی کا طائفہ ھولیر صاحب کے پاس چنار گڑھ میں پہنچا یا نہیں۔"

اس نے کہا "پرسوں میں نے ھولیر صاحب کو چٹھی لکھی ھے، جواب آئے گا تو یہ حال بھی معلوم ہو جائے گا۔"

میں نے اپنے دل میں شکر کیا کہ قاصد بھیجنے کی فکر[1] سے نجات ملی۔

آٹھ دن گزر گئے مگر کچھ جواب نہ ملا۔ میں نے صاحب کو پھر یاد دھانی کی۔ فرمایا کہ ھاں اب تک جواب نہیں آیا۔ میں آج اور چٹھی لکھتا ھوں، اس کا جواب جلد آئے گا۔

میں نے کہا "میرزائی وغیرہ کا حال بھی دریافت کیجیے گا۔"

صاحب نے کہا "تم کو ان سے کچھ مطلب ھے؟"

میں نے کہا "کچھ نہیں، میرزائی نے چلتے وقت وعدہ کیا تھا کہ چنار گڑھ سے خط لکھوں گی اور صاحب کو بھی عرضی بھیجوں گی مگر اب تک نہ خط آیا، نہ عرضی؛ اس سے خیال

1۔ جس کو قاصد بھیجنا دشوار ھے، وہ عاشقی کا دعویدار ھو، غضب نہیں تو اور کیا ھے۔ (مترجم)

اس کا سبب ھمارے ھیرو کی نا تجربہ کاری اور بزدلی تھی مگر زیادہ تر بخت کی نارسائی۔ (مرتب)

ہر کام تو نا تجربہ کار ہی ہوتا نہیں ہوں

Marfat.com

ہوتا ہے شاید کسی دوسری طرف وہ لوگ چلے گئے ۔

صاحب نے اسی وقت دوسری چٹھی روانہ کی ۔ جواب چھٹے دن آیا ۔ لکھا تھا " اعظم جی کا طائفہ یہاں پہنچا اور میں نے سو روپے ماہوار پر بی جان کو نوکر رکھ لیا تھا ، لیکن اعظم جی کی لڑکی کو یہاں کی آب و ہوا ناموافق ہوئی اور بیمار ہو گئی ، اس لیے وہ سب پریشان ہو کر اس کے علاج کے لیے پندرہ دن ہوئے کہ لکھنو چلے گئے ۔

میں نے جیسے یہ سنا سخت گھبرا گیا کہ خدا خیر کرے ۔ ہائے میری جاناں کی طبیعت ناساز ہو گئی ، میری کم بختیوں اور ناکامیوں نے یہ دن دکھایا ۔ اس کو صدمۂ فراق نے بیمار کر دیا ۔ اب جس طرح ممکن ہو ، وہاں جانا چاہیے ، مگر پہلے خط سے خیر و عافیت دریافت کر لوں ۔ چنانچہ اس پریشانی اور فکر میں تھا کہ کسی آدمی کو لکھنؤ روانہ کروں مگر کچھ بن نہ پڑتا تھا ۔ دن رات بے کلی اور پریشانی میں گزرتی تھی ۔ بار بار رویا کرتا تھا اور اشعار درد انگیز فراقیہ پڑھتا تھا ۔

غرض کہ ایک ہرکارہ تلاش کر کے قصد کیا کہ کل بروز شنبہ روانہ کر دوں گا ۔ یکایک عصر کے وقت ایک آدمی میرزائی کا مرسلہ مع عرضی کے صاحب کے پاس پہنچا اور ایک خط میرے نانا صاحب کے نام بھی لایا ۔ اس میں لکھا تھا کہ راستے سے خانم جان کا مزاج ناساز ہوگیا ۔ جب ہم چنار گڑھ پہنچے ، ہولیر صاحب کی سرکار میں بی جان نوکر ہوگئی اور خانم جان کا علاج شروع کیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا ۔ بہت سا علاج ہوا ، کئی مسہل ہوئے ، تنقیہ دیے گئے ، متواتر نسخے تبدیل کیے گئے ، لیکن چنار گڑھ کی آب و ہوا زیادہ تر اس کے مخالف ہوئی ، جس سے مرض میں اشتداد اور ضعف بہ شدت ہوگیا ۔

Marfat.com

جواں مرگی

ڈھیر دیکھے گل رخوں کی خاک کے
واہ کیا نیرنگ ہیں افلاک کے!

میں نے اسی فکر و تردد میں ایک دن صاحب سے کہا "معلو
نہیں اعظم جی کا طائفہ ہولیر صاحب کے پاس چنار گڑھ ما
پہنچا یا نہیں۔"

اس نے کہا "پرسوں میں نے ہولیر صاحب کو چٹھی لکھ
ہے، جواب آئے گا تو یہ حال بھی معلوم ہو جائے گا۔"

میں نے اپنے دل میں شکر کیا کہ قاصد بھیجنے کی فکر[1] سے
نجات ملی۔

آٹھ دن گزر گئے مگر کچھ جواب نہ ملا۔ میں نے صاح
کو پھر یاد دھانی کی۔ فرمایا کہ ہاں اب تک جواب نہیں آیا
میں آج اور چٹھی لکھتا ہوں، اس کا جواب جلد آئے گا۔

میں نے کہا "میرزائی وغیرہ کا حال بھی دریافت کیجیے گا۔"

صاحب نے کہا "تم کو ان سے کچھ مطلب ہے؟"

میں نے کہا "کچھ نہیں، میرزائی نے چلتے وقت وعدہ ک
تھا کہ چنار گڑھ سے خط لکھوں گی اور صاحب کو بھی عرض
بھیجوں گی مگر اب تک نہ خط آیا، نہ عرضی؛ اس سے خی

۱۔ جس کو قاصد بھیجنا دشوار ہے، وہ عاشقی کا دعویدار ہو
غضب نہیں تو اور کیا ہے۔ (مترجم)

اس کا سبب ہمارے ہیرو کی نا تجربہ کاری اور بزدلی تھی مگر زیادہ
بخت کی نارسائی۔ (مرتب)

Marfat.com

چنانچہ حروف و الفاظ کی کشش میں لغزش پیدا تھی ۔ میں روتا ہوا علیحدہ چلا گیا اور اس کو پڑھنے لگا ۔ اس کی نقل یہ ہے :

رقعہ

مدتے شد کہ رہ سہر و وفا مسدود است
نہ کسے می‌رود آنجا نہ کسے می آید

تغافل شعار دلدار ! میرے محرم راز سلامت !

بعد سلام کے معلوم ہو کہ جس دن سے میں کشتی پر سوار ہوکر پورب کو چلی ، آپ کے آنے کی حسب وعدہ ہر وقت منتظر اور نگران رہتی تھی کہ اب آئے ، اب آئے ۔ مگر حیف کہ آپ نہ آئے اور نہ کچھ خبر ملی ۔ ہائے ہائے :

نہ جانا کہ دنیا سے جاتا ہے کوئی
بہت دیر کی مہرباں آتے آتے

یہ تو خیال بھی نہیں ہو سکتا کہ آپ نے بے پروائی کی ہوگی ، یا مجھے بھول گئے ہوں ۔ البتہ میری بدقسمتی اور گردش طالع نے آپ کو روک رکھا ۔ میرا دل گواہی دیتا ہے کہ آپ نے غالباً بہت تردد و سعی کی ہوگی اور حتی‌الامکان کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا ہوگا ، مگر میری بدقسمتی اور سیاہ بختی کا کیا علاج ۔ میرا خیال ہے کہ اسی حساب و کتاب نے جو میرے سامنے پیش تھا ، آپ کو فرصت نہ دی ۔ ہائے میں اپنی حالت زار کا بیان کیا کروں :

ہو رہے ہیں ظلم ہفت افلاک کے
امتحاں ہیں ایک مشت خاک کے

Marfat.com

خیر یا قسمت یا نصیب ! میں نے دو رقعے اپنے کرب انتظار اور حسرت و ملال میں لکھ کے دریا کے کنارے لکڑیوں پر باندھ دیے تھے کہ شاید آپ میری تلاش میں آئیں تو ان کو دیکھ لیں ۔ خدا جانے کیا روداد پیش آئی کہ اب تک نہ آپ خود آئے ، نہ کوئی خط پتر آیا ۔ یہ ستم گریاں اور جفا کاریاں یاد رہیں :

دے داد اے فلک دل حسرت نصیب کی
ہاں کچھ نہ کچھ تلافیٔ مافات چاہیے

میری حالت یہ ہے کہ روز بروز درد جگر میں ترقی ہے ۔ مرض اپنا کام کر رہا ہے ، طاقت طاق ہے ، غم ہجراں کھائے لیتا ہے ، ہڈیاں تک پھنکی جاتی ہیں :

نبضیں چھٹیں ، بخار چڑھا ، درد سر ہوا
کیا کیا نہ ہجر میں ترے بیمار پر ہوا

اب زیست کی امید نہیں ، نقارۂ کوچ برابر بج رہا ہے ۔ عالم جاوداں کا سفر در پیش ہے ، کسی کروٹ کسی پہلو چین نہیں ۔ نہ کوئی غم گسار ہے ، نہ ہمدرد ۔ نہ یار ہے ، نہ مددگار ۔ آہ ماجرائے دل زار کس سے کہوں ۔ درد جگر کی ٹیسیں اس غضب کی ہیں کہ کلیجا نکلا پڑتا ہے ۔ مگر آف نہیں نکال سکتی :

کرنی پڑیں فراق میں تیمارداریاں
ہاتھوں میں ساری رات دل ناصبور تھا

خون جگر پیتی ہوں ، لخت جگر غذا ہے ، دوا کا استعمال ہو رہا ہے ۔ ہائے کسے خبر کہ مرض کیا ہے ، بیماری عشق کی دوا کیا ہے اور علاج کیسا ؟ درد فرقت ایک جگہ ہو تو بتاؤں :

کبھی دل میں کبھی سینے میں کبھی پہلو میں
چارہ گر کیا کہوں میں درد کہاں ہوتا ہے

ہائے بغیر تمہارے مٹی خراب ہے ۔ تمہاری مفارقت نے

Marfat.com

میری جان پر بنا دی ھے ۔ کوئی چیز اچھی نہیں معلوم ھوتی ؛ ھاں موت سامنے ھر وقت کھڑی ھے اور تقاضا ھے کہ چلو ، اب دنیا کی آب و ھوا تمھارے موافق مزاج نہیں ۔ ھائے میرے ماتم کا سامان ھو رھا ھے ۔ گلوں نے دامن صبر چاک کر ڈالا ھے ۔ صف ماتم میں جمع ھو کے بیٹھے ھیں ۔ بلبلوں نے غزل سرائی کے عوض مرثیہ خوانی آغاز کی ھے ۔ ساقی نے شراب ارغوانی کی جگہ خون ناب جگر جام بلورین میں بھرا ھے ، لخت جگر کے کباب بھن رھے ھیں ؛ غنچے خون پی کر رہ گئے ، درخت سرجھا گئے ، شاخیں سرنگوں ھوگئیں ، سنبل نے بال کھول دیے ، سوسن ماتم کا نوحہ اڑا رھی ھے ، بید مجنون دیوانہ ھوگیا ھے ، چنار نے منہ نوچ ڈالا ھے ، ھاتھ لہولہان ھوگئے ، سرو مارے غم کے کھڑے کا کھڑا رہ گیا ، نرگس آنسو بہا رھی ھے ، گیندے کا رنگ زرد پڑ گیا ، لالے کا جگر داغ دار ھے ، صنوبر خاک پر تڑپ رھا ھے ، درختوں کے پتے کف افسوس ملتے میں ، باد صبا نے فرش ماتمی بچھایا ھے ، پہاڑوں پر آبشاریں سر ٹکراتی ھیں ، بادل آٹھ آٹھ آنسو رو رھے ھیں ۔ قیامت تو یہ ھے کہ یہ ھنگامہ بپا ھوا ، اس قدر شور و شیون کی صدائیں بلند ھوئیں مگر حضور نے کروٹ تک نہ لی ، کان پر جوں تک نہ رینگی ۔ پوچھ بھی نہ لیا کہ یہ ماتم کس کا ھے ؟ کون جوانا مرگ خاک میں مل گیا ؟ بایں ھمہ میں گلہ مند نہیں ھوں ؛ جو کچھ لکھ گئی طغیانی قلم اور طبیعت کی بے چینی تھی ؛ تم برا نہ ماننا ۔ ھائے میری اس بے حیا زندگی پر نفرین ھے کہ بغیر تمھارے زندہ رھوں ۔ یہ بھی کوئی لطف حیات ھے ، میں اس کو موت سے بد تر جانتی ھوں ۔ خدا کے لیے، کبریا کے لیے اب تو رحم کرو۔

بیا بہ پرسش من ورنہ بعد ساعت چند
نہ من ، نہ شوق تو ، نے انتظار می‌ماند

Marfat.com

اگر یہی حالت چند روز اور رہی توسن لینا کہ یہ سراپا حسرت خاک ہو گئی ۔ میرا حال اس قدر متغیر ہوگیا ہے کہ شاید تم آ جاؤ تو پہچاننا دشوار ہوگا :

دست مژگاں نہ سنبھالے تو نہ سنبھلے ہرگز
چشم بیمار بھی اٹھتی ہے سہارا لے کر

اے کاش ! کچھ ہو مگر تم آ جاتے تو میں از سر نو زندہ ہو جاتی ۔ اب مجھے کوئی تمنا نہیں ، کوئی آرزو نہیں ، بجز اس کے کہ خداوند عالم اپنے حبیب پاک کے تصدق میں ایک دفعہ تمہاری صورت دکھا دے اور خاتمہ بخیر کرے ۔

تمہیں اپنے سر کی قسم دیتی ہوں کہ میرا یہ حال معلوم ہونے سے ہرگز رنج نہ کرنا ؛ ہاں جہاں تک ممکن ہو ، جلد آنے کی کوشش کرنا ۔ ایک ایک لحظہ سال‌ہا سال سے زائد ہے :

بیاکہ در تن مردہ روان در آید باز
بیا کہ در دل خستہ توان در آید باز

بیا بیا کہ جدائی نہایتے دارد
طپیدن دل بے صبر غایتے دارد
زاشتیاق تو مردیم رحم‌خوش چیزیست
فراق حدے وھجراں نہایتے دارد

میرے پیارے ! سب باتوں کو جانے دو ، اور بیمار کی عیادت مسنون ہے ، اسی کا لحاظ کرو اور چلے آؤ ۔ مسلمانوں کو ان کی پابندی لازمی ہے :

اے دوست بپرسیدن حافظ قدمے نہ
زاں پیش کہ گویند کہ از دار فنا رفت

Marfat.com

ماند ست ز بیمار فراق تو دمے چند
وقت ست اگر رنجہ نمائی قدمے چند

میں لکھنؤ میں صرف اسی غرض سے آئی ہوں اور آپ کے نانا صاحب کے بلانے پر اصرار کیا ہے کہ اس حیلے سے آپ آسانی سے آسکیں گے ۔اب تو کوئی عذر آپ کو نہ ہوگا اور اسی سہارے پر میں ملکِ الموت کو دم دے رہی ہوں ۔ لبوں پر جان آ گئی ہے مگر نکلنے نہیں دیتی :

دلِ بے تاب وہ آتے ہیں خبر آئی ہے
صبر کر صبر ذرا میرے مچلنے والے

خدا کرے جیسا کہ تم نے مجھے جلایا اور تڑپایا ہے ، اُس کا بدلہ کسی جفا کار معشوق سے تمھیں ملے :

اے خداوند یکے شوخ ستمگارش دہ
دلبر سرکش و عاشق کش و عیارش دہ
تابداند کہ چہا می کشم از درد فراق
درد عشقش دہ و عشقش دہ و بسیارش دہ

جس میں قدر و عافیت معلوم ہو کہ اس طرح وفا شعاران ھجراں نصیب بے چارے مصیبت اٹھاتے ہیں ۔ ھائے میں نہ کہتی تھی کہ اس سودائے محبت کو دیدہ و دانستہ نہ مول لو ۔ اپنی بھی عافیت تنگ کرو گے ، دوسرے کی بھی جان پر بن جائے گی ۔ آخر میرا کہنا سامنے آیا اور یہ روز سیاہ دیکھنا نصیب ہوا ۔ مگر تقدیری امور میں کس کو دخل ہے ! اور کیا زور :

لکھے کی کیا خبر تھی یہ کون جانتا تھا
مجنوں کے ساتھ پڑھ کر لیلیٰ خراب ہوگی

میری کیفیت مزاج اور طبیعت کا حال کچھ بیان ہی نہیں ہوسکتا ۔ بعض اوقات ھجر و ملاقات سب ھیچ معلوم ہوتا ہے ۔ ایک

Marfat.com

وارفتگی اور بے خودی ہے کہ دنیا فراموش بلکہ خود فراموش ہو جاتی ہوں :

ز فراق شادمانی ز فراق غم نـه دارم
به غم تو آن چنانم که غم تو هم ندارم

ہاں ہوس ہے تو اتنی اور آرزو ہے تو یہ کہ پروردگار مجھے ثابت قدم رکھنا ، اور خاتمہ بخیر کرنا ! مجھے مرنے کی پروا نہیں اور ذرا بھی خوف نہیں :

در مسلخ عشق جز نکو را نه کشند
لاغـر صفتان زشت‌خو را نـه کـشند
گر عاشق صادق ز کشتن مگریز
مردار بود هر آن که او را نه کشند

اور اب کیا لکھوں ۔ افسانہ طویل ، فرصت قلیل ، طاقت طاق ، زیادہ اشتیاق :

در نامه آنچه هست ز صد یک نوشته ام
بسیار دان و من بتو اندک نوشته ام

یہ رقعہ پڑھ کے میں نانا صاحب کی خدمت میں گیا اور عرض کیا کہ میں بھی مدت سے لکھنؤ جانے کا ارادہ کرتا تھا ۔ وہاں کے اعزا سے ملنے کا مشتاق ہوں ، آپ کے ساتھ میں بھی چلوں گا ۔

فرمایا ''مجھے عذر نہیں ، مگر صاحب بہادر ایسے وقت میں اگر اجازت دے دیں ، بڑی بات ہے ۔''

میں نے کہا ''آپ ہی صاحب سے سفارش کیجیے ۔''

چنانچہ انھوں نے صاحب سے میرے جانے کے لیے عرض کیا ۔ صاحب نے کہا ''آنے والا کمپ الہ آباد پہنچ گیا ہے اور یہاں کام کی کثرت ہے ۔ اس کمپو کے آتے ہی میں روانہ ہو جاؤں گا ۔ ایسی حالت میں حسن شاہ کا جانا مناسب نہیں ۔''

Marfat.com

میں نے کہا ''میں لکھنؤ میں چھاؤنی ڈالنے نہیں جاتا، نانا صاحب کے ساتھ ھی واپس آؤں گا ۔ اگر آن کو علاج میں دیر ھو گئی ، میں تنہا چلا آؤں گا ؛ غرض کہ ایک ھفتے سے زیادہ نہ رھوں گا ۔''

صاحب نے اس بات کو سن کر اجازت دے دی مگر کہا ''حساب دو تین دن میں پاک کر دینا چاھیے ۔''

میں نے کہا ''اب جلدی میں کیا ھوسکتا ھے ، وھاں سے آکے بہ اطمینان تصفیہ کر دوں گا ۔''

مگر صاحب نے نہ مانا اور نانا صاحب نے بھی کہا ''ایسی کیا بے صبری ھے ۔''

نا چار حساب کتاب میں مصروف ھوا ۔ صاحب نے اور نانا صاحب نے میرزائی کی تحریر کا جواب لکھ دیا کہ دو تین دن میں آتے ھیں ۔ خاطر جمع رکھو ۔

میں نے بھی جواب لکھ کر قاصد کو دے دیا کہ رحم اللہ کو دے دینا ۔

جواب رقعہ

ز سر بگذشت بے تو آب چشمم
یکے از سر گذشتم بے تو این ست

دلبر دل نواز ، محبوب جاں باز ، سلامت !

بعد سلام کے معلوم ھو ، تمھارا خط یا غم نامۂ مہاجرت پہنچا ۔ تمھاری بیماری کا حال دریافت ھونے سے بے حد رنج و فکر ھوئی اور سارا زمانہ میری آنکھوں میں تاریک ھوگیا :

حدیث ھول قیامت کہ گفت واعظ شہر
کنایت است کہ از روزگار ھجراں گفت

Marfat.com

میری جان ! میرا حال اگر سنو گی افسوس کرو گی ۔ حساب وکتاب کی وجہ سے پہلے توقف ہونا ، کشتی پر سوار ہو کے روانہ ہونا دور دراز راہ تک جانا ، پھر اُلٹا پھرنا ، پھر دوسری طرف جانا تمھارا خط کنار دریا پانا ، وھاں سے کانپور پلٹنا ، بعد روانگی قصد کرنا ، منگ صاحب سے چٹھی لکھوانا ، اس کا جواب نہ آنا ، پھ لکھوانا ۔ قاصد بھیجنے کا قصد کرنا ، میرزائی کا خط آنا ، اور تمھار بیماری کا حال معلوم ہونا ۔ یہ واقعات مفصل اگر بیان کروں ایک دفتر درکار ہو ۔ تمھاری علالت سے میری جان کب کی نکل گئی ہوتی ، مگر تم نے قسمیں دلائی ہیں اس لیے میں نے صبر کیا او سینے پر پتھر رکھ لیا ۔ مگر دل پر جو صدمہ ہے اس کو میں ھی جانتا ہوں ۔ حیران ہوں اپنا حال کس سے کہوں اور اس درد بے درماں کا علاج کیا کروں ۔ خدا ھی اس اندوہ و غم سے نجات دے ۔

میری جان ! تم نے اپنا حال زار اس قدر کیوں تباہ کر رکھ ہے ۔ میں عنقریب دو ھی چار دن میں حاضر ہوتا ہوں ۔ خدا کے لیے اپنے دل کو تسکین دو ۔ اس طرح کاہش سے کیا حاصل ۔ تمھاری جان نازک پر یہ صدمات میرے لیے سوھان روح ہیں ۔ تم اطمینان رکھو ، میں بہت جلد آتا ہوں ، اطمینان کے لیے قاصد کو آگے سے روانہ کر دیا ہے ۔ میں اپنا حال کچھ نہیں لکھتا ، تم کو زیاد صدمہ ہوگا :

بپرس حال دل ما کہ صید غمزۂ تست
فتادہ ہمچو کبوتر بہ چنگ شاہین است

جس دن آدمی روانہ ہوا ، شام کو دوسرا آدمی مع خط کے نانا صاحب کی طلب میں پہنچا ۔ نانا صاحب نے اس کو ٹھہرا لیا کہ ہمارے ہمراہ چلنا ۔ اور میں نے تین دن میں کاغذات تیار کر کے

Marfat.com

نانا صاحب کو اطلاع کر دی ۔ انھوں نے فرمایا کہ پنج شنبہ کو صبح کے وقت روانہ ہو جائیں گے ۔

جن لوگوں کا دینا لینا باقی تھا ، میرے لکھنؤ جانے کی خبر سن کر جمع ہو گئے ۔ ہر چند میں نے ان کو سمجھایا مگر کسی نے نہ مانا ۔ آخرش ان کا حساب چکانے پر آمادہ ہوگیا اور پنج شنبہ کی دوپہر تک سب کاموں سے فرصت کر لی اور نانا صاحب کے ساتھ سوار ہو کے اسی دن اناؤ میں قیام کیا اور ہفتے کی شام کو لکھنؤ میں داخل ہو گئے ۔ نانا صاحب نے میرزائی کے آدمی سے کہا کہ محمود نگر میں مولوی الطاف الرسول کے یہاں ہم ٹھہرتے ہیں ، تم جا کر ہمارے آنے کی خبر کر دو اور سویرے آؤ ۔ ہم تمہارے ساتھ چلیں گے ۔"

اس نے کہا "میں بہت تھک گیا ہوں اور ان کا قیام یہاں سے بہت دور چھاؤنی میں ہے ۔ میں بھی رات کی رات یہیں پڑ رہوں گا ، صبح کو آپ کے ساتھ چلوں گا ۔"

رات کو نانا صاحب اور مولوی صاحب کھانے پر بیٹھے ۔ میں مولوی صاحب کے اصرار اور خاطر سے بیٹھ تو گیا مگر نوالہ حلق سے نہیں اترتا تھا اور مطلق اشتہا نہ تھی ۔ سمجھا راستے کی تکان اور حرارت سے یہ حالت ہوگئی ؛ چنانچہ ویسے ہی اٹھ کھڑا ہوا اور پلنگ پر لیٹ رہا ، مگر رات بھر پلک تک نہ جھپکی ۔ عجیب و غریب خیالات آتے تھے اور وحشت و اضطراب کا ٹھکانا ہی نہ تھا ۔ کروٹیں بدلتا اور اشعار پڑھتا تھا:

اب کیوں شب ہجر آئی بستر پہ لٹانے کو
پہلو میں یہی بس تھا کچھ یاد دلانے کو

جب صبح ہوئی ، نماز پڑھ کر نانا صاحب جانے کو تیار ہوئے ۔ میں نے کہا "میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گا ۔"

Marfat.com

انھوں نے کہا ''اچھا چلو ، پلٹتے وقت تمھاری نانی کے یہاں ٹھہر جائیں گے۔''

چنانچہ میرزائی کا آدمی ساتھ لے کر ہم چلے - جس وقت اعظم جی کے مکان پر پہنچے ، میں نے دیکھا کہ ملا اور دوسرے لوگ قرآن پڑھ رہے ہیں ، جیسے کہ سیوم کی مجلس ہوتی ہے - اعظم جی اور میرزائی دیوانوں کی طرح گریبان چاک کیے سر پر خاک اڑا رہے ہیں - اور سب ان کے ساتھی جمع ہیں ، مگر وہ در نایاب ، وہ یوسف ثانی ، وہ لیلاے با وفا گم[1] ہے - یہ دیکھتے ہی میری آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا اور ہوش اڑ گئے - آنسو تو ایک بھی نہ نکلا مگر معلوم ہوا کہ سینہ پھٹ گیا اور دل کے پرخچے اڑ گئے- اور نانا صاحب سے بھی ضبط نہ ہو سکا اور رو پڑے -

میرزائی نے ان کو دیکھ کر سلام کیا اور نزدیک آ کر بیٹھ گئی - زار و قطار روتی تھی اور حال بیان کرنے لگی :

''کیا کہوں حکیم صاحب ! اس میری بنو نازو کی موت ہی تھی جو آپ کے آنے میں توقف ہوا - پہلا قاصد میں نے بھیجا تھا - جب اس کے آنے میں دیر ہوئی ، میں نے دوسرا بھیجا ، مگر ہم کو تو یہ روز سیاہ دیکھنا تھا - اس پری جمال پیاری کا ماتم کرنا تھا ، آپ کے آنے میں دیر لگی - وہ مرتے دم تک آپ کو یاد کرتی رہی - چنانچہ جس رات کی صبح کو اس کا کوچ تھا ، شام کو مجھ سے پوچھا '' اماں دوسرا قاصد کتنے دن ہوئے حکیم صاحب کے پاس گیا ہے ؟'' میں نے کہا ''اتوار کو گیا تھا ، یقیناً اسی دن پہنچ گیا ہوگا -''

۱- انا للہ و انا الیہ راجعون

وہ عیادت کو مری کس وقت آئے دیکھنا
جب کہ اذن عام میرے اقربا کہنے کو ہیں (مترجم)

Marfat.com

اس نے کہا ''تو اس حساب سے اگر حکیم صاحب دو شنبہ کو چلتے تو منگل کو یہاں پہنچ جاتے اور اگر منگل کو چلتے چہار شنبہ کو یا آخر درجہ جمعرات کو ضرور پہنچ جانا چاہیے تھا ۔ آج پنج شنبہ کی شام بھی ہوگئی مگر اب تک نہ آئے ۔ معلوم ہوتا ہے کہ منگ صاحب نے اجازت نہیں دی یا خود ان کو کام ہو گا ۔ خدا معلوم کیا وجہ ہے ۔ مجھے یقین ہو گیا کہ اب میرا پیمانۂ حیات لبریز ہوگیا ۔ خیر خدا کی مرضی یوں ہی تھی کہ میں ہزاروں حسرت و ارمان کے ساتھ مروں ۔ اس میں چارہ ہی کیا ہے'' :

کون سی کی نہ دوا کون سی مانگی نہ دعا
ہم نے کیا کیا نہ کیا اپنے سنبھلنے کے لیے

یہ کہہ کے زار و قطار رونے لگی اور ایک آہ سرد بھر کے کہا کہ میری عمر تمام ہوئی ۔ الحمد للہ خدا کی کبریائی کے صدقے ، اس کے احسانات کے قربان کہ میرا پردہ فاش نہ کیا ، اور ہزاروں آفتوں اور مصیبتوں سے نجات دی ۔ اسی طرح بہت کچھ کہتی رہی ۔

میں نے کہا ''اے بی ! تمہاری کیسی باتیں ہیں ، خدا شافی مطلق ہے ، جلد تم کو شفا ہو جائے گی ۔ ایسی باتیں نہ کرو ۔ انشا اللہ حکیم صاحب جن پر تم کو اعتقاد ہے ، صبح شام پہنچتے ہیں ۔ اگر شاید کچھ دیر ہوئی ، میں دوسرا آدمی روانہ کرتی ہوں ۔ تم اس قدر گھبراؤ نہیں ، بہت جلد اچھی ہو جاؤ گی ۔''

کہنے لگی ''ہاں اطمینان کی بات ہی ہے ، کیونکر اطمینان نہ رکھوں ، سامان ہی ایسے نظر آتے ہیں کہ شفا ہوجائے گی :

چارہ گر زندہ رہے گا تو کرے گا تدبیر
چاہیے عمر خضر میرے سنبھلنے کے لیے

اس وقت سے آخر دم تک نہایت ہوش و حواس کی باتیں اور حرکتیں کرتی رہی ۔ چنانچہ اس وقت قبلہ کی طرف منہ کرکے

Marfat.com

آهسته آهسته کچھ پڑھا اور تکیے پر سجدہ کیا اور دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتی رہی ۔ ہم لوگوں کو ذرا تسکین ہوئی ۔ چونکہ کئی راتوں سے ہم سب جاگ رہے تھے ، ذرا لیٹنے کے لیے الگ چلے گئے ۔

دو تین گھڑی کے بعد مجھ کو خود پکارا ۔ جب میں آئی ، کہنے لگی ''تم نے صبح سے کچھ کھایا نہیں ہے ، شاید میرے نہ کھانے کی وجہ سے سب کے سب بھوکے رہے ۔ اچھا تھوڑا شربت میرے لیے لاؤ ، مجھے پیاس معلوم ہوتی ہے ۔''

میں نے جلد آب کیوڑہ اور بید مشک میں حل کرکے شربت تیار کیا ۔ دو چار چمچے آس نے پیے ، ہم کو بہت ہی اطمینان ہوا کہ خدا کی عنایت سے آج مزاج اچھا ہے ۔ پھر ہم نے بھی کھانا کھایا اور فراغت کرکے میں نے آکر دیکھا تو بے خبر سوتا پایا ۔ اس سے اور بھی تسکین ہوئی کیونکہ مہینے بھر سے ذرا بھی رات کو نہ سوئی تھی ۔

قریب صبح بیدار ہو کر پوچھا کہ نماز کا وقت آگیا یا نہیں ؟ سیوتی نے جواب دیا ''ہاں بی‌بی آگیا ۔'' ہم لوگ بھی اٹھ بیٹھے ۔ آس نے تکیہ لے کر تیمم کیا اور اسی طرح تکیے پر نماز پڑھی ؛ پھر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی جو ہم نے بھی سنی ۔ آس نے کہا ''خداوند ! تو غفار ہے ، میں سراپا گناہ اور آلودۂ عصیان ہوں ۔ تو دلوں کا مالک ہے ، ظاہر و باطن کا عالم و دانا ۔ خوب جانتا ہے ، میری نیت جو کچھ تھی اور اب تک جو کچھ ہے ، ہمیشہ میں تیری درگاہ میں التجا کرتی تھی کہ میرے مقصد دلی حاصل ہوں ، یا اس بلا سے جس میں میں گرفتار ہوں ، محفوظ رکھ ۔ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے ، کروڑ کروڑ احسان کہ اگرچہ خواہش دلی حاصل نہیں ہوئی ، مگر مکروہ باتوں اور خلاف طبع

Marfat.com

بورات سے مجھ کو تونے بچایا اور میرا پردہ فاش نہ کیا ۔''
میں اس وقت وضو کر رہی تھی ۔ یہ دعا سن کر میں نے
خدا کا شکر کیا کہ مزاج بحال ہے ۔ پھر نماز پڑھنے چلی گئی ۔
بعد فراغت تسبیح پڑھتی ہوئی اس کے پاس گئی کہ درود
دین وغیرہ دم کروں ۔ رضائی منہ پر سے سرکائی تو تنفس معلوم
نہ ہوا ۔ میں نے گھبرا کے نبض پر ہاتھ رکھا تو سختی محسوس
ہوئی ۔ پکار کر کہا ''بی بی! اے بی بی !'' مگر کچھ جواب نہ ملا ۔
چراغ منگا کر دیکھا تو کچھ نہ تھا ، روح نکل کے جنت کو
سدھار چکی تھی ، قالب بے جان پڑا تھا ۔ میری آنکھوں میں دنیا
اندھیر ہوگئی ۔ پھر تو قیامت برپا ہوگئی ، ماتم ہونے لگا ،
اپنے بیگانے سب زار زار روتے تھے ۔ دوپہر تک غسل و کفن سے
فراغت کرکے جنازہ تیار ہوا ۔ بعد نماز جمعہ عبدالنبی شاہ کے
تکیے میں نماز جنازہ پڑھی گئی اور وہیں تکیے میں جو بھیم کے
اکھاڑے کے پاس ہے ، اس گوہر گراں مایہ ، آفتاب شرم و حیا کو
قبر میں چھپا دیا اور خالی ہاتھ خاک بہ سر گھر پلٹ آئے ۔

حکیم صاحب ! اس مرحومہ کی کس کس خوبی اور صفات کو
یاد کر کرکے روؤں ۔ حسن و جوانی ، مسکینی ، غیرت ، عصمت ،
اخلاق ، تمیز ، نفاست ، تمکنت ، بردباری ، وقار ، شیریں کلامی ،
قابلیت ، علمیت ، ذہانت ، ذکاوت ، محبت ، استقلال ، صبر ،
ہائے ہائے کیا کیا خوبیاں خدا بخشے خانم جان ! پیاری بنو !
تجھے اللہ نے دی تھیں ۔ ہائے آنکھوں کا نور گیا ، دل کا سرور
گیا ۔ میری کمر توڑ گئی ، مجھے بیکس و بے یارو مددگار چھوڑ
گئی ۔ میری محنت سالہا سال کی خاک میں مل گئی ۔ پالی پوسی
جوان جہان میری بچی مجھ سے چھین لی گئی ۔ ہائے اس یوسف
گم گشتہ کو کہاں ڈھونڈوں ، کس سے پوچھوں ، کون بتائے ،

Marfat.com

ایسی جگہ گئی ، جہاں کا راستہ معلوم نہیں ۔ نہ کارواں ہے نہ جرس ہے ، نہ راہ ہے ، نہ پکڈنڈی ۔ راہ گیر نہیں ملتے جو اُن سے پوچھوں ، قاصد نہیں جو سندیسا بھیجوں ۔ کیا کروں ؛ کاش مر جاؤں ۔ حکیم صاحب وہ کون سی منحوس ساعت تھی جب ہم کانپور سے نکلے تھے ۔ آگ لگے اُس گھڑی کو ۔ اُس وقت کا سفر میری خانم پیاری کے لیے سفر آخرت تھا ۔

کشتی پر سوار ہونے کے بعد دو تین دن تک تو کچھ بھی بیماری نہ تھی ۔ ہاں چپ، سن اور مرجھائی سی ضرور تھی اور کھانا بالکل نہیں کھاتی تھی۔ ہم سمجھے کشتی کی تکان اور اس کا دوران سر، جو سب کو ہے ، اس کو بھی ہوگا ، اسی سے افسردہ ہے ۔ چوتھے دن دوپہر کو اُس نے استفراغ کیا ، جس میں بہت سا سفراء گرا اور فوراً بخار ہو آیا ، ساعت بساعت ترقی کرنے لگا ۔

چنار گڑھ میں پہنچ کے ویسی ہی تپ موجود تھی ، جس قدر دوا کرتے تھے ، مرض میں اشتداد ہوتا جاتا تھا ؛ وہاں تین مسہل ہوئے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا ۔

پھر لکھنؤ لے آئے ۔ یہاں پہلے ایک حکیم صاحب سے رجوع کیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا ۔ اس کے بعد حکیم میر علی کا علاج شروع کیا ۔ خانم نے کہا ”کسی کا علاج مفید نہ ہوگا ، ہاں حکیم صاحب کانپور سے تشریف لائیں تو بالیقین مجھے اُن کی توجہ سے شفا ہو جائے گی ۔“

اس کے کہنے سے میں نے آدمی آپ کی خدمت میں روانہ کیا اور حکیم میر علی کا علاج چھوڑ کے حکیم شفائی خاں صاحب سے رجوع کیا ۔ ہائے اس کی زندگی ختم ہوچکی تھی ۔ آپ کے آنے میں توقف ہوا اور مرض اپنا کام کرچکا تھا ۔ تاہم امید باقی تھی کہ آپ آئیں گے تو افاقہ ہو جائے گا ۔ چنانچہ میں نے پہلے بیان کیا

Marfat.com

کہ شب پنج شنبہ کو خود ہی حساب لگایا تھا اور مجھ سے
ا کہ اب میری قضا آ پہنچی ، ورنہ ممکن نہ تھا حکیم صاحب نہ
۔"

ان باتوں کے بعد نانا صاحب اعظم جی کے پاس گئے ۔ میں
زائی کے پاس بیٹھا ہوا رونے لگا ۔ اس نے طنز سے کہا "اے
حب ! میری[1] خانہ ویرانی آپ ہی نے کی ، اب رونے دھونے سے
ہوتا ہے ۔"

میں نے اس کا جواب کچھ نہ دیا اور اپنے دل میں یہ
پڑھا :

کجا گیرم سراغ یوسف گم کردۂ خود را
دل بے طاقتے ہمچوں جرس در کارواں دارم

میرزائی نے پھر کہا :

اے دل بزیر خاک طپیدن چہ فائدہ
بعد از ہلاک سینہ دریدن چہ فائدہ

میں وہاں سے اٹھ کے نانا صاحب کے پاس آیا اور کہا کہ ان
وں نے دو تین دن سے کچھ کھایا پیا نہیں ہے ، آپ اصرار
کے کچھ کھلا دیجیے ۔

چنانچہ انھوں نے کھانا منگوایا ۔ میں چپکا وہاں سے اٹھ کے
اللہ کو ڈھونڈنے لگا ۔ اس نے دور سے مجھے دیکھا اور دوڑ
آیا ۔ میں اسی دیوار کے نیچے اس سگ لیلیٰ سے لپٹ گیا اور
قدر رویا کہ قریب تھا آنکھیں جاتی رہیں[2] ۔ وہ بھی بے قرار ہو کر
نے لگا ۔ پھر مجھے سمجھایا کہ اب رونے سے کیا حاصل ، جو

۱۔ اور اس میں کوئی شک بھی نہیں تھا ۔ مرتب
۲۔ اللہ رے ہواس ، کیوں کیسی کہی ۔ (مترجم)
(فاضل مترجم کو آخر ماتم میں بھی ہنسنے کا موقع مل گیا ۔ (مرتب)

Marfat.com

کچھ ہونا تھا ہو گیا ۔

میں نے قصد کیا کہ اس کو ساتھ لے کے مرقد جاناں جاؤں ۔ اتنے میں ایک شخص نے آ کے کہا ''تمھارے نانا بلا ھیں'' ناچار رک گیا ۔

رحم اللہ نے کہا ''کیا آپ نے ھاری کشتی کے پیچھے پیچھے آنے کا وعدہ کیا تھا ؟''

میں نے کہا ''ھاں ۔''

اس نے کہا ''اسی لیے خانم صاحبہ جس طرف آن کا پلنگ تھا گردا گرد پردہ کرکے بیٹھی رھتی تھیں اور پیچھے کی کھڑکی کھول کے دریا کی طرف دیکھا کرتی تھیں ۔ زعفران ھر وقت سامنے حاضر رھتی تھی ۔ وہ بار بار اس طرح پیچھے مڑ مڑ کے دیکھتی تھی گویا کسی کا راستہ دیکھتی ھیں ۔

دو دن میرزائی اور اعظم جی کے پاس بھی نہ گئیں ۔ چپ پلنگ پر لیٹی رھتی تھیں یا دیوان حافظ اور چھوٹی بیاض جو آ سے لی تھی ، دیکھا کرتی تھیں ۔

چوتھے دن میں صبح کو سلام کرنے گیا تو دیکھا کہ نہایت ملول اور آنکھیں سرخ ھیں ، گویا رونے سے آشوب چشم ھوگیا اس دن مطلق کچھ نہ کھایا بلکہ دوپہر کو قے کی ، جس میں شب کی غذا بھی نکل گئی ۔ سب جمع ھو گئے مگر انھوں نے کسی سے کچھ نہیں کہا ، صرف یہ کہا کہ ''اس وقت مجھ کو تنہا چھو دو ، نیند آتی ھے ، ذرا سو رھوں گی ۔''

چنانچہ سب چلے گئے ۔ زعفران تلوے سہلانے لگی اور یہ ھاتھ ملنے لگا ۔ تھوڑی دیر کے بعد آنکھ کھولی اور مجھ سے کہ کہ ''رحم اللہ تو نے دیکھا کہ وہ ظالم ستم گار نہ آیا'' میں کہا کہ ''بے شک'' اور دل میں سمجھا سوائے آپ کے اور کس

Marfat.com

یہ کہتی ہیں ۔ انھوں نے دو تین بار یہی کلمہ کہا مگر میں نے زعفران کی وجہ سے کچھ نہ پوچھا ، چپکا ہو رہا ۔

غرض کہ اس وقت سے تپ شروع ہوئی اور روز بہ روز بڑھنے لگی ۔ آٹھ آٹھ پہر بے غذا پڑی رہتی تھیں ، ضعف کی وجہ سے پہلو بدلنا دشوار تھا ، ناتوانی کی حد نہ تھی ۔

حسرت اے طاقت ایام وصال جاناں
آج مجبور ہیں کروٹ بھی بدلنے کے لیے

کبھی بڑی منت سماجت سے دو چار چمچے دال خشکہ کے کھا لیتی تھی ، اس سے چار دن کے بعد بہت ہی مزاج ناساز ہوگیا ۔ مجھ سے فرمایا ''تو کشتی کے عرشے پر جا بیٹھ اور دیکھتا رہ کہ کوئی چھوٹی کشتی آتی ہے جس پر چارخانے کی لنگی بندھی ہے؟ اگر دیکھنا تو فوراً مجھے اطلاع دینا ۔''

چنانچہ اس دن سے میں دو دو پہر کشتی کی چھت پر بیٹھا رہتا تھا اور چاروں طرف دیکھا کرتا تھا ۔ اور خانم صاحبہ کی جب کشتی ٹھہرا کرتی تھی تو ضرور اس پر سے اتر کر کنارے پر آتی تھیں ۔ ہر چند میرزائی وغیرہ منع کرتی تھیں مگر نہیں مانتی تھیں ۔

ایک روز تین گھڑی دن رہے کشتی ٹھہری ۔ مجھ سے فرمایا، ''ان درختوں سے جو کنارے پر لگے ہیں ، دو تین لکڑیاں لے آ ۔''

چنانچہ میں لایا ۔ کہا ''ان کو آپس میں رسی سے باندھ اور کنارے پر کھڑا کر دے اور یہ کاغذ اس میں لٹکا دے ۔''

پھر اللہ آباد کے قریب ایک جگہ ایسا ہی کیا ۔

میں نے کہا ''پہلا خط میں نے لکڑیوں پر پایا تھا ۔''

پھر اس نے کہا کہ جب چنار گڑھ پہنچے ، ایک حکیم صاحب کا علاج کیا گیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا بلکہ ضعف اور نقاہت زیادہ ہوگئی ۔ تب خانم صاحبہ نے کہا ''مجھ کو کانپور یا لکھنؤ لے چلو تو

Marfat.com

آرام ہو جائے گا ، یہاں کی آب و ہوا اور بھی خراب ہے ۔''

ہر چند کہ بی جان صاحبہ نے ہولین صاحب کے پاس نوکری کرلی تھی ، مگر خانم صاحبہ کے لیے سب گھبرا گئے تھے ، آخر لکھنؤ کو روانہ ہوئے ۔ بعد چند روز کے جب کسی حکیم کا علاج فائدہ مند نہ ہوا ، خانم صاحبہ کے اصرار سے کانپور آدمی بھیجا گیا ۔ انھوں نے مجھ کو ایک خریطہ دیا کہ آدمی کو دے دینا کہ آپ کو پہنچا دے ۔ جب آپ کے پاس سے خط آیا ، میں نے خانم صاحبہ کو پہنچا دیا اور وہ حالت آخری تھی ۔ اس کو دیکھ کے رونے لگیں اور فرمایا کہ ان کو اپنی تابعداری کی وجہ سے آنے کا موقع نہ ملا ، اب یقین ہے نہ آئیں ۔

میں نے تسکین کے لیے کہا کہ آپ خاطر جمع رکھیے ۔ جب تک آن کو اطلاع نہ تھی نہ آئے ، اب تو ممکن نہیں کہ ایک لحظہ بھی ٹھہر سکیں ۔

فرمایا ''معلوم نہیں کہ اس بے رحم پر کیا آفت پڑی ۔ اس قدر بے وفائی کی امید تو مجھے ہرگز نہ تھی کہ باوجود میرا حال معلوم ہونے کے نہ آسکے ۔ کوئی ایسا سانحہ پیش آگیا کہ آنا نہ ہوا ۔ شاید خانہ خراب حساب و کتاب سرکاری کے جھنجھٹ میں پڑگئے ۔ ابتدا سے اسی حساب نے سب ارادے خاک میں ملا دیے ، اب بھی اسی کا سبب ہوگا ۔''

میں نے کہا ''دوسرا آدمی گیا ہے ، اس کو اس قدر توقف ہوا ، اس سے امید قطعی ہے کہ ضرور آتے ہوں گے ۔''

یہ سن کے ایک آہ کھینچی اور کہا بھائی :

پس ازاں کہ من نہ نمانم بچہ کار خواہی آمد

منگل ، بدھ ، جمعرات کو بہت ہی انتظار کیا ۔ جمعرات کو پانی گرم کراکے کپڑے سے تمام جسم پاک کیا اور پوشاک بدل کے

Marfat.com

ب سے کہا ''تھوڑی دیر میرے پاس کوئی بھی نہ آئے۔''
سب الگ ہوگئے۔ مجھے تنہائی میں بلاکے کہا ''ایک پیالی
ں تھوڑا چونا گھول کے لے آ۔''

میں نے جلد تعمیل کی۔ عصر کے وقت مجھے ایک سفید
غذ خریطے میں سی کے دیا۔ اور فرمایا کہ اگر وہ ظالم بے رحم
کیم صاحب کے ساتھ آئے، تو یہ بٹوہ دے دینا، اور اگر وہ
ہ آئیں اور مکروہات میں پھنس جائیں تو جس طرح ممکن
و آن کے پاس پہنچا دینا۔ یہ میری وصیت ہے، اس کو ضرور
ورا کرنا۔ یہ میری آخری خدمت ادا کرنا تجھ پر فرض ہے۔''

میں نے کہا '' میں بسر و چشم تعمیل کروں گا۔ اول تو
ہ خود ہی انشاالله آئیں گے، اس وقت آپ کے سامنے ہی دوں گا۔
گر ایسا ہی کچھ پیچ پڑ گیا کہ میر صاحب نہ آئے تو میں
خود کانپور پہنچا دوں گا اور خود جواب لا دوں گا۔

یہ سن کے زار زار رونے لگیں اور کہا ''بھائی اب یہ ہونا
خیر ہے۔ قضا سر پر آپہنچی، مرض اپنا کام کرگیا، ملک‌الموت
ی صورت آنکھوں میں پھر رہی ہے، یہ باتیں خواب و خیال
سمجھنا چاہیں'' :

اجل بھی بے خبر ہے وہ بھی غافل
کوئی رکھے کسی کا آسرا کیا''

میں بھی رونے لگا اور دیر تک میں اور وہ دونوں رویا کیے۔
پھر میں چلا آیا۔

میں نے کہا ''کیا کہوں، ستیاناس ہو اس حساب کا۔
دو مرتبہ اس نے مجھے روک رکھا۔ اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ
خدا ایسا ہونے والا ہے، اس کی کیا حقیقت تھی۔ اگر فوجیں
بھی مجھے روکتیں تو جان پر کھیل جاتا اور کسی نہ کسی

Marfat.com

طرح پہنچتا ۔ ھائے اب کیا ھو سکتا ھے ۔ وقت ھاتھ سے جاتا رھا اور مجھ سے کچھ نہ ھوسکا ۔

ھجر میں جان گراں مایہ ھے کیا مال اے دل
اک تصدق ھے برے وقت کے ٹلنے کے لیے

خیر اس وقت مجھے نانا صاحب بلاتے ھیں ، کل انشاالله میں آؤں گا اور مزار جاناں پر چلوں گا ۔

یہ کہہ کے میں نانا صاحب کے پاس آیا ۔ انھوں نے کہا ''میں نے اصرار کرکے ان لوگوں کو کچھ کھانا کھلا دیا ھے ۔ اب چلنا چاھیے ۔''

چنانچہ سب سے رخصت ھوکر باھر آئے ۔ رحم‌الله نے وہ خریطہ چپکے سے مجھے دے دیا ، میں نے جیب میں رکھ لیا اور مکان پر آکر کھولا ۔ دیکھا ایک سادہ کاغذ لپٹا ھوا ھے ، اس پر یہ دو شعر لکھے تھے :

بسیل اشک بدہ غوطہ قاصدا یک بار
چو خواھی راز دل نامہ ام شود اظہار
من ایں دو حرف نوشتم چنانکہ غیر ندانست
تو ھم ز روے کراست بخواں چنانکہ تو دانی

میں اس اشارے کو سمجھ گیا اور ایک طشت پُر آب میں اس کاغذ کو ڈالا تو الفاظ ظاھر ھوگئے ۔ میں نے پڑھا ، یہ مضمون لکھا ھوا تھا جس کو میں نے نقل بھی کر لیا :

خط میں حال دل پر آبلہ ھم نے جو لکھا
نامہ بر پھوٹ کے روئی ھے سیاھی کیا کیا

Marfat.com

رقعۂ آخر

تم مرتے دم نہ آئے مروت سے دور تھا
اس وقت پاس آپ کا ہونا ضرور تھا

بلبم رسیدہ جانم تو بیا کہ زندہ مانم
پس از آنکہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد

دلدار جفاکار سلامت !

بعد سلام کے معلوم ہو کہ آپ کا خط میری تسکین کا باعث پہنچا ۔ چشم انتظار میں نور اور دل بے تاب کو سرور حاصل ہوا ۔ جو کچھ گلہ شکوہ مجھے آپ سے تھا ، جاتا رہا ، اور معلوم ہوا جو کچھ ہو رہا ہے ، میری قسمت کی خوبی ہے ۔ مجھے آپ کے انتظار میں جو الجھن ہے ، اس کا اندازہ مشکل ہے ۔ صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک دروازے کی طرف ٹکٹکی بندھی ہے اور کان لگے ہوئے ہیں ۔ کاش کوئی تو آکے کہہ دے وہ آئے مگر ہائے تم نہ آئے پر نہ آئے ۔ مجھے یقین کامل ہے ، میری عمر کا پیمانہ لبریز ہوچکا ہے ، اب دم نکلا کہ اب دم نکلا ۔ صدہا بار جان ہونٹوں پر آئی مگر پلٹ گئی ، صرف اس تمنا میں کہ شاید مرتے دم تم آ جاؤ لیکن اب یہ تمنا بھی جاتی رہی ۔ مرض ہجراں اپنا کام کر چکا ۔ دوا ہوتی ہے ، علاج کیا جاتا ہے ، مگر بیمار محبت کبھی اچھے ہوئے ہیں ؟ یہ مرض فرقت جان ہی لے کر جاتا ہے مگر اوپر والے تیمار دار خاک بھی نہیں سمجھتے :

احباب کہیں تو نہ کریں فکر دوا میں
اے درد میں ہوں تیری ترقی کی دعا میں

کسی ساعت کی مہمان ہوں ۔ اب تصور میں بھی اتنی قدرت

Marfat.com

نہیں کہ تمہارے دیدار کا نقشہ کھینچ سکے :

خیال اجل سے تسلی کروں
وہ طاقت بھی جان حزیں ہو چکی

امید وصل چلی جائے ہاں دل ناداں
قضا کے آنے کا بس انتظار باقی ہے

تقدیر نے کیا نیرنگ دکھایا ہے - مرتے مرتے بھی تمہاری صورت نہ نظر آئی - اگر بعد میرے آئے تو کیا فائدہ ہے :

ہمیں کیا جو تربت پہ میلے رہے
کہ ہم تو یہاں بھی اکیلے رہے

میں خدا کی قسم اب بھی گلہ مند نہیں ہوں اور نہ تم کو کوئی الزام دیتی ہوں - یہ مہربانیاں میرے بخت نارسا کی ہیں - میری تمنا ہمیشہ سے یہ تھی کہ خدایا زندگی بھر چین و آرام سے تمہارے ساتھ بسر کر دے ورنہ مجھے پیوند خاک کردے ، میرا پردہ فاش نہ ہو :

یا تو قابو میں مری کاش طبیعت ہوتی
یا مرے پہلو میں وہ چاند سی صورت ہوتی

الحمدللہ ، اگر وہ نہ ہوا ، یہ تو ہوا - اس ضعیفہ گنہگار کی میرے پروردگار نے سن لی تو تم پر تصدق ہوتی ہوں :

ما نقد عمر صرف رہ یار کردہ ایم
کارے کہ کردہ ایم ہمیں کار کردہ ایم

ہزار ہزار شکر ہے کہ مجھ کو اس راہ دشوار گذار میں ثابت قدم رکھا - اور بڑی جانکاہی و سینہ زوری سے محبت کی کڑیاں میں نے برداشت کیں ، ہر آفت کو بڑے استقلال سے اٹھایا :

Marfat.com

شربت مرگ ، آب حسرت ، شور بختی ، زہر غم
تلخ کامی نے مجھے سب کچھ گوارا ہو گیا

لیکن اب سکت باقی نہیں ہے۔ دل چھوٹ گیا ہے ، طاقت نے جواب دیا ، ہمت ہار گئی ۔ تمھاری مفارقت کا بار نہیں آٹھتا ، نہیں آٹھتا :

تھک گیا درد بھی اٹھتے اٹھتے
اب کلیجے میں رہا جاتا ہے

میرے پیارے ! اگر بعد میرے مرنے کے تمھارا آنا یہاں ہو تو میری قبر پر ضرور آنا ، خدا کے لیے اغماض نہ کرنا ۔ گو تم کو تودۂ خاک ، حسرتوں کا ڈھیر دیکھ کے رنج ضرور ہوگا مگر آنا ضرور ، لیکن ذرا سنبھلے ہوئے :

نہیں پھول تربت پہ کانٹے بچھے ہیں
مری قبر پر پاؤں رکھنا سنبھل کر

اگرچہ میری خاک مرقد اس قابل نہیں ہے کہ تمھارا غبار دامن بن سکے ، مگر شان بندہ نوازی اور حق محبت کے خیال سے بلا سے دور ہی سے آ کے فاتحہ پڑھ دینا :

لپٹ نہ جائے کہیں خاک میری مرقد کی
ذرا سمیٹ کے دامن گذر کرے کوئی

اس فعل سے نہ صرف میری روح ہی خوش ہوگی بلکہ تمھاری وفاداری کی لوگ تعریف کریں گے :

آفریں بر دل نرم تو کہ از بہر ثواب
کشتۂ غمزۂ خود را بہ نماز آمدۂ

ہائے غضب وائے ستم !

ز حسرت چو خوں در عدم خوردہ باشم
تو بر خاکم آئی و من مردہ باشم

Marfat.com

آہ مجھے اس کی بھی امید نہیں کہ تم میرے بعد آسکو ۔ میری تقدیر ایسی کہاں کہ میرا پیارا ، میرا جان سے عزیز دوست میری قبر پر آئے ۔ ہاں اگر جذبۂ صادق اثر کرے اور میری محبت اپنا رنگ جمائے تو کیا عجب ہے کہ :

کششے کہ عشق دارد نہ گذاردت بدیساں
بہ جنازہ گر نیائی بہ مزار خواہی آمد

دیکھو یہ میری وصیت سمجھو کہ اگر تم میرے بعد آنا تو اپنا حال بے حال نہ کرنا ۔ اور میری جان کی قسم ، میرے سر کی قسم ، ہرگز رنج نہ کرنا ۔ کوئی حرکت دیوانگی و بے تابی کی نہ کر بیٹھنا ۔ اس سے کوئی فائدہ نہیں ، بجز اس کے بے وجہ اپنی طبیعت کو خراب کرو اور ناحق کے صدمات اٹھاؤ ۔ صبر سے بہتر کوئی علاج نہیں ہے ۔ جس قدر استقلال سے کام لو گے اور تحمل کرو گے ، تمہارے حق میں مفید ہے اور نیز میری روح کو ثواب پہنچے گا ۔ دنیا کے رنگ ہی یہ ہیں خدائی کارخانے میں کس کو دخل ہے ؟:

مرے ماتم میں وہ آئیں تو کہنا
کریں غم آپ کے دشمن کسی کا

تم کو خدا سلامت رکھے ۔ تم سے مجھے توقع ہے کہ فاتحہ اور ایصال ثواب سے مجھے محروم نہ رکھو گے ۔ میرے گناہوں کا بار مجھے کچلے ڈالتا ہے ، تمہاری وجہ سے کچھ تو تخفیف عذاب ہو گی :

ہمینم ویت پس کہ در روز محشر
شماری تو از زمرۂ کشتگانم

یہ بہت صاف بات ہے کہ کسی عورت کو موت آنا ایک بڑی نعمت غیر مترقبہ ہے ۔ اس دنیا میں جس طرح وہ مستور سمجھی

Marfat.com

گئی ہے ، جلد مرنے میں اس کی پردہ پوشی بھی متصور ہے ۔ اور اس صورت میں رنج و غم عبث ہے ، بلکہ میں تو تمہارے لیے ایک خوشی کی بات خیال کرتی ہوں اس لیے کہ پابندی سے آزادی ہمیشہ قابل قدر ہوا کرتی ہے ، جس کی تمہیں فکر کرنا چاہیے :

میرا مرنا اُن کے گھر شادی ہوئی
خون کے چھاپے لگے دیوار میں

تم کو شاید کچھ انفعال ہو کہ عین وقت پر نہ آیا ۔ اس کا خیال بھی نہ کرنا چاہیے ، کیونکہ خدا کی مرضی یوں ہی تھی ، اور جب کہ انسان ایسی باتوں میں مجبور محض ہے تو نہ تم کو منفعل ہونا چاہیے ، نہ مجھے گلہ مند :

لب پر مرے کچھ شکوۂ بے داد نہیں ہے
گذرا ہے جو مجھ پر وہ ذرا یاد نہیں ہے

میں سچ کہتی ہوں کہ ذرا بھی تمہارا قصور نہیں سمجھتی اور رتی برابر تم سے رنجیدہ نہیں ہوں ۔ میں تو یہاں تک حاضر ہوں :

بروز حشر گر پرسند خسرو را چرا کشتی
چہ خواہی گفت قربانت شوم تامن ہا گویم

ہاں آرزو ہے تو یہ کہ وہاں تم سے جی کھول کے ملوں اور خاک میں ملی ہوئی ارمانیں پوری ہوں :

عوض حور خدا سے تجھے دلبر مانگوں
خلد دینے لگے مجھ کو تو ترا گھر مانگوں

ہائے کیا مزہ ہو اس وقت جب کہ :

عرصۂ حشر میں اللہ کرے گم مجھ کو
اور پھرو ڈھونڈتے گھبرائے ہوئے تم مجھ کو

اب دنیا میں اگر آرزو باقی ہے تو یہ کہ تم کو ایک بار مرتے دم دیکھ لوں ۔ اور یہ نہ ہو تو تم میری خاک پر ایک بار ہو جاؤ

Marfat.com

تاکہ میری پیٹھ قبر میں لگے :

قبر پر بعد فنا آئیے گا
چار آنسو ھی بہا جائیے گا

خون بہائے من ھمیں باشد کہ از خونم کشند
بر سر لوح مزارم نام محبوب مرا

میرے وفا پرور دوست ! اگر مجھ سے تم کو کچھ محبت ھے تو میری یہ بات مانو بلکہ وصیت سمجھو کہ غم بے وجہ اور رنج فضول کے عوض اپنی یہ عادت کر لو کہ جب دسترخوان پر بیٹھا کرو ، تھوڑا سا کھانا محتاج کو دے دیا کرو اور ایک قطرہ پانی زمین پر چھڑک دیا کرو ۔ اس ترکیب سے مجھے بھی ثواب پہنچے گا اور تم ھمیشہ مجھے یاد رکھو گے :

چو با حبیب نشینی و بادہ پیمائی
بیاد آر حریفان بادہ پیما را

یہ خط اب میں تمام کرتی ھوں ۔ اگر میری زندگی باقی ھے تو پھر ملیں گے اور چین کریں گے ، ورنہ خدا حافظ ۔ تم کو اللہ کو سونپا ھم تو چلے :

وا ماندوں پہ دیکھیے کیا ھو
اپنا تو نباہ کر گئے ھم

سر جدا کرد از تنم شوخے کہ باما یار بود
قصہ کوتہ شد وگرنہ درد سر بسیار بود

زیادہ بس باقی ھوس ۔"

رقعے کو دیکھ کے میں بہت رویا ۔ چونکہ مرنا جینا اختیاری بات نہیں ھے ، ورنہ شدت غم سے دم نکلا جاتا تھا اور روح قالب

Marfat.com

میں تڑپتی تھی ، ساری رات بری طرح گزری ۔

صبح کو نانا صاحب قبلہ محمود نگر سے آئے ، مجھ کو بھی راستے میں نانی صاحبہ کے مکان سے ساتھ لے لیا ۔ جب اعظم جی کے مکان پر پہنچے ، میرزائی پھر مرحومہ کی باتیں کرنے لگی ۔ میں پیشاب کے بہانے سے باھر آیا اور رحم اللہ کو ساتھ لے کے قبرستان میں گیا ۔ اس نے قبر کی طرف اشارہ کر کے کہا :

وہ خاک اڑتی ھے وہ ھے مجمع یاس
وھی ھے دیکھ لو مدفن کسی کا

میں نے پہلے فاتحہ اور دعائے مغفرت بہت ھی دل پر جبر کر کے پڑھی ۔ جب فارغ ھوا ، دل امنڈ آیا اور ضبط نہ ھو سکا ۔ بے اختیار قبر سے لپٹ کے زور زور سے رونے لگا ۔ اور بسمل کی طرح لوٹتا تھا کہ کسی طرح میری روح قالب سے نکل جائے :

بہت رویا وفائیں یاد کر کے
ستم گر دیکھ کے مدفن کسی کا

دو مرتبہ اپنے سر کو زمین پر دے پٹکا ۔ رحم اللہ ھر چند منع کرتا رھا مگر میرا قلق کم نہ ھوتا تھا ۔ تیسری بار پھر میں گرا اور لوٹتا ھوا چلا گیا ۔ وھاں ایک غار دس بارہ گز گہرا تھا : نصف دھڑ میرا اس میں جا رھا ھے ، مگر اس کے کنارے خود رو درخت اور گھاس بہ کثرت تھی جس میں الجھ کے رہ گیا ۔ رحم اللہ نے یہ حال دیکھ کر غل مچایا اور تکیہ دار فقیر دوڑا آیا ۔

دونوں نے مجھے بڑی مشکل سے اوپر کھینچا ۔ اس کشمکش میں ایک جوتا بھی میرا غار میں جاتا رھا ۔

رحم اللہ میرے پاؤں پر گر پڑا کہ خدا را ایسی حرکتیں نہ کیجیے ۔ اس میں میرے لیے بھی ضرر ھے ، آپ بھی سخت بدنام ھوں گے مگر فائدہ خاک بھی نہیں ۔ چونکہ میری کمر اور

Marfat.com

کولھے میں سخت صدمہ پہنچا تھا ، بالکل تھک گیا تھا اور مست ہو کے قبر پر سر رکھ کے وہیں پڑا رہا ۔ رحم اللہ کمر اور کولھا ملنے لگا ۔ میں نے اس سے کہا ''بھائی میں مر جاتا تو بہتر تھا ، اب لطف زندگانی باقی نہ رہا ۔ ہائے ایسا وفادار پیارا معشوق جب دنیا میں نہ رہے ، پھر ایسی حیات پر نفرین اور ایسے جینے پر تف ہے :

ترجیع بند نوحۂ مومن ہدیۂ مترجم[1]

یہ گلستاں سرائے تماشا نہیں رہا
وہ نوبہار گلشن دنیا نہیں رہا
افسوس کوئی پردہ نشیں پردہ در نہیں
وہ حسن جس سے عشق ہو رسوا نہیں رہا
اے چرخ چاہنے سے رہے مہر و ماہ کو
کیا چاہیں روزگار تمنا نہیں رہا
کس کو گلے لگائیے اے شوق ہم کنار
وہ خوش گلوے سینہ مصفا نہیں رہا
اپنی خرابیوں کو کہاں جا کے روئیے
وہ شمع روے انجمن آرا نہیں رہا
حیف اپنی تلخ کامی و شوریدہ طالعی
جس سے کہ زندگی کا مزا تھا ، نہیں رہا
کس سے نباہیے کہ سوائے وفات کے
دنیا میں ہائے نام وفا کا نہیں رہا

---

۱ - یہ اضافہ من جانب مترجم ہے - (مرتب)

Marfat.com

اب کس کو دیکھیے کہ کسی کو نہ دیکھیے
وہ پردہ سوز چشم تماشا نہیں رہا
ہر دم جبین آئینہ آلودہ نم سے تھی
یہ آب و تاب حسن اسی مہ کے دم سے تھے

مدفن بنے زمین چمن وامصیبتا
معدوم ہو وہ غنچہ دہن وا مصیبتا
جس نازنیں صنم پہ گراں تھا حریر چیں
اس کا غلاف کعبہ کفن وامصیبتا
دے منکر و نکیر کو ناچار وہ جواب
جو حور سے کرے نہ سخن وامصیبتا
جس کو شکستن دل عاشق عذاب ہو
وہ اور جاں کنی کا محن وا مصیبتا
جو عرض مہر سایۂ مہ سے ہو سرنگوں
اس پر جفائے چرخ کہن وامصیبتا
تشبیہ آئینہ سے جو ہوتا تھا آب آب
مل جائے خاک میں وہ بدن وا مصیبتا
دیتے تھے حور وش بھی جس آرام جاں پہ جاں
اس کا غم ہلاک شدن وامصیبتا
جھومر دھرے سے ٹوٹتے تھے جسکے ہاتھ پاؤں
وہ زیر بار تاب و شکن وامصیبتا
پھولوں کو جس کی بو نے ملایا تھا خاک میں
ہے اس کی خاک وقف سمن وامصیبتا
کیا اعتبار دہر کا عبرت کی جائے ہے
عشرت سرا کبھی کبھی ماتم سرائے ہے

Marfat.com

''رحم اللہ تو ھی بتا ، جب ایسا پیارا مہ جمال رشک پر
دلبربا میری جدائی میں مر جائے ، پھر حیف ھے کہ میں زن
رھوں[1] اور دوسری عورتوں سے ملتف ھوں ۔ مجھ سے تو
کبھی نہ ھوگا ۔ میں یقین ھے زھر کھا کے مر جاؤں گا
اب زندہ رہ کے کیا کروں گا ۔ اگرچہ خود کشی فعل حر
ھے مگر کیا کروں ، اس کے سوا مفر ھی نہیں نظر آتا ،
لینا کہ میں نے جو کہا تھا ، وھی کر گذرا ۔''

دل ناکام تک تھیں سب امیدیں
وھی جب مٹ گیا تو پھر رھا کیا

اس نے کہا ''ایسے حرکات بالکل نازیبا ھیں ۔ کوئی عقل
اس کو ھرگز پسند نہ کرے گا ۔ کیا ان باتوں سے خانم صاحب
زندہ ھوجائے گی ؟ یہ امید ھوتی تو جو کچھ کرتے سزا وار تھا ۔ اب
تو صبر ھی ھر حال میں اولیٰ معلوم ھوتا ھے ، آئندہ آپ جانیے
رحم اللہ مالش کرتا جاتا تھا ، جس سے مجھے آرام معلوم ھوتا تھا
نیند آ گئی ۔

میں نے دیکھا کہ مرحومہ غسل کیے ھوئے ، سفید کھیس
اوڑھے ، ایک تخت پر بیٹھی ھے ۔ بالوں سے پانی ٹپک رھا ھے اور
میں اس کے سامنے زمین پر سرنگوں پڑا ھوں ۔ میرا سر اٹھا کر
یہ شعر فرمایا :

۱- مجھے تحقیق معلوم ھے کہ حسن شاہ بعد اس واقعے کے مدت تک
بصیغۂ حیات رھے اور شادی بھی کی اور اولاد بھی ھوئی جو اب تک لکھنؤ
میں موجود ھے ۔ (مترجم)

مصنف نے خاتمۂ کلام میں یہ دعویٰ نہیں کیا کہ اس نے اس قسم
کا کوئی عہد کیا تھا ۔ یہ محض وقتی جوش تھا ۔ (مرتب)

Marfat.com

پا نہادی بسر تربت من بعد از قتل
مشت خاک به چنیں لطف سزا وار نبود

میں نے اس کی بلائیں لے کے کہا کہ ہم نے سنا تھا کہ تم ہو ، مگر میں تم کو اچھا خاصا دیکھتا ہوں ، شاید یہ بازی میری طلبی کے واسطے تھی کہ حکیم صاحب کے ساتھ گا ۔

اس نے جواب دیا کہ میں بیمار تو بے شک تھی اور بہت ت عارضہ تھا ۔ جینے کی توقع تک نہ تھی مگر جب سے تم ئے ، اچھی ہوں مگر تمھاری یہ حرکتیں مجھے بہت ہی نا پسند ۔ تم عقل مند ہو کے اس قسم کے ابلہانہ اور عامیانہ ارادے تے ہو ، بڑے شرم کی بات ہے ۔

میں نے کہا ''کیا کروں ۔ میں یہاں آیا تو کسی کم بخت کہہ دیا کہ تمھارے دشمن انتقال کر گئے ، جس سے مجھے سیمگی ہوگئی اور چاہتا تھا کہ ہلاک ہو جاؤں ۔

فرمایا ''اگر یہ سچ بھی مان لیا جائے ، تاہم میں نے تم کو دی تھی ، اس کو بھی بھول گئے ؟ حالانکہ جو کچھ تم سنا ہے غلط سنا ہے ۔ میں مری تو نہیں ، اچھی خاصی ہوں ۔ تم میرے سر کی قسم کھاؤ کہ آئندہ ہرگز یہ خیال نہ کرنا ، ہ میں تم کو اپنے حقوق نہ بخشوں گی اور حشر میں دامن گیر ں گی ۔ اچھا اب جائیے میں کپڑے پہنوں گی ۔

میں کچھ کہنے ہی کو تھا کہ رحم اللہ کو چھینک آئی ، کی آواز سے چونک پڑا اور آنسو پونچھتا ہوا اٹھا ۔ فاتحہ پڑھ وہاں سے چلا ۔

راستے میں رحم اللہ سے خواب کا حال بیان کیا ۔ اس نے کہا ب کسی کے سمجھانے بجھانے کی کیا ضرورت ہے ، خانم صاحبہ نے

Marfat.com

خود ھی آپ کو جتا دیا ھے۔''

میں نے بھی دل میں خیال کیا کہ افعال اضطراری سے کہ حاصل ، جس طرح ھو سکے صبر کرنا چاھیے۔

یہی ارادہ مستقل کرکے اعظم جی کے مکان پر پہنچا ۔ راستہ میں دس روپے رحم‌اللہ کو دیے اور اس سے کہا کہ تیرے والدہ رضا مند ھوں تو میرے ساتھ چل ، ورنہ جس وقت تیرا جی چاہے میرے پاس آ جانا ۔ میں ھمیشہ تیری خدمت سے باھر نہ ھوں گا تو میرا اور مرحومہ کا راز دار ھے ، مجھے تیری خاطر داری لازم ھے :

مرا عہدیست با جاناں کہ تاجاں در بدن دارم
ھواداران کویش را چو جان خویشتن دارم

نانا صاحب نے مجھ سے کہا ''اب چلنا چاھیے''۔

چنانچہ ان سبھوں کی تسکین و تشفی کرکے نانا صاحب وھاں سے چلے ، میں بھی ساتھ ھولیا ۔ چار پانچ دن کے بعد لکھنؤ سے کانپور روانہ ھوئے ۔

یہاں پہنچ کے منگ صاحب نے یہ حال سنا تو بہت ھی افسوس کیا ۔ میں نے اس کی وصیت کے موافق کھانے اور پانی کا معمول کر لیا ۔ واقعی بہت ھی عمدہ وصیت ھے ۔ خواھی نخواھی ھر روز دو تین بار یاد آ جاتی ھے اور کسی طرح فراموش نہیں ھوتی ۔ اسی زمانے میں میں نے ایک قطعۂ تاریخ ان کی وفات کا لکھا تھا جو یہاں نقل کرتا ھوں :

Marfat.com

قطعه

خانم[1] زهره جبیں چونکه ز اوج بقا
آه به حسن شباب ، شد به حضیض فنا
کرد . حسن سال وفاتش طلب
هاتف غیبی چو شنید این ندا
داد ندا باصد تعب و افسوس
''آه فنا شد صنمے با وفا''

۱- ایک شعر کی بحر دو شعروں سے علیحدہ ہے ، اس کی اصلاح کا ذمہ مترجم کے ذمے نہیں - (مترجم)
فاضل مترجم نے تو اعتراض کا بار اپنے ذمے لیا ہے ، وہ اصلاح کے متحمل کہاں ہو سکتے ہیں - (مرتب)

Marfat.com

خاتمه

هر چه[1] رتبۂ عشق بالا تر از آن است که به قوت عقل و فهم و بیان پیرامون سراپردۂ جلالت او توان گشت یا بدید کشف و عیان به جمال حقیقت آن نظر توان کرد ، چنانچه حضرت مولانا روم قدس سره می فرمایند :

هر چه گویم عشق را شرح و بیان
چون به عشق آیم خجل باشم ازان
شرح عشق و عاشقی هم عشق گفت
عقل در شرحش چو خر در گل به خفت
چون سخن در وصف این حالت رسید
هم قلم بشکست و هم کاغذ درید
شاد باش اے عشق خوش سودائے ما
اے طبیب جمله علت هائے ما

۱- (ترجمہ) هر چند عشق کا رتبہ عقل و فہم کی طاقت سے بالا ہے اور اس کے بیان کی تاب لانا آسان نہیں - حسن کی حقیقتوں تک رسائی ہونا ہر آنکھ کے بس میں نہیں کہ اس کی نقاب کشائی کر سکے اور جلال و جمال کو سمجھ سکے یا ظاہر کرسکے ، جیسا کہ حضرت مولانا روم قدس سرہ فرماتے ہیں :

هر چه گویم عشق را شرح و بیان
چون به عشق آیم خجل باشم ازان
شرح عشق و عاشقی هم عشق گفت
عقل در شرحش چو خردر گل به خفت
چون سخن در وصف این حالت رسید
هم قلم به شکست و هم کاغذ درید
شاد باش اے عشق خوش سودائے ما
اے طبیب جمله علت هائے ما

Marfat.com

عشق در تتق عزت محتجب است و بکمال استغنا منتشر ، حجت ات او صفات اوست ، صفاتش مندرج در ذات او ، عاشق جمال و جلال اوست و جمال مندمج در جلال او علی‌الدوام ـ خود با خود شق بازد و بر نفس از راه عاشقی نغمه آغاز :

عشق است آنکه در دو جهان جلوه می کند
گهه از لباس شاه گهه از کسوت گدا

ید دانست که غرض از عشق چا شنئی درد و غم چشیدن است ه ترفته و نیم نفس و هوا ورزیدن ، وهر آنکه حظ نفسانی را با فیض وحانی گویند از محبت عشق و عاشقی بیرون اند ـ این مشت خاک ا چه یارا کـه کلمهٔ از عشق ورزی تحـریـر نماید و یا حـرفی از حبت نوردی تقریر کند ، چنانکه گفت :

عشق کی شان حجاب میں ہے اور انتہائی چھان بین اور تلاش سے ہی تا چلتا ہے کہ یہ اسی (خدائے واحد) کی یکتا ذات و صفات کی شان کا ظہار ہے ۔ اسی کے مسلم اوصاف عشق و حسن میں عیاں ہیں ، ہر شخص سی کی ذات کے جمال و جلال کا عاشق ہوتا ہے ۔ اس کا جمال قائم اور جلال دائم ہے ۔ عشق زبان حال سے اپنے کمال کا خود نغمہ خواں ہے :

عشق است آنکه در دو جهان جلوه می کند
گهه از لباس شاه گهه از کسوت گدا

واضح ہو کہ عشق کی غایت درد و غم کی لذت سے آشنا ہونا ہے ، نہ کہ نفسانی خواہشات اور ہوس پرستی کا دم بھرنا ۔ لذت نفس کی جگہ فیض روحانی کا حصول عشق حقیقی کا مقصود ہے اور محبت کی اصلی منشا یہی ہے ۔ انسان مٹھی بھر خاک ہے ، اس میں یہ طاقت و ہمت کہاں کہ راز عشق کی حقیقتوں کو آشکارا کرسکے اور محبت کی اصلی کیفیت کے بارے میں ایک حرف بھی ادا کرسکے جیسا کہ کہا گیا ہے :

Marfat.com

قلم از قصهٔ عشق ار بنویسد همه عمر
عمر آخر شود و قصه به پایان نه رسد

ازاں جا که ایں سانحهٔ حیرت افزا از وفا نمودن مطلوبے سراسر صفا و محبوبے سراپا وفا بود لہذا به قول قائلے :

سر گزشت عہد گل را از نظیری بشنوید
عندلیب آشفته سر می گوید ایں افسانه را

حرفے چند از بدو طفولیت لغایت سنه یک هزار و دو صد و پنج هجری از خاطر پر درد به تحریر در آورد و نظر بر عبارت مسجع و مقفیٰ نه کرد ، چنانچه نظیری گوید :

از عتاب و لطف می نالند مشتاقان عشق
بلبلاں را بانوا کارست با مضمون چه کار

قلم از قصهٔ عشق ار بنویسد همه عمر
عمر آخر شود و قصه بپایاں نه رسد

اس حیرت انگیز سانحے سے مطلوب کی وفا پرستی اور محبوب کی پاک بازی کا بیان مقصود ہے ، جس نے راہ وفا میں جان دی ، بقولے :

سر گزشت عہد گل را از نظیری بشنوید
عندلیب آشفته سر می گوید ایں افسانه را

اس داستان میں عہد طفلی سے لے کر ۱۲۰۵ ھ کی آپ بیتی ضبط تحریر میں لائی گئی ہے اور بیان میں مسجع و مقفیٰ عبارت آرائی سے کام نہیں لیا گیا ہے ، بہ قول نظیری :

از عتاب و لطف می نالند مشتاقان عشق
بلبلاں را بانوا کارست با مضمون چه کار

اس درد ناک کہانی کا نام ''افسانہ رنگین'' قرار پایا اور تاریخ تصنیف تعمیہ کے ساتھ مندرجہ ذیل قطعے سے نکالی گئی :

Marfat.com

موسوم شد به افسانه رنگین ـ چنانکه این قطعه به تعمیه در تاریخ سال اختتام این حکایت پر درد به تحریر در آورد :

قطعه

حسن چون کرد این افسانه را ختم
ز هاتف خواست سال آن زمانه
به رسم تعمیه وے از سر شکر
بگفتا شد عجب رنگین فسانه

الحمدلله علیٰ ذالک

حدیث عشق شد زیب بیانم
چو شمع افتاد آتش در زبانم
قلم از جوش این می شد سیه مست
که من عشقے به هر جا عاشقی هست

به درگاه کریم و کار ساز مسئلت چناں دارد ، چنانچه گفت نسیم :

حسن چون کرد این افسانه را ختم
ز هاتف خواست سال آن زمانه
به رسم تعمیه وے از سر شکر
بگفتا شد عجب رنگین فسانه

۳۰۰ + ۹۰۵ = ۱۲۰۵

الحمد لله علیٰ ذالک

حدیث عشق شد زیب بیانم
چو شمع افتاد آتش در زبانم
قلم از جوش این می‌شد سیه مست
که من عشقے به هر جا عاشقی هست

بنده خداوند کریم کی بارگاه میں دست به دعا ہے :

Marfat.com

الٰہی در جہاں حسن قبولی دہ بینانم را
چو مے لبریز کن شیریں دہانی دہ دہانم را
غرض نقشے ست کز ما یاد ماند
کہ ہستی را نمی بینم بقاے

ہر کہ خواند دعا طمع دارم
زانکہ من بندۂ گنہگارم
واللہ المستعان علیٰ ما تصفون :
الٰہی بہ حق بنی فاطمہ
کہ بر قول ایماں کنی خاتمہ

الٰہی در جہاں حسن قبولے دہ بیانم را
چو مے لب ریز کن شیریں دہانی دہ دہانم را
غرض نقشے ست کز ما یاد ماند
کہ ہستی را نمی بینم بقاے

ہر کہ خواند دعا طمع دام
زاں کہ من بندۂ گنہگارم
واللہ المستعان علیٰ ما تصفون ۔
الٰہی بہ حق بنی فاطمہ
کہ بر قول ایماں کنی خاتمہ
اگر دعوتم در کنی ور قبول
من و دست و دامان آل رسول

بقیہ حاشیہ آگلے صفحے پر

Marfat.com

اگر دعوتم رد کنی ور قبول
من و دست و دامان آل رسول

صلی اللہ علیہ وسلم

تمام شد

فاضل مترجم نے خاتمے کی عبارت کا ترجمہ نہیں کیا اور مندرجہ ذیل نوٹ لکھا ہے :

''خاتمے کی عبارت اصل ہی لکھ دینا مناسب معلوم ہوا، ترجمہ بے لطف ہوجاتا ۔ (مترجم) ۔''

میں نے خاتمے کی اصل عبارت اور ترجمہ دونوں شامل کر دیے ہیں (مرتب)

Marfat.com

مجلس ترقی اردو